ان اللہ بعث النبی الامی القرشی سید العرب والعجم الی الجن والانس

جسمیں

اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلعم کی نبوت عقلی دلائل سے ثابت کیگئی ہے

من تصنیف لطیف

عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم متوطن کاکوری ضلع لکھنؤ

۱۹۱۶ء

در مطبع مشیر دکن حیدرآباد مطبوع شد

فہرست مضامین سوانح عمری

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تمہید۔	۵	۱۰	تصانیف و تالیفات	۱۶
۲	خاندانی حالات معہ شجرہ خاندان	۷	۱۱	مختصر سفر	۱۷
۳	حافظ محمد غوث	۹	۱۲	طبعی حالات و لباس و وضعداری و اتقاد و پرہیزگاری۔	۱۸
۴	مولوی عازی الدین مولنا حمید الدین	۹			
۵	نجم الدین علیخان ثاقب	۱۰	۱۳	بزرگان دین کے توجہہ۔	۱۹
۶	مفتی خلیل الدینخان سفیر شاہ اودھ	۱۰	۱۴	ذہانت۔	۱۹
۷	مولوی رشید الدینخان ناظم خفیہ پولیس	۱۲	۱۵	شادی و اولاد	۱۹
۸	پیدائش و تعلیم تربیت مصنف کتاب	۱۳	۱۶	علالت و متواتر صدمات و انتقال	۱۹
۹	حافظہ کی حالت و علمی قابلیت	۱۶	۱۷	قطعات تاریخ۔	۲۳

فہرست مضامین مرقع تصویر پیغمبری

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تمہید وجہ آرائش تصویر پیغمبری	۲۷	۶	دلیل دوم اوصاف فاضلہ قرآن کریم و دستاویز رسالۃ قدسیہ	۳۹
۲	آغاز تقریر تصویر قلعہ اسلام	۳۱			
۳	تصریح قلعہ اسلام و ذکر گرانمایہ افسران محافظ قلعہ اسلام عرشی مقام	۳۱	۷	دلیل سوم اثبات نبوت مطہرہ و اخلاق فاضلہ۔	۴۳
۴	رویائے صادقہ نمونہ ثبوت رسالۃ الہیہ	۳۶	۸	دلیل چہارم ثبوت رسالت بعلوم آنحضرت	۴۴
۵	دلیل اول پیشین گوئی وسعت سلطنت اسلام	۳۷	۹	پانچویں دلیل حالات ذاتی آنحضرت	۵۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰	اثبات نبوت مطہرہ و اخلاق فاضلہ	۵۲
۱۱	ذکر ثبت رسالت بہ تصدیق واجب الاطاعت	۵۴
۱۲	واقعات کمال و دانشمندی آنحضرت	۵۹
۱۳	ذکر اخلاق فاضلہ و اوصاف کاملہ آنحضرت۔	۶۴
۱۴	استدلال نبوت از ہرقل قیصر روم باوصاف فاضلہ آنحضرت۔	۷۲
۱۵	ذکر ثبت رسالت بہ تحریر دانشمندان از اہل عرب۔	۷۴
۱۶	ذکر بعض دانشمندان یورپ مشعر جلالت شان آنحضرت	۸۰
۱۷	دلیل پنجم اثبات رسالت قدسیہ	۸۲
۱۸	دلیل ششم ثبوت رسالت بعلوم آنحضرت بطرز دیگر۔	۸۴
۱۹	دلیل ہفتم بطرز جدید مثبت رسالت قدسیہ	۸۶
۲۰	ثبوت بطرز جدید مثبت رسالت بہ تصریح مذاہب سلطنتہای ثلثہ دنیا	۸۷
۲۱	استدلال نبوت محمدی بہ ترقی و سرعت ترقی اسلام بر سلطنتہا	۹۰
۲۲	دلیل ہشتم اثبات رسالت بہ بقائے انوار اسلام و کرامات و فیوض۔	۹۱
۲۳	دلیل نہم استدلال مثبت رسالت باتباع آنحضرت بلا جبر و قہر اہل عرب	۹۲
۲۴	دلیل دہم بطور اوصاف پیغمبری و اصلاح نفوس عالم۔	۹۶
۲۵	اثبات معجزات بطرز قدمائے علم کلام	۹۷
۲۶	اثبات قوۃ اعجاز قرآن بہ نسبت معجزات انبیا سابق۔	۱۰۹
۲۷	ذکر اثبات رسالۃ عامہ آنحضرت و رفع شبہہ مخالفین۔	۱۱۱
۲۸	ثبوت اعجاز و معجزات عقلی مطلوب است	۱۱۳
۲۹	رفع اعتراض و ثبوت عقلی بابطال تعلیمات زمانہ	۱۱۵
۳۰	ذکر اثبات معجزات طرز دیگر	۱۱۷
۳۱	ذکر ثبت معجزات عامہ بطرز جدید	۱۱۸
۳۲	رفع شبہات مخالفین بر نبوت محمدی	۱۱۹
۳۳	رفع اعتراضات فلاسفہ	۱۲۴
۳۴	رفع اعتراض فلسفی متعلقہ معجزہ شق القمر	۱۲۸

بہ پیشگاہ اعلیحضرت قدر قدرت سایہ ایزدی رحمت دارا دربان فریدوں فرمان جمشید پایہ ایزدی سایہ ہز ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس۔ اے۔ مظفر الممالک۔ نظام الملک۔ نظام الدولہ۔ فتح جنگ سپہ سالار دکن آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔

از

خاکسار مصنف

طغرائے افتخار

یعنی

نیم سرکاری چٹھی صدر المہام صرف خاص چٹھی خداوندی مورخہ ۱۴ امرداد ۱۳۲۴ف

نشان (۷۳۸)

خدمت مولوی احسان الدین صاحب

مرقع تصویر پیغمبری آپ کی والد مرحوم کی مصنفہ پیشگاہ اقدس و اعلیٰ میں گذرانی گئی تھی ارشاد مبارک شرف صدور پایا ہے کہ نام مبارک سے ڈیڈیکیٹ کرنے کی منظوری دیجاتی ہے کتاب مرسلہ واپس ہے ۔

شرح دستخط

مرلیدھر

صدر المہام

عرض حال

یہہ کتاب مرقع تصویر پیغمبری ایک عرصہ ہوا جناب والد قبلہ مرحوم نے تحریر فرمائی تھی کہ مرتبہ قصد ہوا کہ حیدرآباد آکر پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی میں پیش کریں ۔ لیکن عوارض جسمانی اور شدائد امراض سے مجبور ہو گئے اور یہاں آکر پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ایسلیے یہاں کے اعلیٰ حکام سے مراسلت ہوی۔ اونہوں نے کتاب طلب کی لیکن افسوس کہ جام حیات لبریز ہو چکا تھا بھیجنے کی نوبت نہیں آئی اور عرضداشت معہ کتاب جناب قبلہ مرحوم کے کاغذات میں برامد ہوئے ۔ چنانچہ میں نے اپنی درخواست کے ساتھہ یہہ کتاب اور عرضداشت باظہار حالات عالیجناب ائے مرلید سر صاحب صدرالمہام صرف خاص مبارک کے خدمت میں پیش کی۔ اور حسب عرضداشت جناب قبلہ مرحوم اعلیحضرت بندگانعالی کے نام مبارک سے ڈیڈیکیٹ کرنی اور مصارف طبع کی استدعا کی۔ چنانچہ ہر دو استدعائیں منظور ہوئیں جو اس ریاست ابد قرار کے علمی قدر افزائی کے عین دلیل ہے ۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے ساتھ جناب قبلہ مرحوم کے مختصر حالات زندگی بھی تحریر کردیجائیں تاکہ یادگار رہیں اور اعقاب کے لیئے سبق اموز۔

اگرچہ جناب قبلہ مرحوم نے اپنے جد امجد خان بہادر مولوی خلیل الدین خاں صاحب مرحوم سفیر شاہ اودہ اور اپنے والد مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم سیول جج و ناظم خفیہ پولیس ریاست اودہ کے سوانح عمری خود تحریر فرمائے تھے جو علیحدہ طور پر طبع ہو گئی ہے لیکن آپ کے حالات کے ساتھ بھی آپ کے خاندانی حالات کا مختصر

طور پر تذکرہ کر دینا ضروری تھا اسلئے خاندانی حالات بھی مختصر طور پر اسی ضمن میں تحریر کر دیگئی ہیں چنانچہ ان ہر دو کی ترتیب نہایت محنت سے برادر عزیز مولوی مشیر الدین خان نے کی ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔

حیدر آباد دکن   احسان الدین

مختصر حالات

حوادث اور تغیرات عالم اس امر کی شاہد ہیں کہ اس عالم میں ہر چیز کو فنا ہے اور باقی رہنیوالی وہی ذات واجب الوجود ہے جو لائق عبادت اور قابل پرستش ہے۔ آیۃ کریمہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

موجودات عالم پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک معمولی ذرہ سے لیکر شجر۔ حجر۔ آفتاب ماہتاب سب اوسی قادر مطلق کی زیر فرمان ہیں اور جو جو خدمات اون کے سپرد کی گئی ہیں اون کے بجا آوری میں مصروف اور اوس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں سر بسجود ہیں۔ اسلئے انسان جو موجودات عالم میں سب سے بڑا مظہر الہی ہے اوسپر خداوند کریم کی اطاعت اور فرمانبرداری سب سے زیادہ لازمی ضروری ہے۔ آیۃ کریمہ۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۞

شعر

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
این ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

لیکن انسان کے پیدائش کی غرض محض اطاعت اور فرمان برداری ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس فرمانبرداری کی غرض و غائت بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۞

یہہ ایک ایسا مخفی راز ہے کہ انسان اوسپر حاوی نہیں ہوسکتا ہے اور اوس سے

خدا ہی واقف اور علیم ہے۔ آیتہ کریمہ

قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝

جب اس تماشہ گاہ عالم کی یہہ حالت ہے اور حوادث کے تغیرات کی یہہ کیفیت۔

شعر

پتلی والوں کے سی چادر یہہ حجاب ہستی — سب اوہی کے کرشمہ ہیں او ہر کچھ بھی نہیں

تب انسان کی ہستی اور اوس کا وجود اس عالم میں مثل حباب کے ہے۔ وہ پیدا کیا گیا۔ زندہ رکھا گیا۔ فنا کر دیا گیا۔ یہہ کیوں۔ اور کسلیئے۔

شعر

گل راچہ مجال است کہ پرسد ز کلال — از بہر چرا سازی و چرا می شکنی

اس کی اصلی تہہ تک پہنچنا انسانی علم اور عقل سے باہر ہے اسلیئے کہ اوس کا علم اور عقل محدود ہی ورنہ اگر انسانی علم وسیع ہوتا تو۔ علماء۔ حکما۔ فلاسفرس میں کبھی اختلاف رائے اور خیالات نہوتا۔ آیتہ کریمہ۔

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۝

تاہم انسان کو جسقدر علم کی روشنی اور عقل کی رہنمائی عطا کی گئی ہے اوس کے لحاظ سے اوسپر اس عالم فانی کی ہر چیز پر غور کرنا اور سمجھنا ضروری ہے تاکہ اوس قادر مطلق کی عظمت وبزرگی اور کبریائی دل نشین ہو جائے جب ہمکو غور کرنے کے لیئے سمجھ اور دیکھنے کے لیئے آنکھیں عطا کی گئی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اون سے کام نہ لیں ورنہ اوس قادر مطلق کے ان نعمتوں کے حد درجہ ناشکر گذاری ہوگی۔ آیتہ کریمہ

لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اٰذَانٌ

لَا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

بہرحال انسان کو ہرحالت میں اوس قادر مطلق کا مطیع اور فرمان بردار ہوکر رہنا چاہئے اور ہرحالت میں اوس کی اطاعت اور فرمان برداری سے سرمو تجاوز نہیں کرنا چاہیے ورنہ حشر میں انسان کے ساتھہ اوس کی بداعمالی زبان حال سے اوس کی سرکشی اور بغاوت کی شاہد ہوگی۔

شعر

یاد داری کہ وقت زادن تو　　ہمہ خندان بودند تو گریان

آنچنان زی کہ بعد مردن تو　　ہمہ گریان شوند تو خندان

حقیقت یہہ ہے کہ وہ انسان۔ انسان کامل ہے جس کو یہہ مرتبہ حاصل ہو اور مبارک ہے وہ انسان جس نے اپنی تمام عمر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گذار دی اس عالم میں بڑے بڑے علما اور حکما پیدا ہوے اور پیوند زمین ہوگئے بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں اور نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ خاندان کے خاندان مٹ گئے کوئی نام لیوا نرہا لیکن اب ان لوگوں کے صرف کارنامہ اور یادگارین اگر زمانہ کے دست برد سے باقی رہگئیں ہوں تو آیندہ نسلوں کے لئے سبق آموز ہیں جب دنیا کی ہمیشہ سے یہی حالت ہے اور یہی حالت رہیگی تب بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے۔ مصرع۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قصبہ کاکوری ضلع لکھنو۔ اودہ کے قصبات میں ایک مردم خیز خطہ اور مشہور قصبہ سمجھا گیا ہے۔ یہاں کے سرزمین نے بھی بہت سے علما پیدا کئے اور بالاخر وہین

پیوند خاک ہوگئی۔ بہت سے خاندانوں کو عروج ہوا اور پھر زوال یہہ حوادثات
و تغیرات عالم آنیوالی نسلوں کے لئے عمدہ سی عمدہ سبق ہوسکتی ہیں لیکن افسوس ہے
ہماری غفلت۔ ہماری لاپروائی ہمارے ادبار نے ہمکو اسقدر پست کر دیا ہے کہ
نہ ہم اسطرف توجہ کرتے ہیں اور نہ غور حقیقت یہہ ہے کہ ہمکو مشاہیر کی سوانح عمریوں کا
مذاق ہی باقی نہیں رہا ہے۔ جس کی اصلی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ عرصہ سے
حوادث کا ہر خاندان پر ایسا اثر پڑا ہے۔ اور موت کا بازار اسطرح گرم ہے کہ
لوگوں کو جانگداز غم و الم کی باعث اقبال اور ادبار کی جانب توجہ کرنے کا موقع
ہی نہیں ملا ہے خصوصاً دو چار سال کے اندر اکثر بزرگ جو فخر قوم تھے اور جنکی
غیور نگاہیں ہمارے پریشان حالی کیطرف رہتی تھیں دفعتاً ہمیشہ کے لیے ہم سے
جدا ہوگئی اور وہ نوعمر جن سے آیندہ کے لئے بہت کچھ امیدیں تھیں اور ہر طرح
ہونہار تھی راہی ملک عدم ہوئے۔ اس قصبہ میں خان بہادر مفتی خلیل الدینخانصاحب
مرحوم سفیر شاہ اودہ کا خاندان بھی بہ لحاظ تمول اور ذاتی وجاہت اور علمی قابلیت
کے بہت معزز تھا لیکن افسوس زمانہ نے اپنے ظالم ہاتھوں سے اوس کی قابل یادگار
اور فخر خاندان افراد کو چن چن کر خاک میں ملا دیا سب سے آخری یادگار جو حقیقت
میں اس خاندان کے علمی قابلیت اور قدیم طرز روشن کا نمونہ تھی۔ وہ بھی زمانہ
کی دست برد سے نہیں بچے اور تہہ خاک ہوگئے۔ یہہ قابل فخر آخری یادگار جناب
مولوی محمد صدر الدین خاں صاحب مرحوم کی ذات تھی۔ آپ نسباً سید علوی اور
حسباً عباسی ہیں اور آپکا سلسلہ نسب یہہ ہے ابن مولوی رشید الدین خان ابن
مولوی مفتی خلیل الدین خاں ابن قاضی نجم الدین علیخان ثاقب ابن مولانا

حمید الدین خاں ابن غازی الدین شہید ابن ملا محمد غوث عرف ابو محمد ابن ابو الخیر
ابن عبد الغفار ابن عبد السلام ابن مٹھی ابن حافظ چاند ابن حسام الدین ابن نظام الدین
ابن بہاء الدین کیقباد ابن ملا ابو بکر جامی ابن خواجہ درویش علی محمد ابن خواجہ احمد
جام ابن شیخ جام ابن خواجہ ابی طالب ابن محمد شاہ ابن محمد رضا ابن خواجہ موسیٰ
ابن خواجہ عمران ابن خواجہ عثمان ابن خواجہ ابو حنیف ابن خواجہ اسفند یار
ابن خواجہ ابو الحسن کوفی ابن خواجہ ابو تراب ابن خواجہ رضی الدین ابن خواجہ
علیم ابن خواجہ محمد اکبر (مشہور بہ محمد ابو حنفیہ بود) ابن جناب علی کرم اللہ وجہہ
از بطن مسماۃ خولہ بنت جعفر قیس ابن ابو طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن
عبد مناف تا بہ آخر سلسلہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکا تعلق جس خاندان
سے ہے اوس کی اکثر افرد نی شاہان دہلی اور گورنمنٹ انگریزی اور شاہ اودھ
میں نہایت درجہ رشد اور اعتبار حاصل کیا تھا۔ ملا محمد غوث جو آپ کے جد
اعلیٰ ہیں وہ بعہد اورنگ زیب عالمگیر منصب وکالت اور خدمت احتساب
صوبہ اکبر آباد پر مامور ہوئے تھے اور بعد ازاں صدر الصدوری صوبہ الہ آباد
پر ترقی پائے۔ اور بعد ازان تحصیل جزیہ صوبہ اودہ پر تقرر ہوا اور دو صد پنجاہ
منصب سے سرفراز فرمائے گئے آپ عالم باعمل تھے اور دربار شاہی میں حاضر
رہا کرتے تھے چنانچہ سفر دکن میں آپ عرصہ تک اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے
ہمراہ رہے۔

اون کے فرزند مولوی غازی الدین مرحوم نے بحالت شباب انتقال کیا اون کے
صاحبزادہ مولانا حمید الدین علیہ الرحمتہ نے اپنے علم و فضل سے اطراف

ملا محمد غوث

غازی الدین
مولانا حمید الدین

وجوانب میں بہت شہرت حاصل کی تھی۔ اور آپ بہت بڑے صاحب تصانیف اور
نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ اون کے فرزند قاضی القضاۃ مولوی محمدؐ نجم الدین
علیخاں بہادر ثاقب زبردست فاضل اور بڑے ادیب اور بلیغ اور صاحب تالیفات
تھے۔ کتاب الجنایات والجرایم۔ فتاوی عالمگیری کی حسب فرمایش گورنر جنرل فارسی
میں ایک شرح بسیط تحریر فرمائی۔ علامہ تفضل حسین خاں کی تحریک سے ایسٹ
انڈیا کمپنی کے طرف سے آپ عہدۂ جلیل القدر قاضی القضاۃ پر مامور ہوکر
کلکتہ تشریف لے گئے۔ اور پچیس برس تک اس خدمت کو نہایت اعزاز اور نیکنامی
سے انجام دیا۔ آخر عمر میں پنشن لیکر کلکتہ سے وطن کو روانہ ہوئے اور بنارس میں
پہنچکر انتقال فرمایا۔ اور مقام فاطمان میں دفن ہوئے۔ سرکار کمپنی کیطرف سے
گورنر جنرل نے آپ کے حسن خدمات کے لحاظ سے ایک خط تعزیت کا آپ کی بیوہ
کے نام لکھا اور سو اسو روپیہ بیوہ کے نام اعزازی پنشن مقرر کی۔

نواب نجم الدین علیخان

اون کے فرزند مفتی مولوی محمدؐ خلیل الدین خان بہادر مصنف کتاب کے
جد امجد نے بہ لحاظ اپنی ذاتی قابلیت اور زبردست معلومات اور فن ہیئت
اور علوم ریاضی کی اعلیٰ دستگاہ سے بہت عروج حاصل کیا۔ اکثر تالیفات
اور تصانیف آپ نے فرمائیں چنانچہ ہارنگٹن صاحب ممبر کونسل جو آپ کے
جناب والد کے علوم عربیہ میں شاگرد تھے اونکی خواہش سے باب التعزیر
در المختار کی فارسی میں شرح لکھی اور حسب فرمائش غازی الدین حیدر شاہ
اودہ ایک کتاب مراۃ الاقالیم قواعد فن ہیئت اور جغرافیہ اودہ کی تالیف فرمائی
آپ ابتداءً منجانب سرکار انگریزی عہدۂ افتا پہ مامور ہوئے بعد ازاں

مفتی خلیل الدین خان بہادر سفیر شاہ اودہ

آپ کے فن ہیئت اور علوم ریاضی کی اعلیٰ دستگاہ سنکر شاہ اودہ نے اپنی ریاست
میں لے لیا۔ اور ابتداً ہزار روپیہ ماہوار ایک ہزار مصاحبین میں داخل کیا۔ آپ نے
ایک رصدگاہ لکھنؤ میں قایم کی۔ اور اپنے علمی قابلیت سے اکثر پولیٹیکل امور
میں شاہ اودہ کو مدد دیتی تھی۔ بعد ازاں بمشورہ گورنمنٹ انگریزی منجانب
شاہ اودہ آپ سفیر شاہ اودہ مقرر ہوکر ماہوار پانچہزار کلکتہ تشریف لیگئے
اور وہیں آپ کا مستقر رہا۔ بعد تقرر آپ کو سرکار کی جانب سے خلعت
بیش بہا عطا کیا گیا۔ اور تقریباً (۲۴) سال تک مختلف خدمات پر آپ نہایت
اعزاز اور نیکنامی کے ساتھ مامور رہے اور ریاست کے انتظامات اور اکثر
ملکی معاملات آپ ہی کے مشورہ سے سرانجام پاتے تھے۔ خطاب شاہ اودہ
آپ ہی کی کوشش اور تحریک کا نتیجہ ہے۔ آخر عمر میں پنشن لیکر خانہ نشین ہوگئے
آپ معتمد الدولہ وزیر اودھ کے چونکہ خاص ساختہ و پرداختہ تھے اسلیئے جب
شاہ اودہ نصیر الدین حیدر نے اون کو وزارت سے علیحدہ کرکے پارلیمنٹ
میں اون کے خلاف مقدمات دایر کئے تو آپ ہی کی مدبرانہ کوشش اور
پیروی سے گورنمنٹ انگریزی نے انکو اپنی حمایت میں لے لیا۔ اور مقدمات
میں کامیابی ہوی۔ چنانچہ معتمد الدولہ بہادر نے بطور حسن خدمت تین لاکھ
روپیہ آپ کو عطا کئے۔ چونکہ سچائی اور وفاداری آپ کا خاص شیوہ تھا۔
باوصف ان مقدمات کی ناکامیابی کے شاہ اودہ نے آپکی پنشن بدستور بحال
رکھی اور اسکے بعد بھی بعض پولیٹیکل معاملات میں مشورہ دینے کے لیئے اکثر
آپ کو وطن سے دربار شاہی میں طلب کیا جاتا تھا۔ اسلیئے کہ سرکار عظمت مدار میں

بہ لحاظ آپ کے آبائی اعزاز اور ذاتی رسوخ کی معاملات ریاست میں اکثر شاہ اودہ کو کامیابی ہوتی تھی۔

ریاست سے جو پنشن آپ کو ملتی تھی اوس کے علاوہ بھی سرکار عظمت مدار نے ذاتی اعزاز کی نظر سے بطور خاص دو سو روپیہ پنشن آپ کی مقرر کی آپکے انتقال کے بعد نصف پنشن بنظر اعزاز آپ کے اولاد اکبر مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم کے نام منتقل ہوئی اور اون کے انتقال کے بعد اوس پنشن کا ایک جز و جناب ممدوح کی بیوہ کے نام تا حیات اعزاز منتقل کیا گیا۔ رفاہ عام کے کاموں سے بھی ہمیشہ آپ کو دلچسپی رہی۔ چنانچہ جھیل ھنگا کے پل کی تعمیر اور قصبہ میں ایک خاص طبیب کا تقرر آپ کی سچی ہمدردی کی دلیل ہے۔

مولوی رشید الدین خاں سیول جج و ناظم خفیہ پولیس

مصنف کتاب کے والد ماجد قبلہ مولوی رشید الدین خان ناظم خفیہ پولیس وسیول جج ریاست اودہ ایک اعلیٰ درجہ کے قابل فرد خاندان تھے۔ آغاز طفولیت ہی سے آپ کے چہرے سے شایستگی اور متانت کے آثار نمایاں تھے چنانچہ حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس اللہ سرہُ العزیز جو آپ کے پیر و مرشد ایک عارف و کامل اور اعلیٰ درجہ کے درویش تھے "مطالب رشیدی میں" جو آپ کے لئے تالیف فرمائی تھی" آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں "آنچہ درو پوشیدہ است دانا بد" آپ ابتداً اپنی قصبہ کی تحصیلداری پر مامور ہوئے بعد ازاں درجہ بدرجہ ترقی کر کے سیول جج اور ناظم خفیہ پولیس ریاست اودہ مقرر ہوئے۔ جن خدمات

کو آپ نے نہایت سچائی اور ایمانداری سے انجام دیا۔ چونکہ ابتدا ہی سے آپ کو
تصوف میں مذاق تھا پس پیر و مرشد کی نگاہ پر تاثیر اپنا کام کر گئی۔ چنانچہ آپ
ترک ملازمت کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ آپ کی آبائی جائداد اس قدر موجود تھی کہ
آپ باطمینان بسر کر سکتے تھے۔ خانہ نشین ہونے کے بعد اکثر آپ اپنے پیر و مرشد
کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور حقایق اور تصوف اور معارف کا درس
لیتے تھے مضامین تصوف اور معانی اسرار میں آپ کا ذہن نہایت عالی تھا۔
توحید وجودی کی تحقیق اور کیفیت شہودی آپ کے جوہر نفس میں۔ راسخ تھی
آپ کے واقعات اور حالات باطنی اور حضرت پیر و مرشد کی عنایت خاص اور
باطنی توجہ سے اولیا کے ہمپایہ اور ہم پہلو تھے۔ چنانچہ آپ نے بعض واقعات
باطنی۔ اور مشاہدات عالم مثال کے موسوم بہ واقعات رشیدی تحریر فرمائے تھے
جو خاندان میں قابل فخر یادگار رہے۔

جناب مولوی محمد صدرالدین خاں صاحب مرحوم ماہ رجب سنہ ۱۲۶۱ ہجری میں
پیدا ہوئے مفتی صاحب کے خاندان میں اولاد اکبر سے سب سے بڑے پوتہ کا
بصد تمناؤں اور آرزوں سے پیدا ہونا کیا کچھ مسرت کا باعث ہوا ہوگا ظاہر
ہے کہ اس موقع پر فرحت وانبساط کی غیر معمولی مراسم ادا کی گئی ہونگی۔
آپ کی پیدائش کی تاریخیں اکثر بزرگان وطن نے لکھیں تھیں جن میں سے
دو قابل تذکرہ ہیں یعنی ایک آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ تراب علی صاحب
قلندر قدس سرہ العزیز نے اور دوسرے آپ کی جد امجد ممتاز العلماء
جناب قاضی محمد سعید الدین خاں صاحب بہادر برادر بزرگ جناب مفتی

خلیل الدین خاں صاحب بہادر نے تحریر فرمائی تھیں وہ حسب ذیل ہیں۔
تاریخ ولادت از نتیجہ فکر جناب مولانا مرشدنا حضرت شاہ تراب علی صاحب قلندر

قدس سرہُ العزیز

شاد شد خاطر رشید الدین | کرد پورش عطا جناب خلیل
بہر تاریخ فکر کرد تراب | تا شود یادگار عمر طویل
ملہم غیب گفت بے کم و کاست | میوۂ دادِ بوستان خلیل

۱۲۶۰ ہجری

دیگر

تاریخ ولادت از نتیجہ فکر جناب ممتاز العلما قاضی سعید الدین خان بہادر

شمس طالع شد بایوان حمید | نجم ثاقب شد بساعاتِ سعید
خانہ خانہ شد بہ ہر شب شبرات | در خوشی و خرمی ہر روز عید
قایم و دایم بماند در جہان | عمر و اقبالش بود ہل من مزید
بارک اللہ ماہ مولودش رجب | نور معراج نبی گشتہ پدید
میہمان شد خلق بر خوانِ خلیل | رفت اخبارش بہ نزدیک و بعید
در ظہور آمد چو آن نور البصر | فکر تاریخش نمود از دل سعید
ملہمش القا نمود از روی وحی | آمدہ تاریخ او خلف الرشید

۱۲۶۱

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ قصبات کے قدیم دستور کے موافق آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ لیکن آپکی تعلیم و تربیت پر آپ کے والد بزرگوار نے خاص نگرانی رکھی۔ چونکہ بچپن ہی سے خداوند کریم نے ذہانت خداداد عطا کی تھی اور حافظہ غیر معمولی تھا

کلام مجید اور ابتدائی کتابین تھوڑے دنون میں ختم کرکے آپ عربی و فارسی کی تعلیم کے لیے حضرت شاہ تقی علی صاحب قلندر راور حضرت شاہ علی اکبر صاحب قلندر قدس سرہ کے سپرد کیے گئے۔ شاہ صاحبان کی فیض تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ (۲۰) سال کی عمر مین آپ نے فارسی اور عربی کی تکمیل کرلی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے جد امجد مفتی خلیل الدین خان بہادر سے علم ہیت اور ریاضی کی تحصیل شروع کی چنانچہ حسب ذیل کتابین آپ نے اپنے جد امجد سے پڑہیں۔ توشیحیہ اور فن ہیات بطلیموس مین رسالہ بست باب اسطرلاب اور مقدمہ شرح محقق طوسی۔ مفتاح الافلاک اور خلاصہ مقالہ اقلیدس موسوم بہ شمس الہند۔ وساتیر مذہب زردشتی کی مقدس کتاب بزبان دری آپ نے اپنے ایک عزیز قریب بزرگ منشی عبدالحی صاحب مرحوم جو اس زبان کے ماہر تھے پڑھی تھی چنانچہ اس مذہب کے رموز و نکات سے آپ بخوبی واقف ہوگئے تھے۔ آپ کے ایام طفولیت کا یہہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ اپنے ناہنال میں قاضی محفوظ علیخان صاحب کے یہان کھیل رہے تھے صحن میں کتابین پھیلی ہوی تھین اور دہوپ دکھائی جارہی تھی۔ آپ کھیلتے کھیلتے اون کتابوں کے پاس گئے۔ اور اولٹ پلٹ کرنے لگے قاضی صاحب نے آپ سے دریافت کیا کیا تم ان کتابوں کو پڑھوگے۔ آپ نے نہایت طباعی اور بے ساختگی سے جواب دیا کہ یہہ کیا بلکہ اس سے زیادہ کتابین پڑہونگا۔

اس واقعہ کے زمانے مین آپ کی عمر چار یا پنج سال سے زیادہ نتھی خدا کو جو منظور

ہوتا ہے اُسکا ہونا تو لازمی ہے بیس سال کی عمر میں آپ کو عربی اور فارسی میں اعلیٰ دستگاہ حاصل ہوگئی تھی۔

حافظہ و علمی قابلیت

آپ کا حافظہ خداداد تھا اور ایسی زبردست قوت حافظہ آپ کو عطا ہوی تھی کہ فلسفہ وغیرہ کے اہم مسائل اور بعض ادق اور مشکل کتابوں کے مضامین آپ کو ازبر تھے باوصف شدیہ علالت کے آخر عمر تک حافظہ کی حالت یکسان رہی۔ دساتیر جو زبان دری مذہب زردشتی کی ایک مقدس اور متبرک کتاب سمجھی جاتی ہے اوس کے صفحون کے صفحے آپ کو زبانی یاد تھے آپ ایسے خوش تقریر اور خوش بیان تھے کہ فلسفہ اور منطق کے ادق مسائل اس خوبی سے سمجھاتے تھے کہ بہت جلد ذھن نشین ہوجاتے تھے۔ عنفوان شباب مین آپ نے اکثر مضامین علمی سرسید علیہ الرحمہ کے خیالات اور اونکی تفسیر کے خلاف اکثر اخبارون میں طبع کرائے جو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے قصبہ میں علم ریاضی اور ہیت اور عربی اور فارسی میں بہت کم لوگ آپ کے مدمقابل تھے۔

تصانیف و تالیفات

چونکہ ابائی جائداد کیوجہ سے آپ کو معاش سے بے فکری تھی اسلئے آپ ہمیشہ خانہ نشین رہے اور بہت زیادہ حصہ عمر کتب بینی مین صرف کیا افسوس کہ سلسلہ علالت اور مرض نزلہ سے جس نے آپ کو آخر عمر تک فرش رکھا۔ آپ کو بہت کم تصانیف و تالیفات کا موقع ملا۔ تاہم چند کتابین آپ کی تصانیف اور تالیفات میں موجود ہین اور وہ حسب ذیل ہیں۔

(١) قول السیاستہ فی تدبیر الریاستہ بزبان فارسی۔ (٢) تاریخ خلفاء عباسیہ بزبان فارسی

حیات الاسلاف فی ہدایات الاخلاف بزبان اردو و ترجمہ قسطاس المستقیم بزبان اردو ۔ مرقع تصویر پیمبری بزبان اردو یہہ کتابیں زمانہ علالت کی تالیف شدہ ہیں جب کبھی آپ کو مرض نزلہ سے سکون ہوتا تھا قلم برداشتہ صفحوں کے صفحے لکھنا شروع کر دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ مختلف علمی مضامین بھی آپ نے لکھے اور شایع ہوئے چونکہ آپ کو حضرت شاہ علی انور صاحب قدس سرہ العزیز سے بہت اتحاد تھا آپ نے حضرت ممدوح سے ایک کتاب کی شرح لکھنے کی فرمایش کی جس کو حضرت نے منظور فرما کر تحریر فرمائی ۔ چنانچہ دیباچہ میں آپ کا بھی ذکر کیا ہے حضرت شاہ حبیب حیدر صاحب قلندر موجودہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاظمیہ نے آپ کے اوستاد حضرت شاہ تقی علی صاحب قلندر قدس سرہ العزیز کی ایک کتاب کا تکملہ کر کے آپ کو دکھائی اور اوسپر تقریظ لکھنے کی فرمایش کی چنانچہ آپ نے تقریظ لکھی جو قابل دید ہے یہہ کتاب رام پور میں چھپ رہی ہے ۔ آپ کو شاعری سے بھی مذاق تھا اور فارسی میں اکثر اشعار موزوں فرماتے تھے ۔ چنانچہ اس کتاب میں جو قصیدہ ابتدا ئر لکھا گیا ہے اوس سے آپ کی جودت طبع اور ذہن رسا اور پاکیزہ مذاق شاعری کی حالت ظاہر ہوتی ہے ۔

گو آپ تمام عمر خانہ نشین رہے اور اوس کی وجہ زیادہ تر سلسلہ علالت تھی ۔ باایں ہمہ ضرورتاً آپ نے اکثر مقامات کا سفر کیا قول السیاستہ فی تدبیر الریاستہ بزبان فارسی وہ کتاب ہے جس کو آپ نے عالیجناب نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی ریاست رام پور کی خدمت میں پیش کرنے کے

قصد سے تالیف فرمائی تھی چنانچہ آپ رام پور تشریف لے گئے لیکن اوسی
زمانہ میں اون کا انتقال ہوگیا۔ اسلئے کتاب پیش نہو سکی آپ کے بڑے صاحبزادے
مولوی احسان الدین صاحب نے اوس کے ضروری حصہ کا ترجمہ کر کے موسوم
بمضامین سیاست مدن طبع کرایا ہے۔ رام پور سے واپس آنے کے بعد آپ
سخت علیل ہوگئے اور چند دنوں کے لیے آپ کو بغرض علاج دہلی جانا پڑا
اور جناب حکیم عبدالمجید خاں صاحب نامور طبیب کی خاص توجہ اور علاج
سے آپ شفایاب ہوکر وطن تشریف لائے اس کے بعد تھوڑے دنوں
کے لیئے آپ بھوپال تشریف لے گئے اور آخر عمر میں آپ اپنی ہمشیر کو وطن
لانے کے لئے اورنگ آباد تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے واپسی کے
بعد آپ وطن ہی میں مقیم رہے۔

طبعی حالات میں وضعداری۔ اتقا و پرہیزگاری

آپ کا رنگ گندمی قدرے سرخی مایل تھا بدن چھریرہ ولانبا ابتدا زمانہ شباب
میں داڑہی نہیں رکھتے تھے لیکن اوس کے بعد خشخشی داڑہی رکھنا شروع کردی
تھی آپ میں سنجیدگی اور متانت بے انتہا تھی۔ والدین کی اطاعت بزرگونکا
ادب خوردوں سے شفقت آپ کا طبعی حصہ تھا آپ ہر شخص سے نہایت
خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور ہمدردی اور اپنے عزیزوں کے ساتھ محبت
آمیز برتاؤ آپ ہی کا حصہ تھا آپ ایسے صائب الرائے تھے کہ اکثر اعزا
وطن اپنے خانگی معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور کامیاب ہوتے۔
آپ نے اپنے قدیم وضعداری میں آخر عمر تک کبھی فرق نہ آنے دیا۔ قدیم
وضع اور پرانی روش پر ہمیشہ قایم رہے۔ اور آخر عمر تک وہی قدیم

لباس انگھرکھا اور پاتجامہ عبا وچپکن جو شرفای قصبات کا لباس تھا استعمال کرتے رہے صفای اور ستھرای کا اسقدر خیال تھا۔ کہ ہمیشہ خوردون کو اسکی تاکید رہتی تھی اور خود چونکہ طبعی طور پر نہایت پاکیزہ مزاج تھے۔ اسلئے کثافت اور گندگی سے نہایت نفرت تھی سخاوت کی یہہ حالت تھی کہ کبھی آپ نے اہل غرض کو واپس نہیں کیا۔ اتقا اور پرہیزگاری میں آپ خود اپنا نمونہ تھے آپ کو حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب قلندر قدس سرہُ العزیز سے بیعت تھی اور اوس کا یہ نتیجہ تھا کہ آخر عمر میں آپ پر شریعت کا ایسا غلبہ ہوگیا تھا کہ زیادہ حصہ عمر آپ کا عبادت اور اوراد اور وظائف میں بسر ہوتا تھا آپ کے پیر و مرشد کی خاص توجہ آپ پر مائل تھی۔

بزرگان دین کی توجہ

آپ کی ذہانت اور طباعی اہل قصبہ میں مشہور تھے بعض اوقات اپنی ذہانت اور تجربہ سے ایسے امور بیان فرماتے جو آئندہ بعینہ واقع ہوتے اور خاندان کے اکثر پیچیدہ معاملات آپکی ذہانت اور طباعی سے سلجھہ جاتے۔

ذہانت

آپ کی شادی بتاریخ ۲ رمضان المبارک ۱۲۹۱ ہجری اپنے عزیز خاص مولوی محمد احسن الدین خاں صاحب مرحوم مددگار عدالت سرکار نظام کی دختر سے ہوی دو لڑکے اور چار لڑکیاں حی القایم موجود ہیں۔ اور دونوں بیٹے ریاست حیدرآباد دکن میں ملازم ہیں"

شادی اور اولاد

بوجہ سلسلہ علالت کے ۷ ماہ تک آپ حکیم عبدالمجید خاں صاحب کے زیر علاج دہلی میں مقیم رہے جس سے امراض کے شدائد میں بہت کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن آپ اپنے منجھلے بھائی راقم کے والد مولوی محمد عماد الدین خاں صاحب مرحوم

علالت اور شدائد علالت اور انتقال۔

مصنف "آمدیہ و انائی" کے عین عنفوان شباب میں (۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۳ اپریل ۱۸۹۴ء) یعنی پنتیس برس کی عمر میں انتقال سے بہت متاثر رہا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا قوت بازو جاتا رہا۔ اپنی بیوی کے انتقال (۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق یکم اپریل ۱۸۹۴ء) سے اور اوس کے تیسرے روز اپنے بھائی مولوی عمادی الدین خاں صاحب کے دفعتاً انتقال کے پے در پے صدمات سے سابقہ عوارض پھر عود کرائے اور اسقدر اضمحلال اور ضعف ہو گیا۔ کہ آپ بہت کم باہر نکلتے تھے۔ آپ اپنی اولاد کے تمام فرایض سے سبکدوش ہونے کے بعد رمز و کنایہ میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ اب ہماری زندگی تھوڑی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے چچازاد بھائی مولوی اکرم الدین خاں صاحب مرحوم وظیفہ یاب اول تعلقدار سرکار نظام کے انتقال کے بعد بہت زیادہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ انتقال سے ایک ماہ قبل اس واقعہ کی اطلاع اپنے فرزند کو بمقام پربھنی دی اور لکھا کہ ہم کو اپنی طرف سے نا امیدی ہے خدا خاتمہ بخیر کرے۔ انتقال سے دو ہفتہ قبل بخار اور درد صدر کی شکایت پیدا ہو گئی۔ علاج کیا گیا۔ کسیقدر صحت بھی ہو گئی۔ لیکن ضعف بدستور رہا کہ اسی حالت میں اپنے فرزند کو دوسری تحریر اپنے سکون طبیعت اور صحت کی اطلاع میں پھر بھیجی گو اوس میں بظاہر اپنی صحت اور تندرستی کیطرف سے اطمینان دلایا تھا لیکن زندگی سے مایوس ہونیکی صاف جھلک نظر آتی تھی۔ اور اپنے حبیب حقیقی سے ملنے کی تمنا ظاہر ہوتی تھی۔

ایک روز قبل از واقعہ اپنے دونوں صاحبزادوں کو یاد فرمایا۔ کہ دونوں دور ہیں اگر موجود ہوتے تو اچھا تھا یہ فرما کر ایک ٹھنڈی سانس قدرے خاموشی کے ساتھ بھری اور کچھ دیر سکوت اور خاموشی کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تاکہ حاضرین میں سے کسی کو کچھ شبہ نہ ہو۔

جب کوئی شخص دنیوی تذکرہ کرنے لگتا۔ تو آپ نہایت خوبصورتی سے ایسے پہلو پر لا کر خدا اور رسول کا ذکر شروع کر دیتے جس کے ہر ہر لفظ سے خلوص اور محبت کی بو آتی تھی۔ انتقال سے ایک ہفتہ قبل مولنا شاہ حبیب حیدر صاحب قلندر عیادت کے لئے تشریف لائے۔ فرمایا کہ دعا فرمائیے کہ نزع روح باسانی ہو اور حواس قایم رہیں۔ ایک واقعہ راقم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ وہ یہ کہ انتقال سے دس بارہ روز قبل ایک ضرورت سے میں لکھیم پور جانے کے لئے طیار ہو گیا اور رخصت ہونے کے لئے جسوقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کر کے بعجلت روانگی کے وجوہ بیان کئے۔ فرمایا" کاش اسوقت تم نجاتے تو اچھا تھا" اور زیادہ تاب نہ لا کر آبدیدہ ہو کر مجھے لپٹا لیا اور خدا حافظ کہا۔

بہرحال یہ واقعات اس قسم کے پیش آئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی زندگی سے بالکل نا امیدی ہو گئی تھی اور اوس دربار کی شرکت کے لئے مستعجل تھے جہاں آپ کے ہم عمر آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

آپ کی ہمشیرین اور آپ کی لڑکیاں جو آپ کی تیمارداری میں ہر وقت آپکی خدمت میں موجود رہتی تھیں شب کو استراحت کے وقت پیر دبانا شروع کیا

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ۔ تمہاری حرکت دینے سے مجھے نیند نہیں آئے گی۔
لیکن حقیقت یہہ ہے کہ چونکہ آپ بوقت استراحت عادت کے موافق قبلہ رو
ہوکر پاس انفاس کا شغل فرماتے تھے اور اسی تصور اور یاد الہی میں نیند آجاتی
تھی۔ اسلئے پیرو بانے کی ممانعت فرمادی تاکہ تصور اور یاد الہی میں خلل
واقع نہونے پائے شب آخر کو بارش آنے لگی ہمشیرین نزدیک گئیں اور
آپ کو جگایا لیکن افسوس وہ شب ہمیشہ کے لئے شب استراحت ہوگئی اور
چراغ خاندان گل ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
تاریخ وفات ۹ رجب شب پنجشنبہ ۱۳۳۲ ہجری۔ آپ کی رحلت سے نہ صرف
ایک اعلی اور ذی علم فرد خاندان کا خاتمہ ہوگیا بلکہ ہمارے قصبہ کی بقیہ
ذی وجاہت اور ذی علم اور صاحب معلومات اور اہل علم حضرات میں سے
ایک بہت بڑے رکن کی اور کمی ہوگئی۔ آپ کے خاص خاندان پر جو صدمہ
گذرا اوس کے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ کے بہت سے
اعزا و قریب و بعید آپ کے انتقال سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جب
کوئی موقع علمی مباحث کا پیش آجاتا ہے تو آپ کو یاد کرکے بہت افسردہ
ہوتے ہیں ''

کچھ ایسی لکھ گئی ہے جانے والوں کی ادا انور — قیامت تک رہیگی دلمیں یاد رفتگان باقی

مشیر الدین

قطعات تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم رئیس کاکوری
یادگار جناب مولوی مفتی محمد خلیل الدین خان صاحب بہادر مرحوم مغفور سفیر شاہ
اودہ از نتیجہ افکار منشی محمد ارتضا علی صاحب المتخلص بہ شرر کاکوروی
تلمیذ نواب دبیر الدولہ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی مغفور

ہی حباب آب دریا عالم ناپائدار — ہی تغیر سے یہہ حادث ہی قدم اس میں کہاں
یہہ تماشاگاہ دنیا ہی طلسمی سیر بین — ایک حالت پر نظر آتا نہیں رنگ جہان
آج عشرت ہی تو کل عشرت کی حسرت ہی یہاں — آج دولت کل فلاکت ہی ہماری میہمان
شاہد گل تھا ابھی جوبن پہ تھی فصل بہار — یک بیک آئی خزان ویران ہا سب بوستان
ناشگفتہ تھے جو غنچے سب کے سب مرجھا گئی — ہر طرف گلزار میں ایسی چلی باد خزان
یہہ تغیر یہہ تبدل تھا نہایت درد خیز — رہ گئے دل تھام کر حیرت میں گلچین باغبان
عالم فانی سے وابستہ ہی یہہ انسان بھی — دست بیداد اجل سے بچ کے جاتا ہی کہاں
غور سے دیکھو تو ہستی کچھ نہیں اک خواب ہے — ہی خیال و وہم باطل ہیچ ہے سب یہ گمان
چند روزہ زندگی پر ہے ہمیں کتنا غرور — کر رہے ہیں آہ اظہار وقار و عز و شان
تیز جھوکا آگیا باد فنا کا جس گھڑی — سب اکڑنا اپنا بھولے باغ میں سرو روان
موت کے پنجے کی سختی سے پکارے الحذر — ہم نے دیکھا حسن بدوران تھے مسیحائی زمان
حفظ ہے پیک اجل کو جو بلا لیتا خرون — ایک لمحے کی بھی مہلت دے یہہ ممکن ہے کہاں
جارہا ہے تیز گامی سے عدم کا قافلہ — مرگ سنگین دل ہے رہبر اور میر کاروان
کر دیے ہیں حیف اس نے سیکڑوں گھر بے چراغ — جن پہ مہر جاہ و اقبال تھا پر تو فشان

سرکشان دار فانی سرنگون ہین خاک پر — وای عبرت ہین غذای مور اونکی استخوان

سرکشان دار فانی سرنگون ہین خاک پر — وای عبرت ہین غذائے مور اونکی استخوان

مکرر

بستر مخمل پہ کل تھے سنگریزے ہین آج — گلعذار و گلبدن گل پیرہن غنچہ دہان

مٹ گیا سب فرق سلطان و گدا کا بعد مرگ — یہہ نہین کھلتا نظر آتی ہین کسکی ہڈیان

کیا ہوئے فاضل محدث منطقی شاعر حکیم — افتخار ملک و ملت مایۂ فخر جہان

ڈہونڈہتی ہین انکو آنکھین اب کہین ملتے نہین — ہو گئے ہین پڑکے گرداب فنا مین بے نہان

حال کا یہہ واقعہ ہے خاک مین پنہان ہوئے — یادگار حضرت مفتی خلیل الدین خان

حضرت نواب سرکار اودہ کے تھے سفیر — معتمد تھے خاص وہ تھا شاہ انپر مہربان

تھے امانت مین دیانت مین یگانہ روزگار — ہو چکا تھا سیکڑون موقعون پہ انکا امتحان

عالم اکمل ریاضی دان مہندس بے نظیر — دیکھتے تھے دوربین سے حالت سیارگان

پایۂ علمی مین تھا اسقدر پایہ بلند — جھک کے عرض حال خود کرتا تھا پیر آسمان

یادگار حضرت مرحوم جن سے ہے مراد — تھے وہ پوتے آپکے ابن رشید الدین خان

نام صدر الدین خان تھا عالم نامی تھے وہ — شہرۂ علمش رسیدہ از زمین تا آسمان

آپکے استاد تھے شاہ تقی مرشد تراب — کرد آن مغفور حاصل نعمت ہر دو جہان

تھی انھین علم ریاضی مین بھی اچھی دستگاہ — اس کے باعث خاص تھی تعلیم جد مہربان

ہای اُنکی ذات سے تھی مفتخر وضع قدیم — آج کاکوری مین ہم نے پایا نہین اُس کا نشان

تا دم آخر نباہی جو روش کی اختیار — پیش آئین دقتین صدہا انہین دشواریان

خوش عقیدہ عابد و زاہد سخی پرہیزگار — صاحب علم و خرد تھے اور ممدوح جہان

تھی دُعا اُنکی نہو تکلیف وقت نزع روح — بوی گل کیطرح نکلی قالب خاکی سے جان

ہو گئی مقبول درگاہ خدا مین یہہ دعا — کی مدد مرشد تھے مقبول خدائے دو جہان

بار تھا وہ سہہ نہ سکتے تھے تقاضائے اجل — قبلہ رو خود ہو گئے دی اس کو آسانی سے جان

تھی نویں ماہ رجب کی پنجشنبہ کا تھا دن — تیرہ سو تیس ہجری تھا یہی سال روان

بج گئے تھے چار ہنگام اذان تھا وقت صبح — روح جا پہنچی عبادت کے لیئے سوئے جنان

بعد طوفان ہوا اٹھا قطرہ افشان ابر تر — رو رہا تھا آہ صدر الدین خان کو آسمان

سرد جھونکا تھا ہوا کا غمزدونکی آہ سرد — شور باد تند - یا بیکس یتیمونکی فغان

رو دیئے اس حادثہ کو دیکھکر احباب و غیر — فرط غم سے مضطر و محزون تھا اُنکا خاندان

ہان بتا دے ہمکو مردم خیز کاکوری ذرا — جن سے شہرت تھی وہ تیرے نامور ہین اب کہان

خاک سے تیرے اُٹھے تھے خاک مین تیرے ملے — عالم و فاضل بہادر شاعر شیرین بیان

ہے وطن افسوس تجھ پہ وہ بھی اب مٹنے کو ہین — جو مٹے سے رہ گئے ہین اگلی عظمت کے نشان

بس شرر اب صبر کی تلقین کرنی چاہئی — بڑھ گیا ہے جوش تیرا روک خامہ کی عنان

صبر لازم ہے بلاشک غمزدہ انسان کو — ہے یہی ارشاد خلاق زمین و آسمان

کر دعائے مغفرت تاریخ رحلت آمین ہو — کہہ اوٹھا کر ہاتھ - عالی روح خلد آشیان ہو

۱۳۳۲ھ

دیگر

خان عالی صفات صدر الدین — برد تشریف زین جہان خراب

گفت فکر شرر بسال وفات — کہ بود جنتی مرید تراب

۱۳۳۲ھ

دیگر بہر مزار

یہان ہے دفن اک ذی علم نامی — بہت شہرہ تھا جس کے خاندان کا

شرر کہتی ہے رحمت بہر تاریخ — مزار پاک صدر الدین خان کا

۱۳۳۲ھ

تاریخ ترتیب سوانح عمری مذکور از نتیجہ فکر منشی ارتضا علی صاحب علوی شرر کاکوروی

رہیں گے زندہ جاوید صدر الدینخان صاحب ۔۔۔ سبق آموز یہ اخلاق کی سچی لائف ہے

بہت بیساختہ تصنیف کی تاریخ ہو کوئی ۔۔۔ شرر لکھدو کہ یہ فخر سلف نامی کی تالیف ہے

۱۳۳۲ھ

قطع تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب مرحوم مغفور از نتیجہ فکر جناب منشی نور الدین خان صاحب کیفی کاکوروی

متقی ۔ عالم ۔ مہذب ۔ وضعدار ۔۔۔ شد ز کاکوری سوی باغ جنان

گفت کیفی سال تاریخ وفات ۔۔۔ زیب دوران بود صدر الدینخان

۱۳۳۲ھ

ہرگاہ خداوند ذوالجلال کی حمد علی وجہ الکمال خواص کی استطاعت علم امکان تقریر سے
باہر ہے تو عوام سے بطریق اولیٰ ممتنع جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح
آپ کے اوصاف کمال کی ستایش پہلے تو ان کمالات کے علم پر موقوف ہے بغیر
جب معلوم کی نہایت ہی نہو تو علم محدود اگر ہو بھی ایسے موقع پر ناتمام ہاں اگر
ممکن ہے تو اسیقدر سے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر بعد اس کے گزارش ہے
کہ چونکہ اس ہنگامۂ محشر خیز میں بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ
آفتاب اسلام ترقی کے نصف النہار پر عروج کرکے انحطاط کی طرف مائل ہے اور اسلام
عرشی مقام کے مخالفوں کا یورش آخری دور کی اقتضا سے پیدا اور اہبانی
خیالات میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ظاہر حمایت اسلام اور حراست
اصول اسلام کہ پایگاہ نبوت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا جس کا جزو اعظم
ہے اس امر کو مقتضی ہوئی کہ اثبات نبوت کی تقریر اگلے متکلمین کی روش سے

قطع نظر کر کے بالفعل فلسفیانہ روش سے عقلی مقدمات اور بدیہی حالات سے اگر معرض تحریر میں آئے تو کسی دانشمند کو مجال سخن نہو اور خیالات کی حراست فلسفی تشویشوں سے نہایت آسان ہو جائے لیکن ساتھی اس کے یہ امر بھی منظور نظر ہوا کہ ہرگاہ یہ امر ظاہر ہے کہ معانی اور مفہومات ذہنی الفاظ کے تابع ہیں سو ایسے عمدہ معانی انھیں الفاظ میں جس سے ملکی زبان نے ترکیب پائی ہو عام ہندوستانیوں کے اذہان میں استقرار کے لیئے معرض تحریر میں لانا زیبا اور دل نشین ہوگا کہ ملکی زبان اور مادری زبان کے ذریعے سے مبداء فیاض کی مرحمت عامہ سے امید قوی ہے کہ ان سعادت خیز معانی کا عام خیالات پر اثر پہنچے اور خورشید ایمان کا پرتو جو مبداء اور معاد اور وسط کے علوم پر حاوی ہے فلسفی نظم کی تشویشوں سے کامل طور پر محفوظ رہے نظر بران عربی اور پارسی زبان سے تحاشی کر کے وہ معانی خیز تقریر جو اثبات نبوت بدیہی مقدمات طرز تقریر دورہ حالیہ کی روش پر ترتیب پائی ہے اسی ملکی زبان میں اپنے نتائج فکر سرمایہ علم قلیل سے قلم بند کرتا ہوں اور از آنجا کہ اس صلای عام میں ایک بالذات مُدبّر خاص مضمر ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ ہرگاہ پایگاہ ولایت اسلامیہ دارالامارۃ فرخ بنیاد حیدرآباد خورشید جہان فروز کی طرح ظاہر ہے کہ باعتبار ہونے مرکز اسلام معدن ایمان اس ولایت شہرستان ہند میں بلند پایہ و کرسی نشین ہے و والی ولایت ممدوح ایسے جواہر علوم اسلامیہ کی جوہر شناسی اور قدردانی میں سارے جہان میں بلند آوازہ نظر بران یہ جوہر بیش بہا تقریر نبوت سرور انبیا ملاحظہ خاص کے لیئے بحضور کیوان بارگاہ سلیمان پایگاہ

جناب خسروی آب دار و زبان فریدوں فرمان جمشید پایہ ایزدی سایہ اعلیحضرت
ہز ہائنیس آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ خلد اللہ ملکہ کے پیشکش کرتا ہوں
سبحان اللہ جن کے خدام پایگاہ پر شہپر ہمائی اسلام عرشی مقام خاص طور پر سایہ
فگن ہے اور جنکی سراپردۂ بارگاہ کی خورشید فیاضی اور رائگان بخششی سے بسیط
ارض ہندوستان سراسر روشن اور جنکی حسن بند وبست ملکی سے باقتدار
قانون اسلام یہ ولایت خاص ہم پلۂ میزان خلافت خلفائی والاشان ہے
اور جنکی درۂ احتساب سے بادہ پیمائی میخانہ آزادی و بے قیدی بحکم ایحسب
الانسان ان یترک سدیٰ ہفت اندام لرزاں از یجاکہ اوصاف کمال ایسے
سلیمان بارگاہ کے نور خورشید جہاں افروز با خوشبوی مشک فرح بخش کی روش
پر تقریر بیان اور تحریر قلم سے بے نیاز ہے۔ نظر بران خامۂ گویائی خموش بعنوان گزارش
حال ایک نظم پارسی کی ترکیب میں بساط بزم نیاز پر جبین فرسا ہے

سروشی خطرہ از بالائی گیہان	فراز آمد برم چوں ماہ رخشان
بن بسرود کز ایمای یزدان	مخسب و برجہ از خواب پریشان
سر آمد ظلمت ظلم شب غم	دمیدایدون فروغ صبح خندان
وزاں آمد نسیم آرزو بیت	بہاران و گل صد رنگ ارمان
بنہ بر بند و برنہ اسپ رازیں	رواں شو زی خدیو تاجداران
شنیدستم چو ایں فرمان غیبی	بپایای سر ناموس یزدان
زخود رفتم بتشویش نویدش	چو نکہت از گل و چوں بو ز بستان

هوای خاک بوسش خضر ره شد | چون اسکندر بذوق آب حیوان

کشیدم پا ز آب و خاک موطن | بریدم دل ز مهر و انس یاران

بحمد الله که بختم گشت یاور | رسیدستم بدرگاه ریشان

شهنشاه دکن عثمان علیخان | که از نامش لبم شد شکرستان

نظام الملک شاه کجکلاهی | همایون شهسوار تیغ فرمان

همانا مرکبش رهوار گردون | همایون موکبش برجیس و کیوان

همانا می زند کوس امارت | ز خاور تا سواد مغربستان

باورنگ امارت رشک قیصر | بدیهیم حکومت فخر خاقان

فروغ روی وی سرمایهٔ مهر | هوای زلف وی باد بهاران

چه رخشد با رخش سلطان خاور | چه ارزد با لبش یاقوت رمان

فروغ فیض وی اندر دو گیتی | چو فیض هستی ایزد در اعیان

بر دریای جودش قطره نیست | چه جیحون و چه سیحون و چه عمان

خوشا جود وی که چون ابر بهاری | در و گوهر همی ریزد بدامان

ز برق تیغ وی در رزم زابل | همی لرزد روان پور دستان

نگاه کین بریق خنجر او | بکشت جان اعدا برق سوزان

چه ارزد با ذکایش عقل نرجس | چه باشد بوعلی طفل دبستان

بعلم سرمدی عقل نخستین | بدین احمدی ناموس یزدان

بفن هندسی رشک قلیدس | بدانش رد کش اعیان یونان

بجودت واضع قانون حکمت | بحکمت جامع اسرار امکان

بمعنی دل فروز مشا ربا بی ‏ ‏ بصورت جان فروزه ماکنعان

زتقریر نبوت ارمغانی ‏ ‏ کشیم پیش قوای راس ہیسان

چون بختی خس زموری پیش جمشید ‏ ‏ چون کشتی در بر دریای عمان

الا ای بخت فیروز من امروز ‏ ‏ بخود بر بال و شو بر خویش نازان

که خورشید تمنا گشت طالع ‏ ‏ که شد شام امیدم صبحگاهان

خود از فیض در دریای جودش ‏ ‏ همی چینیم در و گوهر بدامان

الهی تا بساط بزم گیتی ‏ ‏ به شمع آسمان گردد فروزان

باوج مهر لب چون مهر خاور ‏ ‏ فروزان باد این مهر درخشان

پس بعد عرض نیاز محمد صدر الدین اذقہ اللہ حلاوۃ العلم و الیقین خلف
مولوی رشید الدین خاں صاحب مغفور مستقر علاقہ لکھنو پہلے ایک تاریخی مضمون
جس سے فلسفے کی مزاحمت ایمانیات سے اور طبقۂ اول کے عالیمقام علماء کی
روک تھام اور مدافعت فلسفہ کی یورشوں سے آشکارا طور پر واضح ہو عرض
پیرا ہے تاریخی واقعات سلسلہ علوم اس امر سے خبر دیتے ہیں کہ طبقہ اسلام
میں سر آغاز علوم عقلیہ کی بنا اسطرح واقع ہوی کہ مامون رشید خلیفہ عباسی نے
فرمان روای معمورہ علاقہ یونان سے بذریعہ منشور خلافت نظری اور عملی
علوم حکمیہ کی کتابین ارسطو کے خزانۂ یونان سے طلب کیں اور جب حاکم
یونان کی طرف سے تعمیل فرمان خلافت میں انکار ظاہر ہوا تو پروانہ تہدید
دار الخلافہ سے اس مضمون کا نافذ ہوا کہ اگر شاہ یونان اس فرمانکی تعمیل
نکریگا تو اتنے ہاتھی فیل سوار و سپاہ اسلام کے ہمراہ بھیجونگا کہ سرزمین یونان

کو بے سپر کر کے خاک سیاہ کر دین گے انجام کار اس تہدیدی فرمان کا یہ اثر ہوا کہ وہان
کے حکمانے اسی زمانے میں یہ تشخیص کی کہ اگر یہ صحیفۂ عقلی علوم کے طبقۂ اسلام میں
ظاہر ہونگے تو بعض مواقع میں طرفین سے ضرور مزاحمت واقع ہوگی غرض جب
وہ علوم یونان سے بغداد میں آئے ثابت ابن قرہ اور حنین ابن اسحاق نے جو
یونانی اور عربی دونوں زبانین جانتے تھے ان فلسفی علوم کے ترجمے کئے افسوس
کہ وہ تشخیص حکمائے یونان صحیح نکلی اور اسی اضطراب میں شعر

یہ تنگ حلقۂ غم ہے کہ حل نہیں سکتا　　　تڑپ رہا ہون میں الماس کے نگین کیطرح

سوائے خدام بارگاہ سراپردۂ اسلام میں کمال افسوس کے ساتھ اس امر کو ظاہر
کیا چاہتا ہون کہ جسطرح دورۂ نبوت اور خلافت راشدہ کے گذر جانے کے بعد
عراق عرب اور فارس کے بر اعظم میں اس مترجم یونانی فلسفہ کے پیادہ سپاہیون
نے اسلام کے آہنی قلعہ اور دار السلطنت آسمانی پر بر سر مقابلہ ہتیار اٹھائے
اور آمادۂ یورش ہوے چونکہ اس دورۂ خیر میں ۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ کے آسمانی کمک
بہادر شہسواران علم و اسلام کی ہمرکاب تھی اُس دورے کے نیزہ باز تیغ زن
علمی شہسواری کے افسر اعلی جن کی پشت پناہ سپر صدیقی قوت بازو زرہ عثمانی
خود خالدی بالائی سر وشتۂ فاروقی زیب کمر شمشیر علم ہیبری ذو الفقار حکمت حیدری
جن کے مبارک ہاتھ میں برق کی طرح چمک رہی تھی وہ جبرئیل علمی سپاہ کے افسر
اعلی کون تھے ۔ امام غزالی ۔ حارس محاسبی ۔ ابو المنصور ماتریدی ۔ ابو الحسن
اشعری ۔ امام رازی قطب الدین شیرازی ۔ غرض ان سب افسران علم السلام نے

بعض محافظ قلعہ اسلام
وکرام اماء انزلان
محافظ قلعہ اسلام
عرشی المقام

اس قلعۂ معلی ایمان کی دار المملکت کی پورے طور پر حراست کی اور صرف حراست
ہی نہیں بلکہ سپاہ فلسفہ نے جس موقع پر مخالفت کی ایک پر زور دھاوا کر کے
کتنوں کو مار گرایا اور کتنوں کے ہتیار چھین لیے کہ انجام کار انھیں ہتیاروں سے
فلسفہ کی فوج کی گردنیں قلم کیں اور صفین کی صفین صاف کر دیں۔ آفسوس کہ
اس پچھلے دورۂ پرشور میں نئی فلسفے کا وحشی گروہ میدان خالی پاکر پھر قلعۂ
ایمان پر یورش کی طیاریاں کر رہا ہے۔ اب ویسے بہادر شہسوار جو اپنا زور بازوے
ایمان شمشیر علم کی براقی دکھا کے عقبے کی دار السلطنت کو رہگرا ہوے کہاں سے
آئیں جو ایمان کے عالی شان قلعے کی اطراف سے فلسفے کے وحشی گروہ کی مدافعت
کے لیئے سرگرم ہوں۔ آفسوس کہ اس پچھلے دورہ کے علمی شہسواروں نے ہتیار
رکھدیئے کمریں کھول ڈالیں اور اس قلعۂ ایمان کی حراست کی طرف ذری توجہ نہیں
فرمائی کیونکہ اس دار السلطنت آسمانی کا پہلا پھاٹک جسکی حراست اور اطراف سے
زائد درکار ہے وہ حضرت نبوت عرشی پائیگاہ قلعۂ ایمان کا پہلا دروازہ ہے
چونکہ ہیبت اسلام بجائی خود ایک سپاہ گردوں پناہ سے کم نہیں اگر کوئی ایک بھی
علمی شہسوار اس قلعۂ ایمانکی اگلے پھاٹک کی حراست پر آمادہ ہوجائے تو پھر
سپاہ معقول نامعقول زنہار اس قلعۂ ایمان پر یورش کی جرارت نہیں کرسکتی وہ
پہلا پھاٹک قلعۂ اسلام کا کون ہی پائیۂ نبوت پائیگاہ سفارت سرور انبیا ہے
ہر چند متوسط دورے کے عالی مقام دانشوران علم و اسلام نے قلعۂ اسلام
کی حفاظت کے لیئے عقائد اسلامیہ کے متون میں مباحث نبوۃ کی میدان میں
شمشیر تقریر کی مختصر طور پر وہ جوہر دکھائے کہ حامیان اسلام کے نزدیک قابل ولہ

ہین اس پچھلے دورے کے طرز پر اور اوس زمانے کے فلسفی خیالوں کے مناسب
اس اعلی درجے کے مضمون کی تقریر جس روش پر درکار ہے اس اگلی روش کا
برتاؤ ہر دانشمند کے نزدیک مخالف کی مدافعت کے لیے کافی نہیں دوسرے
مباحث نبوت کے دلائل میں اس عالی مقام مضمون کے اثبات میں بیشتر
اختصار واقع ہوا ہے حالانکہ جس دعوی پر بہت سے دلائل فراہم ہوں
ہر جو ہر دراک آپ ہی مخبر ہے کہ وہ مدلول کسی طرح پر مبہم نہیں ہو سکتا خلاصہ
گزارش یہ ہے کہ اس مختصر تحریر مین دورہ حالیہ کے مناسب اثبات نبوت
اور فلسفی شبہات کے رفع میں جس انداز سے تقریر واقع ہوئی وہ شرائع اور
احکام الہیہ کے ثبوت کے لیے ہر دانشمند کے نزدیک کافی ہے کہ جب پایہ
نبوت حضرت سرور انبیا اعلی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو شرائع اور احکام
اصول و فروع میں کسی مخالف کو موقع سخن نہیں کہ ہر معقول والے جانتے ہیں
کہ جب کوئی خاص چیز ثابت ہو جائے گی اوس کے لوازم آپ ثابت ہو جائینگے
ورنہ ملازمت بیکار رہو اور وہ لازم لازم اور وہ ملزوم ملزوم ہو یعنی جب
پایۂ رسالت سرور انبیا درجۂ ثبوت میں کرسی نشین ہو جائے تو شرائع اور
احکام تو اوس کے لوازم ہیں آپ واجب التسلیم ہو جائینگے اب ختم عنوان
تقریر کے بعد وہ مضمون اثبات رسالت حاضرین دربار اسلام کی انشراح
خاطر مذاق ایمان کی بامزہ پایۂ ایمان کے استحکام کے لیے جناب سلطنت
مآب کی حضور مین پیش کرتا ہوں باقی اس مقدمے کے تتمہ کو عنوانین
یہ مضمون بھی خالی از لطف نہ ہو گا کہ فلسفہ جسکی لفت

و بغاوت سرکار جاوید قرار نبوت الہیہ سے معرض تحریر میں آئی وہ وہی فلسفہ ہے
جو خام معقولیون نے اپنے عقلی مقدمات سے اختراع کیا جسطرح دور تسلسل اجتماع نقیضین
ارتفاع نقیضین اثبات الشئ مع نفیہ اثبات الاخص مع نفی الاعم اور اوس کے
مانند عقلی استحالے نہ وہ عقل کلی ایزدی جو نبوت اور ولایت کے خورشید جہان تاب
سے منور ہے کہ اس کا پایا اس عقل جزئی فلسفی سے بہت بڑھکر ہے جسطرح آلہ بصر ظاہری
حواس میں بغیر بالذات یا بالعرض روشنی کے مرئیات کی ادراک میں عاجز ہے
جو ہر مدرک بلا نور نبوت کما ہی ادراک اشیاء میں بالضرور قاصر کہ پہلی آفرینش
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ وَبِكَ اُعْرَفُ اُسی منور عقل کی مخبر ہے اور اس عقل
فلسفی جزئی کا واقعی حال اس سے زائد نہیں کہ میدان معقول میں اس کی جولانی
آپ منظہر ہے کہ سوای چند بدیہی امور کے اپنے معلومات پر آپ ہی اُسے اطمینان
نہیں تو ہمین اوس کی ہدایت عامہ کا یہ پر کسطرح اطمینان ہو کہ علوم نظریہ میں اختلاف
آرای عقلا اور فلسفیوں کی مختلف تحقیق اُن معلومات کی بے اطمینانی آپ جلوہ گر
ہو رہی ہے کہ نفی و اثبات کی دو نو جہتین مختلف رای میں اکٹھا نہیں ہو سکتیں
ایک اُن دونون عقلی تجویزون سے ضروری غلط اور خلاف واقع ہے سو ہر مختلف
رائے میں یہ احتمال واقعی غور کے قابل ہے اوسی نظر سے رسالت آسمانی نبوت
ایزدی کے حقائق تکلیفی احکام اور اس کے نتائج ایزدی شرائع اور اوس کے
اسرار ترکیب عالم موجود کی خواص و معانی تکوینی احکام کے منافع اور مناشی
عقل جزئی دریافت میں طبقہ اسفلی تک ان معلومات کے فائز نہیں ہو سکتی ؎

فلسفی گوید ز معقولات دون — عقل از دہلیز می ناید برون

دیکھیے انھیں معنی میں یہ رباعی انوکھی عالم کی عقول میں کس آب و تاب کی ہے

رباعی

گفتم بشمارم سر یک حلقہ زلفش	تا بو کہ بتفصیل سر جملہ برآرم
خندید بمن بر سر زلف نیک شکلین	یک پیچ بہ پیچید و غلط کرد شمارم
بسکہ شنیدی صفت روم و چین	پای نبی و عرش بزیر قدم
خیز بیا شان پیمبر ببین	دست نبی و ارض بزیر نگین

سر آغاز مرقع تصویر نبوت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ — من نیز حاضر می شوم تصویر جانان در بغل

پہلے سلسلہ دار عنوان تقریر یہ ہے کہ دانشوران علم کے جوہر دراک پر یہ مضمون
مخفی نہیں کہ جسطرح نوع انسان کے اطوار وجود میں احساس اور تمیز کی پرے
ایک ایسا ادراک ہے جو ادراک عقلی کے نام سے مشتہر ہے اسی طرز پر ادراک
عقلی کے پرے ایک تیسرا ادراک ہے جو ایزدی سفارت اور نبوت کے نام سے
موسوم ہے کہ اس کے جزئی اور کلی مدرکات عقل اور حواس کے پرے حامل
نبوت پر جلوہ گر ہوتے ہین جسطرح ادراک واقعات عالم خواب کہ حواس و عقول
اس حالت خاص میں برطرف اور جو صراحۃ خواب مین دیکھا بیداری میں بیشتر
واقع ہوا سو خواص ترکیب جوہر مجرد اور جسم انسانی مین یہ ادراک خاص اس
مرتبہ نبوت کے مدرکات پر ثبوت کامل نمونہ دل نشین ہے۔ اور حجۃ الاسلام
امام غزالی کی رسالہ قدسیہ منقدین پایہ نبوۃ کا عقل و حواس کی مرتبہ سے
پری ہونا اس اجمالی تقریر سے زاید شرح اور مبرہن ہے۔ پس ہمارے

رویا صادقہ نمونہ نبوت رسالت الہیہ

قرآن پاک صحیفۂ مقدس مانند علوم نبوت کا واقعات آئندہ سے خبر دینا جس نے
ادراک مین عقل بوجہ اس قاصر ہین ہر دانشمند قیاس کر سکتا ہے کہ دلائل نبوت
پایۂ ثبوت میں عمدہ دلائل سے کم نہیں از انجملہ ایک عظیم الشان واقعہ یعنی اس
مبارک اسلام کی سلطنت کی وسعت جس کو ہم خلافت عامۂ کلیہ سے تعبیر
کرتے ہیں کہ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کی بنا پر
عرب کے سرزمین سے یہ سچا دین نری خدا پرستی کا عالم کے نفوس کی اصلاح کے لیے
اور ان کے دلون کو ستھرا اور صاف کرنے کے لئے اور ایک جہان کو غیر خدا
پرستی کے جنجال سے چھڑانے کے لئے اور سرکشونکی گردنین آستان اسلام پر جھکانے
کے لیے کس آسمانی شوکت اور دبدبے سے ظاہر ہوا اور ایران اور خراسان
اور مصر اور شام اور افریقہ اور ایشیا میں جہان نصاریٰ اور گبرونکی سلطنت کے
نشان مضبوطی کے ساتھ پشتہا پشت سے قائم تھے سب کو زیر کر کے پھیل گیا
اور اس ایک خداوند عالم کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے کہ ان دونون
وسیع سلطنتوں کے پہاڑوں اور جنگلوں اور آبادیون کے پرانے گنبدوں میں اور
خاص مدائن کے ایوان کسریٰ اور سرزمین سوریہ اور ایشیای روم کے قصر قیصر
میں اور ایران کے آتشکدوں میں اور شام کے یروشلم اور استنبول کے گرجا
گھرون میں تثلیث والوں اور آتش پرستون کے خلاف ایک اللّٰہُ اَکْبَرُ
کی دلربا آسمان فرسا بلند آواز گونجنے لگی اور اللہ جل شانہ کے نام پاک کی
جہان فروز روشنی کرۂ زمین کے اکثر حصوں میں پھیلانے کے لئے شرقی جزائر
چین اور ہندوستان سے لے کے جو حد شرقی ربع مسکون کی ہے اسپین اور جبر الٹر

دلیل دل بزرگ
قرآنیہ پیشین گوئی
وسعت سلطنت
اسلامیہ پر

اور حدود مغرب تک جسے حد غربی اور کنارہ بحر محیط کہتے ہیں خلافت عامہ کلیہ کی ایک
بڑی سلطنت روی زمین پر قایم ہوگئی اور اسطرف جرمن سے لیکے خلیج وینس
تک زیرکرکے اسلامی سلطنت کے پھر ہرے اور آسمانی سلطنت کے آسمان
فرسانشان پیچ ویچ فرانسیس تک پہنچ گئے کہ اسپانیول اور اٹلی کی مسجدوں اور
اور مدرسوں اور صندرخانون اور دارالامارۃ کے ڈھئے ہوئے پرانے آثار بہادران
عرب کی جانبازیوں کے اسلامی گواہ اب تک موجود ہیں سہ

آثار پدید ست شجاعان عرب را ۔۔۔ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ

ازآنجا کہ سچے پیغمبر کے علامۃ صحایف آسمانی میں سفر خامس میں توراۃ کی ۱۸
باب مین زیب تحریر ہے کہ اوس کی پیشین گوئی کسی واقعہ کی علی وجہ الکمال
واقعی ہو نظر بران جب عرب کے دیہات اور شہروں سے اس خداوند جل علا
کے نام پاک کی آواز اور اوس کی تعظیم سر آغاز اسلام میں مخالفوں کی روک
ٹوک سے باہر نہ نکل سکتی تھی اور صحابہ مسلمانان عرب کی سر آغاز اسلام میں
نہایت کمزوری اور بے سرمایگی پر نظر کرکے کسی قرینۂ عقلی کا بھی اس پیشین
گوئی کے لیے موقع نہ تھا ایسے وقت میں وہ کتاب مقدس روی زمین پر
خلافت آسمانی شوکت اسلامی کی آیندہ پورے طور پر استقرار سے صاف صاف
خبر دیتی ہے آیا دیکھتے نہین کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ
دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ کس تاکید کے ساتھ اس خبر کے انوار چمک رہے ہین
آیا سنتے نہیں کہ وہ کلام پاک اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَا

فِیہا اَفَھُمُ الْغَالِبُوْنَ کس دبدبہ کے ساتھ اطراف روی زمین پر آسمانی سلطنت کی خبر دی رہا ہے یعنی پروردگار عالم نے ایماندار وں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں سلطنت اور خلافت سے سرفراز فرمائے گا جیسا اگلے نبی اسرائیل کو مصر اور شام مین عمالقہ کے بعد سرفراز فرمایا اور جو دین اسلام اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اوس کو مضبوطی کے ساتھ روی زمین پر قائم فرمائیگا اور فرمایا ہے دوسرے مقام پر کہ آیا دیکھتے نہیں کہ ہم روی زمین پر چلے آتے ہین اطراف زمین دار الکفر کو گھٹاتے ہوئے آیا باغی اور بے ایمان لوگ سر بر ہو سکین گے اسی لیے اس مخبر صادق اور عظیم الشان سفیر اعظم نے خبر دی کہ زُوِیَتْ لِیْ مَشَارِقُ الْاَرْضِ وَمَغَارِبُھَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ یورپ اور پچھم زمین کی مجھے دکھائی گئی فراہم کرکے نزدیک تر سلطنت میری امت محمدیہ کی مشرق سے زمین مغرب تک پھیل جائے گی سو اس بشارت کی عنبرین خوشبو اسلامی عالی دماغون کی ایمانی قوت شامہ ہی آشنا ہے۔ مثنوی۔

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطاف حق	گر بمیری تو نہ میرد این سبق
چاکرانت شہرہا گیرند وجاہ	دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ
تا قیامت باقیش داریم ما	تو مترس از نسخ دین اے مصطفےٰ
خیز در دم تو بصور سہمناک	تا ہزاران مردہ بر روید ز خاک
چون تو اسرافیل وقتی راست خیز	رستخیزی ساز پیش از رستخیز

اور اس کے سوا یہ کتاب پاک دستاویز نبوۃ آنحضرت کے مقدس اور مبارک ہاتھ مین جن کے سر آغاز وجود سے لیکے ظہور نور نبوت تک ایسی قوم مین بود و باش

[illegible]

رہی کہ نہ آسمانی علوم سے آشنا اور نہ یونان وفارس کے حکمی علوم سے باخبر ضدی اور
جاہل محض خانہ جنگی اور ذری ذری سی بات میں دست بقبضہ ہوجانا اس زمانے
کے افغانون کی طرح ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اور کتاب وہ کہ فاتحہ تقریر
عنوان عبارت سے لیکر پایان تقریر تک حکمت کی باتون اور دانشمندی کے
مضامین سے پُر خدای پاک کے صفات اور نبیون کا علم جو حکمی علوم الہیات
کا جزو اعظم ہے تہذیب نفس اخلاق کی تبیین جو حکمت عملی کا خلاصہ عنوان ہے
سیاست مدن انتظام سلطنت کے قاعدے میزان عدالت معاملات سے متعلق
کہ جو نوع انسان کے افراد ہین اس کارخانہ تمدن مین دائر رہا کرتے ہین
کاملین کے حالات خاص لوگون کے واقعات ناقصین کا انجام کار عبرت اور
اعتبار کی نظر سے کس تصریح سے بیان کئے ہین کہ مولوی نذیر احمد مرحوم کے
ترتیب دی ہوئی فہرست قران مترجم مقدمہ قران پاک میں ان ساری مضامین
علمیہ سے ہر آیۃ اور سورۃ مین جدا جدا تفصیل وارنشان دے رہی ہے کیا
شک ہے اسمین کہ یہ کتاب حقائق آلہیہ اور کونیہ کے معارف کو جامع نہین ہے
اے اہل انصاف ارباب نظر ذرا عقل کی نگاہ سے عصبیت کا حجاب اٹھا کے
دیکھو تو سہی کہ کیسی عمدہ دانائی کی سی اس کی تقریر ہے کہ ہر چیز کی کنہین
اور باریکیان اس طرز سے کہ ہر عامی کی سمجھ میں آسکین اور کارخانہ قدرت
کی دلیلین ناقصین کی خبردار ہونے کے لیئے خداوند پاک کے جزئیات عالم سے
احاطہ علمی کی براہین کہ ہر عامی کو سمجھنا دشوار نہوں کس خوبی اور توضیح سے بیان
کی ہین وعظ اور نصیحت کی تقریر بھی کیسی دلربا اور دلچسپ اور مناسب ہے کہ

خطابت کی روش کی انتہا ہوگئی تا یہ تو یہی کہ اس طرز و اسلوب کا کلام کہ نظم ہے اور
نہ نثر مسجع ہے اور شراب وکباب بزم و رزم باغ و صحرا خط و خال حسن و جمال ناز و
ادا وصال و فراق کے مضامین جس میں لطافت سخن کو بڑی گنجایش ہوتی ہے یہ
کتاب پاک ایسے مضامین سے بالکل معرا با این ہمہ کیسی لطافت اور بلاغت کی
خوبیوں کو حاوی ہے جس کو ابو ربیعہ شاعر یمنی جو معلقات سبعہ کے قصیدے کا
ایک مصنف تھا دیکھکر دنگ ہوگیا حسان بن ثابت شاعر عرب جس کا والد و شفیقہ
ولید بن عقبہ جس کو ہر فن کی قابلیت میں ریحانۃ العرب کہا کرتے تھے اس کلام
پاک کو سنکر آپ کہنے لگا کہ اس کلام کے طرز و اسلوب پر تو انوار چمک رہے ہیں اور
اس کلام کی شاخیں میووں سے پر ہیں اور اس کلام کی جڑ نہایت مضبوط ہے
اور یہ کلام زنہار مغلوب ہونیوالا نہیں اور یہ کلام ہمیشہ غالب رہیگا انیس ابو ذر
کے بھائی جو عرب کے اعلی درجے کی شاعروں میں تھے قران پاک کے بارے میں باعلان
کہا کرتے تھے کہ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَھَنَۃِ فَمَا ھُوَ قَوْلُھُمْ وَاِنِّیْ وَضَعْتُ قَوْلَہٗ عَلٰی
اَقْرَاءِ الشُّعَرَاءِ فَمَا یَلْتَئِمُ عَلٰی لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِیْ اَنَّہٗ لَشِعْرٌ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَصَادِقٌ
وَاِنَّھُمْ لَکَاذِبُوْنَ میں نے کاہنوں کے کلام سنے زنہار یہ کلام کاہن کا نہیں میں نے
اس کلام پاک کی روش اور اسلوب کو شعروں کی طرز پر لگا کرکے جانچا سو یہ تقریر میرے
بعد کسی کی زبان پر روان نہیں ہو سکتی کہ اس کا طرز شعر کی روش پر ہے خدا کی
قسم کہ یہ کلام سچا اور ان سب کا بیان جھوٹا شک نہیں ہے کہ یہ صحیفہ مقدس۔

اَمْ دُرَّۃٌ مَا اسْتَعْمَلَتْ نَظَّارَۃٌ   اَمْ زَھْرَۃٌ مَا اَظْھَرَتْ بِکِمَامٍ

انتہی سچ تو یہ ہے کہ ہزاروں عزیز جانوں کے گرانبہا جواہر اس کتاب پاک پر

نثار ہوں تو کوئی چیز نہیں۔ باایں ہمہ افسوس کا مقام ہے کہ شمع کافوری بلورین فانوس
میں کیسی ہی روشن ہو کور مادر زاد کے نزدیک اسمیں اور دیوار میں کوئی فرق نہیں
ایام بہار کی فرح بخش تاثیر سے دلوں میں انشراح طبیعتوں میں امنگ آپ ہی
آپ پیدا ہو جاتا ہے سوداوی مزاج اگر اس کیفیت سے کامیاب نہوں تو فنا و مادہ
کا قصور ہے۔ سحر کی ایک علامت کہ انتہا درجے کی تاثیر کہ جوہر روح قابل میں
اپنی معانی کی تاثیر پیوست کردیتی ہے اور کوئی نشانی فن سحر کی نہیں شعرا ور
ردی کی نشانیوں سے صرف قافیے کا التزام تو البتہ سیاق نظم میں نظر آتا ہے باقی
کوئی علامت فن شعر کی نہیں بڑا امر تو یہ ہے کہ لوازم شعر سے مخیلہ مقدمات کا کہیں
شائبہ تک نہیں کارخانہ قدرت کی واقعی نفس الامری واقعات سے معمور باایں
ہمہ جزئیات کونیہ عالم سفلی سے کمتر بحث ہاں عوام مقیدان حواس کے کہیں کہیں
سمجھانے کو بلکہ اکثر یہ کلام اعجاز کا بھرا ہوا معارف کلیہ الہیہ سے خبر دیتا ہے
مبدا و معاد واقعی کے واقعات جو دانشمندوں کے سلسلہ وجود کی نہایت دریافت
کرنے کے لئے عاقلوں کے تیقظ کے لیے درکار ہیں تفصیل وار ہدایت فرماتا ہے
جو امور عقل سے دور عوام کو نظر آتے ہیں بنظر استحالۂ اعادۂ معدوم جیسے معاد
نفس الامری واقعی وہ خود ایسی واضح دلیلوں اور برزور حجتوں سے ثابت
کئے ہیں کہ وہ عقل میں نہ آنا آپ ہی بیخ و بن سے اکھڑ گیا ہے اور اس کے
سوا وہ شریعت صاف اور ستھری جس میں ایک خدا وند عالم کی تعظیم اور
اس کے جلال اور کبریائی اور اوس کی کریمی اور اوس کی اطاعت اور تسلیم و انقیادی
کا ضروری ہونا جوہر نفس کا تزکیہ دنیائے دنی سے بے تعلقی عقبے کی سعادت

دلیل سوم اثبات نبوت مظہرہ و اخلاق فاضلہ

کی رغبت جس میں روحانی اور عقلی لذتوں کے سوا کیا کیا سامان انشراح اور کیا کیا
مسرتیں ہیں کس طرح سے بار بار عمدہ تقریر سے بیان کئے ہیں پس جب کوئی طریق ہدایت
اس کے علاوہ کسی پیغمبر میں پایا نہیں جاتا پھر اس کتاب کے الہامی کتاب ہونے
میں اور صاحب کتاب یعنی آنحضرت کی آسمانی سفارت کے اعلیٰ درجے کے
عہدہ دار ہونے میں کوئی شک وشبہ ہو سکتا ہے زنہار عقل دوربین باانصاف
دانشمندوں کے نزدیک کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس کے سوا یہ امر ہر دانشمند
کے ذہن میں صاف طور پر ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی فرد نوع انسان کے بارے میں
جو ایزدی سفارت کا مدعی ہو شبہ واقع ہو کہ آیا وہ فرد خاص واقعی پیمبر ہے کہ

دلیل چہارم ثبوت رسالت بتعلیم آنحضرت

نہیں تو اس شبہے کا رفع اور اس امر کا یقین بغیر تحقیق و دریافت اس کے حالات
اور لوازم نبوت کے نہیں آسکتا اور چونکہ دریافت کے دو ہی طریقے ہیں مشاہدہ
یا نقل صحیح تقریری ہو یا تحریری تو اگر مدعی نبوت کے زمانے کا ادراک واقع
ہوا تو حسی مشاہدہ سے اوس کے حالات علمی اور عملی جو لوازم نبوت ہیں
دیکھنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتے اور غیبت زمانی میں نقل صحیح تاریخی یا دیکھنے
والوں کے بیانات سلسلہ وار جسے ہم سند متصل کہتے ہیں صاحب نبوت کے
حالات اور لوازم نبوت آپ ظاہر ہو سکتے ہیں پس جس طرح کوئی فن ڈاکٹری
یا انجنیری جانتا ہو تو کسی ڈاکٹر کے علمی برتاؤ اور عمدہ معالجات ہسپتال
کے مشاہدے سے آپ اس کو دریافت ہو جائیگا کہ یہ ڈاکٹر اعلیٰ درجے کا
طبیب اور انگریزی معالجات کا بہت بڑا عالم ہے اور ایسے ہی تعمیرات کے
کارخانے میں ہندسی باریکیوں اور اقلیدس کے قانون کا برتنے والا دیکھنے

والے کے نزدیک آپ ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص فن انجنیری میں کامل دستگاہ رکھتا ہے
اور تعمیرات کے علم کا بہت بڑا ماہر ہے یا جیسے ارسطو اور افلاطون الہی کا یونانی
علوم میں فاضل و متبحر ہونا فیساغورث کا نظام شمسی اور علوم فلسفیہ کا عالم ہونا یورپ
کے فاضلوں میں نیوٹن اور ہرشل کا فلاسفر ہیات کے فنون میں دانشمند ہونا
جس نے انہیں دیکھا نہیں جس نے اُن کے علمی حالات جانے ہیں کیسے معلوم ہوا
اسطرح سے کہ جب فلسفہ اور فن نظام شمسی کی ماہیت دریافت کر لی اور بعد اس کے
اُنکی تحقیقات اور انکی کتابیں ان علوم میں دیکھیں تحقیقی طور پر نہ تقلیدی آپ سے آپ
دریافت ہو گیا کہ یہ سب اعلیٰ درجے کے فلسفی اور نظام شمسی کے بہت بڑے
عالم تھے سو تم بھی نبوت کی ماہیت دریافت کر کے اس کتاب پاک پر اور پیمبری
اخبار پر نظر دوڑاؤ اور آپ کے حالات کو دریافت اور تحقیق کرو آپ تم کو
تحقیقی علم آ جائے گا کہ ہمارے آنحضرت ایزدی بارگاہ میں کیسے اعلیٰ درجے
کے نبی اور کس پایگاہ کے سفیر اعظم تھے اور یہ امر تو کسی دانشمند پر تاریخی علوم
کے چھپا نہیں کہ ہر چند اوس جل وعلی نے اپ ارشاد فرمایا کہ لعلک باخع نفسک
علی اثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا۔ ہمارے حضرت کے خدام
کس اہتمام کے ساتھ عالم کی ہدایت عامہ کلیہ میں اور بت پرستی کی ظلمت سے
نکالنے مین باین ہمہ اس کے کہ مخالفوں سے ہزاروں زحمتیں اور اذیتین
اُٹھائیں کیسے سرگرم رہے اور کس لطف اور نرمی کے ساتھ لوازم نبوت
کے اظہار میں اخلاق کی تحسین عادات کی اصلاح جوہر روح کے صاف ستھرا
کرنے مین اجزائی موجودات کو مبدا کل سے آشنا بندوں کو اوس کی بارگاہ

میں باریاب اور روشناس کرنے مین تمام عمر کیسے مصروف رہے -

چند بت شکست احمد درجہاں ۔ تاکہ یارب گوی گشتند امتان

گر نبودے کوشش احمد تو ہم ۔ می پرستیدے چو اجداث صنم

این سرت وارست از سجدہ بتان ۔ تا بدانی حق او بر امتان

ہاں آخر میں سرکشوں اور ضدی لوگونکی قلع و قمع میں جو خدائی سلطنت کے مخالف تھے جابجا جو تجویز سزائے کفر عملاً واقع ہوئی سو بجا واقع ہوئی

محیطے چہ گویم چو بارندہ میغ ۔ بیک دست گوہر بیک دست تیغ

بگوہر جہان را بیاراستہ ۔ بہ تیغ از جہان داد دین خواستہ

کیونکہ جب دیکھا گیا کہ حق بات کا سمجھنا بوجھنا سوائے اون دانشمندوں اور اچھی استعداد والوں کے جو علماً اور عملاً آپ کی ہدایت عامہ کلیہ سے کامیاب ہوئے بقیہ اہل عرب میں کچھ اثر نہیں کرتا اور مرتبہ تنزیہ اور توحید سے محض ناآشنا استعداد کے فساد سے تشبیہات اور تصویروں کی پرستش کے جال میں اُن کے مدرکے اُلجھے ہوئے ہیں اس الجھاؤ سے اب اون کا نکلنا ممکن نہیں اور اونکی استعداد کی خرابی اور اندرونی ملکات کا فساد اور دن میں کبھی سمی مادے کی طرح ایک مہلک تاثیر پیدا کریگا تو اون کے لیئے یہی زیبا تھا کہ جو معاملت واقع ہوی اسلیئے کہ خداوند عالم کا اپنے بندوں کو تکلیف دینا ایجابی اور اتناعی احکام سے اون کی دونو عالم کی مصلحہ بالغہ کے لیئے کہ جسے اونکی عقول و افہام قاصر ہیں ہر طرح بہتر تھا - اوس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک معزز شخص کہ اوس کے چند غلام ہیں ہمارا بیمار ہی

سو اوس نے ایک شخص کو اپنے خاص بندون سے اس امر پر مقرر کیا کہ انکے
ازالۂ مرض کیواسطے انھین دوا پلائے اور مضر چیزون سے پرہیز کرائے
سو اگر وہ خواص جو اس کام کیلئے مامور کیا گیا ہے ان بیمارون کو زبردستی
اور جبری سے دوا پلائے تو بھی زیبا ہے اور اس فعل پر کوئی معترض
نہیں ہو سکتا با این ہمہ اسکی مہر و مرحمت اس امر کی بھی مقتضی ہوئی کہ
ان بیمارون کو دوا کے منافع بھی تفصیل وار ظاہر کر دیئے جاوین تاکہ
وہ لوگ رغبت کے ساتھ دوا کا استعمال کریں اور ان مجرب دواؤن میں
ذری شیرینی بھی ملا دی جائے تاکہ عقلی اور طبعی دونوں رغبتیں اس دوا
پینے میں معین ہون اسیطرح صاحب نبوت کا پہلا فرض منصبی یہ ہے کہ
ساری قوم کے عادات اور باطنی ملکات مین جو خراب ہو رہے ہین غور
فرمایئے اور دیکھئے کہ انکی عقلی قوت اعتدال سے کس درجہ تک معرض
انحراف مین ہے اور وہ خواص ایزدی سفیر آسمانی بنظر روحانی طبیب ہونے
کے ضرور ہے کہ ساری قوم کے اصل مرض کی تشخیص کرے پس ان کے عادات
کی اصلاح اور اندرونی ملکات کی صفائی اور عقلی قوتوں کو انحراف سے
وسط میں لانے اور آسمانی احکام کے فرمانبردار کرنے اور روحانی امراض
کے مٹانے میں انتہائی کوشش عمل میں لائے اور خاص کر امور مذکورہ
بالا میں کامل طور پر سرگرمی اور انتہائی عرق ریزی سارے ایزدی خطابات
اور آسمانی احکام کی ہدایت پر مقدم جانے بعد اوس کے چونکہ بحسب قاعدہ
حکمت دو انشمندی نوع انسان کا اپنے مطبوعات اور مالوفات کی طرف

شتابی کرنا اور مضر چیزوں سے گریز قوت وہمیہ کے ضروریات اور خواص
میں ہے نظر بران حامل نبوت کو ضرور ہے کہ انکی خواہش کی چیزوں
اور مرغوب اشیا مین غور فرمائیے اور اونکی قوت وہمیہ کی فرمانبردار
کرنے مین جس چیز کی طرف بالطبع یا موافق تمدنی ضرورتوں کے پورے
طور پر خواہشمند ہون بطور انعام خداوند بندہ نواز کی طرف سے
امیدوار کرے اور جس امر سے طبعاً او رحسب حاجات معمولی خوف
کرتے ہون اور اپنے لیے بالطبع مہلک ومضر جانتے ہون اس سے
قطعاً تحذیر فرمائیے جیسے باغ بہشت کے حور قصور حسی لذائذ ایک
وسیع سلطنت اور انوار جمال کا مشاہدہ روحی انعام اور طوق وزنجیر
آتش سوزان قید وبند آلام حسی اور ازینجا کہ بدن انسانی کی سلطنت
مین عقل وزیر ہے حکمت کے قاعدے سے اور وہم صاحب الامر
وزیر اعظم کی طرف سے اس سلطنت کا فرمانروا ہے سو جب عقل اور وہم دونون
تابعدار ہو گئے تو سارے اجزا اور ارکان اور توابع اندرونی قوتین
حسی جوارح اس سلطنت کے آپ فرمانبردار ہو جائینگے اور اس تدبیر سے
عالم بالا کے معاد واقعی اور دنیوی معاش کی بہبود کی امید مین اچھی
استعداد والے خدا کے بندے بیشک نہین ہے کہ کمتر انحراف فرمائینگے
بعد اس کے ظاہر ہے کہ انمین بہت سے لوگ ایسے بھی ہین کہ بدترخواہشین
اور درندوں کے سے اخلاق اور شیطانی وسوسے جب ریاست مین
انپر غالب ہو رہے ہین اور اون کے دلوں مین سما کے ہوئے ہین —

اور اپنی قومی ریاست اور وجاہت اور اپنے گروہ کی شوکت کی وجہ سے
اسی ضنفی اور قومی پرانے خیالات کے خلاف اُنھین اپنے فائدے اور
بھلائی کی باتین سننے کو جی نہیں چاہتا اور ان مفید باتون پر کان نہین
دہرتے اور اوسپر یقین نہین ہوتا۔ اور نہ ان ایجابی اور امتناعی فرمان
کے محاسن اور نعو بیون پر غور کرتے پس اون کے لیے ان کے خداوندی
رحمت اور مہر و کرم اثبات حجت ہی پر مقصور اور موقوف نہین بلکہ
اس خداوندی رحمت اور مرحمت ضرور اس امر کو مقتضی ہے کہ اُنسے
فی الجملہ جبر و قہر کی معاملت بھی برتی جائے اور انکی بنا ہی شوکت اور
وجاہت ڈھائی جاوے تاکہ ایمان اور ایمانیات جوان کے کارخانہ
زیست اور معاد واقعی کو نافع ہین انکی طبیعتوں کے خلاف ان کے
بیمار دلونکی اصلاح کرین جیسے دوای تلخ شفاخانہ مین پلاتے ہین گو
ناگوار طبع ہے لیکن ہر طرح سے مفید ہے سو وہ قومین جن مین ضد
اور ہٹ شدید ہے اور دو رندوں کے سے ان کے اخلاق ہین اونکی
شوکت مٹانا اور اون کے دنیا کی منفعت کی چیزین چھین لینا کہ وہ اپر
قادر نہو سکین یہ ان کے لئے انجام کار کو مفید ہین تاکہ ان کے ساتھی
گروہ اور اون کے ذریات اس شوکت اور سرمایۂ وجاہت کے
ٹوٹنے سے دائرہ ایمانیات مین در آئین اور دین و دنیا کے منفعت
کے احکام کی تعمیل کرین اسلئے ہماری پیشوا علیہ الصلواۃ و التسلیم نے
کیا سچی اور حکیمانہ بات فرمائی ہے کہ خداوند عالم تعجب فرماتا ہے ان

لوگوں سے جو زنجیروں مین باندہ کر زبردستی بہشت میں داخل کیے
جاتے ہین خلاصہ تقریر یہ ہے کہ اس خدا وند بندہ نواز کی رحمت کاملہ یہی ہے
کہ اون کو انکی بہلائیونکی طرف ہدایت فرمائے اور اون کے ظالموں کو ظلم
وستم سے روکے اور ان کے سیاست مدن اور تدبیر منزل کی جسقدر رتق نفس الامری
اور حکمتہ اور عدالت سی منحرف ہے تعدیل اور اصلاح کرے سو با این ہمہ جو
خراب اور موذی گروہ ہین اور جن مین انتہا کی ہٹ اور ضد ہے وہ لوگ
بجائی زہرباد کے ہین اور جب زہرباد کسی عضو خاص مین ہوجاتا ہے تو
ڈاکٹری قاعدہ سے اس کا کاٹ ہی ڈالنا بہتر ہوا کرتا ہے تاکہ اس کی
سمیت اور اعضا مین سرایت نہ کرے اور انکو خراب اور بیکار نکردے اور
جس بیمار کو جیسے دیوانہ کو اپنی مہلک بیماری کا علم و یقین نہو اوس کو زبردستی
اور جبری سے دوا پلانا ہاسپٹل مین ڈاکٹری قاعدے سے ضروری سمجھا جاتا ہے
اور دانشمندی کے قاعدے سے ضروری سمجھا جاتا ہے اسلئے کہ دانشمندی کے
قاعدے سے موذی گروہ کی مدافعت امر معقول ہے اور مدینہ کی عافیت کیلیے
اہل فساد کا ہلاک کرنا محکوم اصول حکمت ہے اور ہر گاہ باغیان سلطنت مجازی
مجازی و بیزی کو قانوناً ہلاک کرنا اور قتل قتال لازم ہے تو باغیان شاہنشاہ
حقیقی ازلی کا اہلاک اون کا وجود ہی مٹا دینا کیونکر واجب اور لازم
نہوگا۔ اور عیسائی لوگ تو ان باغیوں پر جہاد مقدس کی نسبت کچھ کہہ نہین سکتے
کہ آخر عیسائیوں مین ملک ہسپانیہ مین محکمہ انکویزیشین اسی لیے قرار پایا تھا
کہ لوگوں سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جائے۔ اور دوسرے

توراۃ میں جس کو یورپ والے عہد عتیق کی آسمانی کتاب کہتے ہیں الزامی اور
نقلی دلیل کے اعتبار سے جسطرح کسی سلطنت اور کسی گورنمنٹ کے باغی کو سزا
دینا واجبات سے ہے موسوی اور داؤدی اور یوشع بالنوں کے محاربات
سچے دین کے پھیلانے کے لئے اور اسمانی سلطنت کے باغیون کو سزا دینے
کے واسطے تفصیل وار ندکور ہین جیسا عبرانی رسالے میں فرمایا ہے اور کیا
کہوں کہ مجھے وقت فرصت نہین دیتا کہ میں جاعون اور باریق اور شمسون
اور یفتاح اور داؤد اور صموئیل اور پیغمبرون کے حال سے خبر کرون کہ
ایمان کے ذریعے سے سلطنتون کو انھون نے زیر کیا اور اچھا کام کیا اور
وعدون کو انھون نے پورا کیا اور شیرون کے منہ کو بند کیا اور آگ کی قوت
کو انھون نے ٹھنڈا کیا اور تلوار کی تیزی سے رستگار ہوئے اور کمزوری سے
زور آور ہوئے غرض جو چاہے توراۃ کے نسخے اردو فارسی و انگریزی
دست بدست موجود ہین دیکھ لے سو یہ تقریر دفع دخل کے طور پر ضمنی
تھی اصل مدعا یہ ہے کہ ہمارے آنحضرت کا اعلی درجے کا پیغمبر ہونا سیکڑون
دلیلون سے ثابت ہے آخر علاوہ اور وجہ ثبوت کے۔ آنحضرت کے
ماند و بود پاکیزہ اور سیرت مطہرہ اور درویشانہ گذران پر ذرا غور کرو
ایک شمہ اس کا یہ ہے کہ با این ہمہ اس کے کہ عملداری نبوت آپ کے
حضور ہی مین اکثر عرب کے شہرون مین پھیل گئی تھی اور اللہ جل شانہ کا
نام پاک آپ کے وجود باجود سے اس جزیرہ نما عرب کی آبادیون اور
صحراؤں میں خاص کر حجاز مین بلند آوازہ ہو گیا تھا تہامہ اور فاران

پانچوین دلیل حالات ذاتی سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

کے نشیب و فراز مین ایک مبدا فیاض کے مظہر کامل کی کشش سے آسمانی فیض کا مینہ برس رہا تھا بلاد مفتوحہ سے لاکھون روپیہ کی دولت مال غنیمت مین آیا ہی کرتی تھی لیکن سلطان عالم کا قصر وہی خانہ خدا آپ کا بستر وہی بوریہ آپ کا فرش وہی گلیم سادہ آپ کا خزانہ وہی مشکیزہ جو آپکی غذا وہی نان جوین آپکا لباس مرقع وہی گندہ اور خشن رہا وہ ساری دولت خدا کے نام پاک پکارنے والوں اور اس ایک خداوند کے محتاج بندوں ہی کی نذر رہی آپکی اخلاق فاضلہ اہل نظر ارباب سیر پر اونکی وجود کی طرح ظاہر ہی کہ اظہار رسالت ایزدی ہدایت عامہ کلیہ میں ہماری حضرت سرور انبیا میں نفسانی خواہش اور حب دنیا کی ذری چھان بہی تھی کہ امیران قریش امرار حجاز زر گوہر جابسر وقت مال و دولت عورتیں حسین آپ کو نذر کرتی تھی کہ بت پرستی کے تدمیم اور اظہار پیمبری سی باز آئین آپکی خدام نے کبھی اوس دولت اور ریاست کی پروا نہ لی

چونکہ مخزن ہای افلاک و عقول	چون خسی آمد بر چشم رسول
پس چہ باشد مکہ و شام و عراق	کہ نماید او بچشم اشتیاق

نیز ہماری حضرت کے تاریخی واقعات اور حالات سی کسی دانشمند پر مخفی نہین کہ اپنی شان نبوت کی نفاذ مین رسالت ایزدی کی ابلاغ مین مخالفون سے ہزارون زحمتون اور بے انتہا مصیبتوں کی برداشت کی اور آپ اوسپر صابر رہے اور ایزدی رسالت کی تبلیغ میں اصلاح نفوس میں برابر مستقل مزید بران جب اسلام کے مخالفون خدا کی باغیون کو زیر کیا اور اسلام کا

بول بالا اور کفر پسپا ہوا اور اونکی لاکھوں روپیہ کی دولت آستان اسلام کے نذر ہوئی آپ کی مقدس طبیعت میں ذری تغیر نہ آیا ولا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجاً منہم زہرۃ الحیوٰۃ الدنیا لنفتنہم فیہ اوس مقدس ذات کیلئے نہ قصر امارت نہ خدام دولت نہ مسند زریں نہ کلاہ مرصع نہ لباس آرائش نہ قبائے گران بہا نہ طعام پر تکلف نہ سامان حشم تھا وہ جوہر پاک ان طبعی خواہشمندوں سے بالطبع نفور آغاز نبوت سی انتہا تک دنیا کی مال و دولت سے زہد کی شان نمودار رہے۔ سیرۃ مطہرہ و اخلاق فاضلہ کی یہ حالت کہ بادیہ نشینان عرب کہ اس کی نظیر بدونکی حالت اس زمانے میں مزاج کی سختی میں ایک جہان کو معلوم ہے کیسے رام ہو گئے کہ آپ کے قدموں پر سر فدا کرتے تھے اور اس سامان پیمبری شوکت کے ساتھ فروتنی اور تواضع کا یہ عالم کہ جو اس گلیم پوشی میں آپکی خداداد ہیبت حق کے آثار دیکھ کے گھبرا جائے اور کانپ اٹھے اس سے آپ یہ فرمائیں کہ لا تخف منی فانا ابن امرأۃ عربیۃ تاکل القدید یعنی مجھ سے کچھ خوف مت کر کہ میں ایک عربی عورت کا بیٹا ہوں کہ خشک گوشت جس کی خوراک تھی جو عرب میں بے سرومایہ لوگونکی خوراک ہے اور اخلاق میں جود و سخا کا یہ عالم کہ دنیا کا مال و زر آپ کے حضور میں سنگریزوں کے برابر تھا آپ کے تاریخی حالات عام طور سے خبر دیتے ہیں کہ کبھی کسی سائل کی ضرورت میں مویشی اور جانوروں کا گلہ جو حجاز میں دو پہاڑوں کے بیچ میں

اثبات نبوۃ سیرۃ مطہرہ و اخلاق فاضلہ

پھیلا ہوا تھا ایک دم میں بخش دیا اور کبھی نوے لاکھ درم سے زائد آپکے حضور میں مال دنیا فراہم ہو گیا ہے اور وہ چار منٹ میں سارے حاضرین دربار کو لٹا دیا ہے ؎

اقبال کرم میگزد ارباب ہمم را ۔ ہمت نخورد نشتر آری و نعم را

ناموس نگہداشتی از جود بگیتی ۔ جز پردگیان حرم معدان و یم را

وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار ۔ پرسند زہم منشای رسوای کرم را

یہانتک کہ ایسے بے تحاشا جود و سخا میں حضرت مدبر عالم کی طرف سے ہاتھ روکنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ ولا تبسطہا کل البسط الی آخرہ ۔ سو یہ سارے حالات اسلامی تاریخون میں حدیث کی کتابون میں بسند متصل تفصیل وار مذکور ہین اور یورپین کے واقعہ نگارون میں گبن اور ٹیلر لیبان فرانسیسی ڈیتو نیفورٹ اہل تحقیق مورخان یورپ جس کی تصدیق کرتے ہین سو بعد دریافت ایسے عمدہ حالات کے اب بھلا بتائین تو سہی کہ کہین سے سوائے للہیت اور نبوۃ کی شان مین صداقت کی معاذ اللہ نفسانیت کی بو بھی آپ کے مبارک حالات سے ظاہر ہوسکتی ہے اور اس کے سوا وہ علوم جو انحضرت سے دفترون مین بسند متصل مضبوط ہین الہیات اور سیاست مدن کے سوا معاملات کے کلی قاعدے جیسے بیع اور ہبہ اور رہن اور اجارہ اور شفعہ اور شہادت معاہدہ اور طریق مقدمات کے فیصلہ کا اور سزائے جرائم اور بندوبست لگان اراضی اور تحصیل خراج اور ترکے کی تقسیم علی حسب السہام جو سلسلہ وار بسند متصل حدیث کے

دفتروں میں ثقہ راویوں سے مشرح مذکور ہیں اور جو اس سلطنت برطانیہ و دولتا
انگلشیہ کی فوجداری و دیوانی قانون عدالت کے ماخذ ہیں باین ہمہ آپ کے
امی ہونے کے اور حضرت کی ماند و بود کے ایسی جاہل قوم میں کہ ایک چشمہ علوم
آپ کی ذات مقدس سے پھوٹ نکلا۔ کوئی دانشمند وراک تجویز کرسکتا ہی
کہ سوائی دریائی علوم آسمانی کے اور دوسرے مقام کا فیض تھا وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ الآية القل سیمۃ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ
قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ الآية درپارۂ
بست ویکم س۵

نگار ما کہ بہ مکتب نرفت خط ننوشت ‏ ‏ بغمزہ مسألہ آموز صد مدرس شد

سبحان اللہ روحی فداک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شعر

زفرق تا قدمت ہر کجا کہ می نگرم ‏ ‏ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اور اس کے سوا ایک تقریر عقلی مقدمات کی ترتیب کے ساتھ اثبات نبوت
میں عرض کرتا ہوں کہ ہر کسی کا جوہر دراک الف طبیعت وہم خیال خارجی
آفتوں سے اگر محفوظ ہے اس مضمون جان فروز کی طرف مخبر ہے کہ وہ
خداوند جس کی بندہ پروری کی شانوں میں ربوبیت کی شان سارے عالم
پر چھائی ہوئی ہے اور جس کے افاضۂ وجود اور کمالات ہستی سے سارا
جہان بہرہ ور ہے اوس کی فرمان بری اور اطاعت سارے جہان پر لازم ہے
خاص کر جب اصلاح نفوس عالم اور اون کے مدارک کی آراستگی اور توجیہ
اوس منعم جل وعلا کی طرف قانون اطاعت میں منحصر ہو ہر چند یہ دلربا

ذکر اثبات نبوت بمقدمہ اینکہ اطاعت کردن واجب بالذات تعالی شانہ

مضمون ہدایت کی نظر سے برہانی الثبوت نہیں لیکن عامہ نفوس کی تسکین
اور استقرار کی نظر سے ان معانی کی تقریر کو اثبات و ثبوت میں لانا ذوکیا کے
لیے انتعاش روح سے خالی نہیں ۔ سو اس تقریر کا زیبا عنوان یہ ہے کہ افراد
نوع انسان کی فرمان بری واقعی طور سے دو وجہ پر مقصود ہے امید نفع
یا اندیشہ ضرر جسطرح ملازم اپنے مخدوم کی فرمانبری بامید ماہوار اور رعایا
حکام و فرمان روا کی اطاعت اور ظالم مظلوم کی فرمانبری باندیشہ ضرر
کیا کرتے ہیں سو امید و اندیشہ کے خاص مبدا ر کی طرف اگر ذہن منتقل
فرمائیں تو نفس الامر میں اختیار نفع و نقصان یعنی حصول نفع اور دفع
ضرر کی مالکیت کی طرف یہ مضمون راجع ہے ۔ سو ہرگاہ ہمارا عارضی وجود اور
اوصاف و کمالات وجود اس کے فیض وجود سے بہرہ در ہیں اور اسی
مبدا ر فیاض کی فیض ہستی سے کامیاب تو عطائی وجود اور کمالات ہستی
سے فزوں تر عالم میں کوئی نفع نہیں اور جواہر عالم سے اعدام وجود عارضی
اور اوس کے اعراض سے فیض ہستی اٹھا لینا اِس سے بڑھکر جہان میں کوئی
ضرر نہیں ہرگاہ ایسا نفع عظیم الشان اور اس مرتبے کا ضرر اس قادر بے نیاز
کی قدرتی شانون میں ہے سو ہر دانشمند جانتا ہے کہ اُس سے بڑھکر کون
واجب الاطاعت ہوگا اور اُس کے قانون اطاعت کی فرمانبری اور
اس کے سامنے سر نیاز خم کرنے سے کون سزا وار تر ہے ۔ اور یہ بھی
ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ فرمان بری عالم میں اسی سے عبارت ہے کہ اِس
عظیم الشان فرمان روا کی مرضی کے موافق افعال میں کاربند ہو اور

اُس کی خلاف مرضی سے محترز سو ہماری مرضی یا خلاف مرضی باایں ہمہ اسکی کہ
ہم سراپا ظاہر میں ایسے چھپی ہوی ہے کہ بے ہمارے اظہار کے ظاہر نہیں
ہوسکتی اور بے ہمارے بیان کے ہمارے مافی الضمیر سے دوسرا واقف
نہیں ہوسکتا سو وہ خداوند بندہ نواز جو عظیم الشان مرتبہ تنزیہ کی وجہ سے
ہماری نگاہوں سے مخفی ہے اسکی مرضی یا خلاف مرضی سے بغیر اظہار
و بیان اس خداوند پاک کے کیونکر اطلاع ہوسکتی ہے لیکن غور فرمائی
کہ اس نشیب عنصری کے مجازی سلاطین اور ہنگامی حکام کے لیئے اس
چند روزہ مجازی سلطنت عارضی حکومت میں خانہ بخانہ کوچہ و برزن میں
ساری رعایا سے آپ نہیں کہتے کہ یہ ملکی قانون ہماری مرضی کے موافق ہے
اوسپر تمھیں کاربند ہونا چاہیے کہ اس میں تمہاری عام منفعت ہے اور
ان امور سے تمھیں احتراز لازم ہے بلکہ وہ قانون اطاعت اور عامہ
رعایا کی بہتری کی احکام سے اپنے نزدیکان بارگاہ یا وزرا یا اعلی
درجہ کے ملکی ارکان سے یا ممبران جلسہ دربار کے ذریعے سے عامۂ رعایا
کو مطلع کردیتے ہیں اور بحسب ضرورت سارے حدود ارضی کے قطعات
عملداری میں اس قانون مجموعۂ احکام کا اعلان اور اشتہار کرادیتے
ہیں سو اسی طرز پر اذہان اذکیا پر مخفی نہیں کہ وہ عظیم الشان سارے
جہان کا خداوند بے نیاز جس کا سارا جہان سارے اوصاف وجود کمالات
ہستی میں نیازمند ہے اور وہ کسی کا کسی امر میں حاجتمند نہیں اس
کے لیئے کب سزاوار ہے کہ وہ ہر کسی سے فرماتا پھرے کہ فلان کام ہماری

مرضی کے موافق ہے اور فلان امر ہماری خلاف مرضی ہے سو وہ اعلیٰ درجے کا
خداوند کونین کا شاہنشاہ بطریق اولی اپنے مقربان بارگاہ کے ذریعے سے
اپنے بندوں کو ان کی اصلاح نفوس کے قانون سے جس میں اوسکی رضا یا
غیر رضا آشکارا طور پر واضح ہو اور اون کو محض آزاد چھوڑ دینے سے اغراض
نفسانیہ اونکو سخت مضر تھے اونکی نفوس کے بندش کے لیئے مطلع فرمایئے گا
ہم انہین کونین کی شاہنشاہی دربار کے مقربوں کو پیغمبر اور نبی اور رسول
کہتے ہین اور سلسلہ تقریر میں یہ بھی ظاہر ہے کہ مقرب بارگاہ شاہی جہاں
میں وہی ہوتا ہے جس کے آپ سارے افعال اس شاہنشاہ کی مرضی کے
موافق ہون اور وہ مقرب پہلے آپ ہی اوس کے قانون مرضیات پر
سراپا کاربند ہو لیکن افعال اور جوارح کے حرکات جو خداوند کی تعمیل
مرضیات کے مظاہر ہین کامل طور پر اخلاق اور صفات کے تابع ہین
جسطرح اگر کوئی آدمی جواد اور سخی ہوتا ہے کہ جود و سخا اوصاف میں ہے
تو ہمیشہ داد و دہش اس سے ظہور میں آتی ہے اور اگر تنگ دل بخیل
ہوتا ہے تو کوڑی کوڑی گھر مین فراہم کرنا اس کے افعال میں شمار
کیا جاتا ہے اور اگر دلیر اور بہادر ہوا کرتا ہے تو لڑائی کے معرکو نمین
تیغ زنی نیزہ بازی اس کے افعال سے ظاہر ہوا کرتی ہے - اور اگر
نامرد ہے تو بزدلی اور گریزپائی حاصل تقریر یہ کہ ہرگاہ نوع انسان
غیر انسان کے اجزا اور اشخاص کسی حرکات و افعال جواہر نفوس
کے صفات و اخلاق کی زیر تسخیر ہین نظر بران تعمیل مرضیات خداوندی

لیے بیے باطنی صفات اور ملکات کی عمدگی لازم ہے اور برے اخلاق سے
فضائی نفوس انبیا کی تنزیہ واجب اور دوسرے اخلاق اور باطنی ملکات
کی حسن و خوبی کے ساتھ کمال عقل اور دانشمندی بھی حضرات انبیا مین
ضروریات سے ہے کہ اخلاق کے مرتبے مین موقع بے موقع دریافت کرنا
اوران دونون میں امتیاز بغیر کمال عقل ممکن نہین دیکھیے داد و دہش
جود وسخا سب جانتے ہین کہ عمدہ صفات میں سے ہے لیکن صرف زر کے
مواقع اور مقامات کا لحاظ رکھنا عقلا مشروط ہے اگر شراب خوار بدکار
راہزن اہل فساد پر داد و دہش زر واقع ہوئی تو سب جانتے ہین کہ اور
برائیون کا سامان اور فساد پر اعانت ہے۔ اور اہل حقوق اور فقرا اور
یا مساکین پر یا افراد نوع انسان کے ان لوگون پر جو تمدنی ضرورتون مین
اکتساب معاش سے معذور رہین صرف زر واقع ہوا تو یہ داد و دہش
دانشمندون کے نزدیک ہر طرح محمود غرض اخلاق میں مواقع کا لحاظ
یہ جوہر مدرک کے خواص میں ہے سو مرضیات خداوندی کی تعمیل مقرب
ایزدی ہونے کے لئے میں جہان عمدہ صفات باطنی کی ضرورت ہے وہان
کمال عقل اور اعلی درجے کی دانشمندی بھی ضروریات سے ہے سو اس
تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ خواص اور دانشمندون پر باعتبار قربت ایزدی
اور خود تعمیل مرضیات الہیہ کے لیئے نبوت کے ثبوت کے لیے اور وساطت
فیض احکام خداوندی کے لیئے کمال دانش اور اخلاق فاضلہ حضرات
انبیا مین فراہم ہونا لوازم نبوت سے ہے سو عظمت ادراک عقلی اور

ملکات فاضلا مین بنظر انصاف سیر کے دفتر دل سے اور تاریخی صحایف سے
جو سند متصل تحقیقی طور پر اہل تحقیق نے منضبط کی ہیں تحقیق کر کے ملاحظہ
فرمائیں کہ ہمارے سرور انبیا خاص الخاص دربار کبریا محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم کا پایہ سارے جہان کے انبیائے پیشین سے کسقدر اعلی اور افضل تھا

ای سرور انبیای مرسل — ای ور ہمہ مرسلان تو افضل

ای حضرت خاتم النبوت — ای زہرہ جبین ماہ طلعت

آپ کی دانشمندی کے غرائب واقعات حدیث کے دفترون میں اور
آپ کے ملکات فاضلہ صفات باطنی کی داستان سیر کے صحیفون مین
سلسلہ وار بسند متصل ایسے مضبوط ہین کہ موافق اور مخالف کو اگر
دیدہ دل حجاب تعصب سے محجوب نہ ہو موقع انکار نہین منجملہ
ازجواہر آپ کے اعلی درجے کی دانشمندی کے واقعات سے جو سیر کے
دفترون مین مشرح مذکور ہین ایک واقعہ جانفروز یہ ہے کہ جاہلیت
کے زمان فترہ کے دورہ پرشور میں ایک سیل طوفان بلا سے کعبۂ مشرفہ
کی دیوارین اپنے مقام سے جنبش کر گئین تھین اور حجر اسود دیوار
کعبہ سے جدا ہو گیا تھا قریش کے سردار جب کعبۂ مشرفہ کی تعمیر مین سرگرم
ہوئے تو حجر اسود کے دیوار کعبہ مین نصب کرنے کے لیے ہر سردار اس
امر کا آرزومند تھا کہ اس کے لگانے کے شرف سے سرفراز ہو قریش کے
سرداروں مین نزاع خون ریز واقع ہوئی انجام کار چونکہ جان جہان
کعبہ قبلۂ عالم قبل ظہور شان پیمبری کمال درجہ امین و عاقل ہونے مین

واقعات کی دانشمندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دانشمندی

سارے عقلائے قریش میں مسلم تھے۔ حضور کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا اور
حضور ہی کو حاکم اور منحصر علیہ قرار دیکر قریش کے سرداروں کی طرف سے
آپ کی رائے رزین سے استمداد واقع ہوئی حضور نے مابہ النزاع اسطرح
انفصال فرمایا کہ سرداران قریش فراہم ہوکے ہر سردار ایک چادر
میں حجر اسود کو رکھکے اور ہر ایک ان میں چاروں طرف چادر کے کونے
پکڑکے بیت اللہ شریف کے نزدیک لائیں اور مجھے اپنی طرف سے
وکیل فرمائیں کہ میں وہ مقدس پتھر اسی مقام پر نصب کردوں کہ
میرا اس مقام رکھنا گویا تم سب کا رکھنا ہوگا اور تم سب اس شرف سے
سرفراز ہوگے غرض اس عمدہ تجویز سے وہ نزاع اندیشناک رفع ہوئی
اور رؤسائے قریش باہم رضامند ہوگئے علیٰ ہذا ایک واقعہ حضور کی
دونشمندی کا سیر کے صحیفوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ جنگ حدیبیہ میں جب
مخالفین اسلام سے مصالحہ واقع ہوا تو ظاہر میں اہل اسلام کی مغلوبیت
معلوم ہوتی تھی اسلیے کہ مخالفین اسلام نے یہ شرط کی تھی کہ اگر کوئی مسلمان
تمہاری طرف سے بھاگ کر ہم میں آملیگا تو ہم اس کو واپس نہ کرینگے
اور اگر کوئی شخص ہمارے لشکر سے تم میں جا ملیگا تو ہم اسے واپس
کرلینگے سو جناب سرور انبیا نے یہ شرط مخالفین اسلام کی قبول فرمالی
صحابہ جو اسلام کی شان پر جان نثار تھے یہ مضمون سنکر اندوہناک ہوئے
اور آپ کے حضور میں عرض کیا کہ حضور کیونکر اس شرط کو منظور فرماتے
ہیں کہ اس میں ہمارا دہن ظاہر ہے اگر وہ اپنا مفرور ہم سے واپس کرلینگے

تو ہم بھی اپنا گیا ہوا اُن سے پھیر لینگے اسوقت سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ اس
امر کو غور کرو کہ جو گروہ اسلام سے فریق مخالف میں جا ملیگا وہ اندرونی
حیثیت سے منافق مخالف اسلام ہے کہ جس کے دل مین طبعی میلان
کفر کی طرف اور اسلام کے مخالفون سے رفاقت کا ذوق سمایا ہوا ہے
سو ایسے شخص کا گروہ اسلام میں نہونا بہتر ہے ہرگاہ ایسا شخص آپ ہی
چلا جائے تو اس کو اپنی گروہ اسلام میں واپس لینا ضرر سے خالی نہین
جان نثاران اسلام یہ مضمون سن کے رضامند ہوگئے اور حضور کی
کمال دانشمندی پر آوازہ تحسین بلند ہوا۔ اور ان واقعات سے
ایک واقعۂ یہ ہے کہ جنگ احزاب میں ہرگاہ مخالفین اسلام نے سرزمین
یثرب مدینۂ مشرفہ دار النبوۃ کو چار طرف سے محاصرہ کیا اور آمد و رفت
کی راہ اہل اسلام کی چار طرف سے بند کی اور مشورہ کرکے یہ صلاح کی
کہ چار طرف سے اہل اسلام پر یورش کیجئے اور اس معرکہ میں مخالفین
اسلام سوار و پیادہ قریب بارہ ہزار آدمیوں کے تھے اور حامیان
اسلام بہت تھوڑے سے لوگ حضور کے ہمرکاب تھے پس جس روز مخالفون
کے گروہ میں یہ امر قرار پایا کہ صبح کو اہل اسلام پر یورش کرین آپ نے
حذیفہ ابن یمان کو جاسوسی کے طور پر مخالفین اسلام کی سپاہ مین
بھیجا کہ قریش کے سرداروں سے جدا جدا سمجھانا چاہئیے کہ صبح کو اہل
اسلام پر یورش ہوگی لیکن سب نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم کو سب کے
آگے کرین کہ اسلام سے مخالفت کی اصل تمھین لوگ ہو اور دوسرے

گروہ جتنے ہین وہ سب تمھارے پیچھے رہین اور حامیان آسمانی بھی جان نثاری پر مستعد ہین تا امکان کلمۂ اسلام کی اعلائے شان کے لیے جان نثاری مین کسی طرح قصور نہ کرینگے پھر تم لوگ غور کر لو کہ جو آفت آئے گی دونون طرف سے اسی قریش کے گروہ پر آئے گی اور جسقدر کشتہ یا زخمی ہونگے سو اسی قریش کے گروہ سے ہونگے اور دوسرے گروہ عرب جسقدر رہین وہ محفوظ رہین گے۔ پھر بعد اس کے دونون صورتون مین شکست ہو یا ظفر تمھین گروہ قریش کمزور ہو جاؤگے کہ اس لڑائی کے معرکہ مین تمھین لوگون پر یہ بلا آئے گی غرض اس معرکہ مین پیش قدمی قابل غور ہے خلاصہ یہ ہے کہ حذیفہ کی اندرونی تفہیم سے قریش لوگ جو بانی مخالفۃ اسلام تھے مضطرب ہوے اور حملہ خون ریز اہل اسلام کے گروہ پر موقوف رکھا اور سپاہ مخالفین کی طبیعتون مین باہمی نفاق پیدا ہوگیا اور بغیر سبب ظاہری وہ سارے مخالف متفرق ہوگئے اور وہ ہنگامہ فساد طوفان بلا کی طرح اسطرح کا اوٹھا ہوا ایکدم مین فرو ہوگیا سو یہ دو ایک واقعہ سیکڑون واقعات دانشمندانہ سیاست مدن سے مشتے نمونہ از جواہر ہین۔ باقی تہذیب اخلاق بہ ہدایت عامہ اور تدبیر منزل سے متعلق جو دانشمندانہ روش برتی گئی اس کے واقعات کی انتہا نہین کہ عرب کے متفرق گروہ خود سر وحشیون کے دل ہاتھہ مین لانے کو تاکہ مبدا کل جل وعلا کی طرف ان کے الجھے ہوئے اذہان متوجہ ہو جائین اور حیوانی مضر عادتون سے

منحرف ہو کے دائرہ انسانیت میں ور آئین کسطرح کی دلفروز تعلیمین
اور عام ہدایتین دانشمندانہ واقع ہوئین کہ حضور کے واقعات دورہ
نبوت میں مشرح مذکور ہین ازانجملہ دو ایک واقعہ نمونہ کے طرز پر سیر کے
معتبر صحیفوں سے سطر زطراز تحریر ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ مین
چار خصلتین اخلاقی طور پر بہت بری ہین ایک زنا دوسرے سرقہ تیسرے
شراب خواری چوتھے دروغ تو ان چار خصلتوں کو ترک کرنا یکبارہ میرے
امکان میں نہین ان چار دن ردی ملکات مین ایک جز ترک کر دینا
حضور کے ارشاد سے ممکن ہے آپنے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دے اوس نے
اس امر کو آسان سمجھ کے مان لیا اور اپنے گھر گیا شب کو ارادہ کیا کہ شراب
پیئے اور زنا کرے لیکن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ مجھ سے
پوچھین کہ آج کی شب تو نے شراب پی یا زنا کیا اگر واقعی عرض کرون تو
رسوا ہوا اور سزائے تشریعی زناکاری اور شراب خواری کی مجھ پر نافذ
ہوگی اور اگر منکر ہوا تو غیر واقعی سخن سے توبہ کر چکا ہون آخر وہ
دونون خراب عادتین اس سے ترک ہوگئین پھر جب رات آئی اور
سب لوگ سو گئے چوری کا ارادہ کیا لیکن اس کے ساتھ یہ خیال گذرا
کہ اگر اس چوری کا واقعہ مجھ سے حضور پوچھین پھر مین نے اگر اقرار
کیا تو فضیحت ہوا اور تشریعی حکم کے موافق ہاتھ کاٹا گیا اور اگر
انکار کی تو دروغ عرض کیا اور اس سے توبہ کر چکا ہون خلاصۂ تقریر
اس سے ہاتھ اٹھایا اور صبح کو حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ آپ نے

ایسی چیز کی مجھ سے توبہ لی کہ ساری خراب عادتیں مجھ سے آپ ہی آپ چھوٹ گئیں۔ اور دوسرا واقعہ آپ کی دانشمندی کی منجملہ بے انتہا واقعات کے یہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے حضور مین حاضر ہوا اور ایک دوسرا شخص گرفتار کیے لایا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے سرور انبیا نے فرمایا کہ خون بہا اس سے لے لے اوس نے عرض کیا کہ یہ امر مجھے منظور نہین پھر اوس سے فرمایا درگزر کر کہ تجھے نشاءۃ آخروی میں ثواب ملے اُس نے عرض کیا کہ یہ امر بھی مجھے منظور نہین انجام کار آپنے فرمایا کہ اس کے قصاص و معاوضہ مین اس کو قتل کر کہ یہ شخص اپنے قتل کا بھی اقرار کرتا ہے ثبوت زائد درکار نہین جب وہ اسے قتل کرنے کو لے چلا تو آپ نے اور حاضرین دربار نبوت سے ارشاد کیا کہ اگر یہ شخص اسے قتل کریگا تو یہ بھی اوسی کے مانند ہو جائیگا لوگون نے اوسی وقت یہ ارشاد حضور اس سے بیان کیا اوس نے خوف مین آکے اس قاتل کو رہا کیا اور اس کا خون معاف کر دیا اور آپ کے حضور مین یہ واقعہ عرض کیا گیا اسوقت سب کو دریافت ہوا کہ آپ کی غرض اس کلام سے یہ تھی کہ اگر وہ اسے قتل کریگا تو وہ بھی ایک جان کا قتل کرنے والا ہوگا نہ یہ کہ گنہگار ہوا اور آپ کے ملکات فاضلہ اور عمدہ اخلاق عظیمہ جو لوازم نبوت ہین جس کا ثبوت واقعی پیش ازین عقلی تقریر سے واضح ہو گیا۔ رحم و کرم جود و سخا حلم و عدل جو اخلاق فاضلہ کے فلسفیانہ اصول ہین ہے آپ کے معاملات سے جو دشمنان کا فرون

ذکر اخلاق فاضلہ و اوصاف کاملہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و التسلیم۔

سے واقع ہوئے اور جس سے سیکڑوں اسلام کے مخالف دائرہ اسلام مین آئی
اور انجام کار عارف اور خداشناس ہو گئے بے انتہا دورنبوت کے حالات
میں مشرح مذکور ہین اگر کوئی تعصب کا حجاب برطرف کرکے واقعات دور
نبوت میں ملاحظہ کرے تو آپ کے صبر و تحمل عفو درگذر عدالت تامہ اور
سارے اخلاق فاضلہ کا آپ کے جوہر ذات مین فراہم ہونا آفتاب نیم
روز کی طرح کھل جائے اور مزید بران قران عظیم وثیقہ نبوۃ جس کا صحیفہ آسمانی
ہونا اس کے بیان دلفروز سے ظاہر ہے اور خداوند کریم کے صفات و شیون
اور تمدن اور اخلاق الہی کے علوم اور سیاست عالم اور تہذیب نفوس کے
قانون کو اس کتاب کا جامع ہونا خوشبوی مشک کی طرح اظہر ہے ملاحظہ
فرمایئن کہ نیکی عدالت صبر و تحمل وعفو کرم مخالفون سے درگذر مواقع
مناسبہ کے بارہ مین صحیفہ آسمانی آپ ہی مخبر ہے اور ایزدی تعلیم سے
مظہر خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَلَا يَسْتَوِي
الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ
عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا
إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ الآیۃ الکریمۃ جن کا خلاصہ مدلول عبارت اسیقدر ہے
کہ نیکی اور بدی برابر نہین بدی کا معاوضہ یہ ہے کہ نیکی کرو کہ اگر تمہارے
اور دوسرے کے بیچ مین دشمنی ہو گی تو نیکی اور بھلائی کی وجہ سے وہ
دوست عزیز کے مانند ہو جائیگا اور یہ کام صابر لوگون کا اور اقبال
مندون کا ہے کہ تا امکان مخالفوں سے درگذر کرو اور نیک بات کا

حلم کرو اور نادانوں سے جدا رہو اور تمدنی امور میں ایک جامع مضمون عدالت کس دلفروز تقریر سے قرآن پاک میں مامور ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا الآیہ القرآن خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے وہ معاملات جو مخالفوں کے ساتھ اخلاق فاضلہ کے برتاؤ میں اور ہدایت الٰہی کے قانون کے نفاذ میں واقع ہوئی اور حضور کی انتہا درجہ کی للہیت جس میں کہیں نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہیں ان واقعات سے جو نمونہ کے طور پر آپکا رطرز پر واضح ہوا ایک واقعہ جانفروز یہ ہے کہ جنگ احد میں عرب کے مخالفین اسلام نے حضرت حمزہ جو آپ کے عم اکرم تھے انکو شہید کیا اور ان کے جگر کو نکالکر چبا کر پھینکدیا اور دوسرے ستر آپ کے عمدہ صحابیوں کو شہید کیا اور آنحضرت کا سر مبارک اس معرکے میں زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہوے اور خون کے قطرہ آپکے چہرہ مبارک اور سر سے رواں تھے صحابہ جو خداوند پاک کے نام اور عظمت شان کے منادی کرنے میں عرب کے سرزمین میں یار یاور اور آپ کے معین تھے اس دردناک حالت کو دیکھکر کمال مضطرب ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے دینوں کا ظلم وستم اور بے ادبی حد سے گذر گئی حضور ان کے لیئے بددعا فرمائیں آپنے فرمایا کہ میں بددعا کے لیے بھیجا نہیں گیا بلکہ ہدایت عامہ اور شان رحمت کے ظہور و اظہار کے لیئے میری بعثت واقع ہوئی

اور بد دعا کے عوض اسوقت یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
کہ ای پروردگار ان عرب کی قوموں کو سیدھی راہ دکھا کہ بیشک یہ لوگ جانتے
نہین یعنی یہ حرکات ایذا رسانی اور مخالفت دین آسمانی میری شان پیمبری سے
نادانی کی وجہ سے واقع ہوئی ہین دیکھیے ارباب انصاف ملاحظہ فرمائین
کہ خدا کے باغیون کا عذر مخالفہ خدا کی جناب مین آپ خود عرض کرتے ہین
یہ للہیت کی شان اگر انصاف فرمائین ایسی دردناک حالت مین آپ کی
شان پیمبری کے خصوصیات سی ہے روحی فداک یا رسول اللہ مصرعہ
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری اور اسی طرز پر ایک یہود عالم کی زبانی
صدر اول کے اسلامی علماء نے متصل سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل فرمایا ہے
اور اس یہودی دانشمند کا نام زید بن سعنہ تھا اس نے بیان کیا کہ مین
نے عہد عتیق اور جدید کی آسمانی کتابین عبری زبان کی ملاحظہ کی تھین اور
پچھلے زمانے کے عظیم الشان پیمبر کے اوصاف جو آپکی ذات پر صادق تھے مین نے
آنکھ سے دیکھ لیے تھے لیکن دو صفتون کا حال مجھے معلوم نتھا اور آپ کی مقدس
ذات مین مین نے اس کا تجربہ نہین کیا ایک یہ کہ غصے پر شان حلم غالب ہو دوسرے
یہ کہ سخت بات سننے سے غصہ نہ آئے تحمل اور صبر اس کا شعار ہو غرض وہ یہودی
عالم اس فکر مین تھا کہ مین ان دونون صفات کو آپ مین آزماؤن بہت
دونون اس موقع کا منتظر رہا انجام کار وہی یہود کا پادری ناقل ہے کہ
اتفاق سے حضور نے ایک مرتبہ مجھ سے خرمے قرض لیے اور اس کے
ادا کے لیے ایک زمانہ مقرر فرمایا مین نے تعینی میعاد سے بیشتر آپ سے

خرمے کی قیمت کا تقاضا پیش کیا آپ سنکر سکوت فرماتے اور یہ نفرماتے کہ
ابھی تقاضائے قیمت مناسب نہیں کہ میعاد ادائی قیمت ہنوز باقی ہے
پھر بھی تقاضا سخت شروع کیا اور جب مین نے دیکھا کہ آپ کے حضور مین
مجمع اصحاب ہے اسوقت اور بھی مین نے سخت کلامی کی اور بخشونت
آپ سے پیش آیا کہ شاید ان لوگوں کے روبرو آپ کو کمال حیا سے غصہ
آئے اور مجھ سے کوئی سخت بات ارشاد فرمائین لیکن آپ کو ہرگز غصہ
نہ آیا یہان تک کہ مین نے یہ بھی کہا کہ آپ کے خاندان میں اسطرح ادائی
قرض میں حیلہ وحوالہ کیا کرتے ہین کسی قرض خواہ نے اپنا قرض آپ کے
بنی ہاشم خاندان سے باسانی نہ پایا ہوگا اس تقریر کو سن کے جناب عمر
حضور کے خواص خاص کو جوش آیا اور مین اٹھکے آپکا پیراہن مبارک
اور چادر شریف اپنی طرف کھینچنے لگا اور غصے کی آنکھون سے مین نے
آپکی طرف دیکھا جناب سرور انبیا کے ساتھ ایسے بے ادب معاملت دیکھکر
جناب عمر کمال بیقرار ہوئے اور برہنہ شمشیر لے کر میرے سر پر آپہنچے
اور کہنے لگے ای دشمن خدا تو باز نہین آتا ہے ایسے بے ادب برتاؤ
سے خلاف شان پیمبری ابھی سر قلم کردونگا آپ خود جناب عمر سے
بدمزہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ فعل عدالت کے خلاف ہے قرض خواہ سے
موقع خشونت نہین مناسب یہ تھا کہ تم مجھ سے بیان کرتے کہ قرض
خواہ کا دین باسانی ادا کر دیجئے اور قرض خواہ کو تفہیم کرنا تھا کہ قرضدار
سے دین باآسانی طلب کرو انجام کار جناب عمر سے ارشاد ہوا کہ

اس قرضخواہ کا قرض فوراً بیباق کر دو اور بیس صاع تمر کہ ہندوستانی سیر ون
سے ایک من تمبری سے زائد ہوا کرتے ہین مزید بران دیدو کہ تمہاری خشونت
کلامی کا معاوضہ ہو جائے وہ یہودی عالم آپ ناقل ہے کہ میں یہ دلفریب حالت
دیکھکر فوراً حضور کی سچی رسالت پر ایمان لایا اور آپ کی ایزدی سفارت کا
قائل ہوا یہ واقعہ ہمارے یہان کے بڑے اہل تحقیق نے واقعات دور
نبوت میں طبرانی حاکم ابن حبان بیہقی نے جنکی دیانت عدالت ضابطہ
عقلی کے روسے دریافت ہو چکی ہے تحریر فرمایا ہے اور اخلاق فاضلہ مین
با این ہمہ عظمت شان پیمبری اس مرتبہ فروتنی اور تواضع آپکا شمہ و شعار
تھا کہ اصحاب سے بارہا یہ ارشاد تھا لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ ابن
مریم وقولوا عبد اللہ و رسولہ کہ مجھے حد سے نہ بڑھاؤ تعریف میں جیسا
نصاری کے گروہ نے عیسی مسیح کو حد سے بڑھا دیا اور قید امکانیہ بشریت
سے نکال کے واجب بالذات خدا اقرار دیا میرے لیے صرف خدا کی بندگی
اور عبودیت کا وصف کافی ہے حال انکہ خدا مبدا کل کائنات وہ ذات
پاک ہے جو غیر محدود ہے اور حدود تشخصیہ سے وہ بے نیاز منزہ اور پاک ہے
پھر محدود محدود امکانیہ تشخصیہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور خداوند بندہ نواز
اور بندون کی درمیان مین ایلچیگری اور سفارت کا شعر

تہیدست سلطان پشمینہ پوش غلامی خرد بادشاہی فروش

پایان سخن خواص نبوت مین ایسے اخلاق فاضلہ اور کمال دانش جسکا اثر
اس جزیرۂ بحر محیط میں جہان بعثت اولی حضور کی واقع ہوئی اور تمام

شہرستان دنیا سے بیشتر ردی زمین پر پہلی منادی اسلام کی شایع ہوئی۔
آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہوگیا کہ احاطۂ عرب کے جاہلوں گردن کشوں
برابر کے بھائیون کو جن کا ایسے پر شور کہ تمدن کی ضرورتون مین جیسے
زراعت کی آبپاشی یا گھوڑونکی مسابقت سے میدان مین ذری ایک
دوسری قوم کے خلاف مزاج ہوتا ایک ہنگامہ برپا کردیتے اور ہزارہا
حجاز کے میدان مین کٹ مرتے ان سب کے بیچ مین اخوت اسلامی کا علاقہ
استوار اور سارے نفسانی عادات چھڑا کے لاکھون اہل عرب کو متفق کرکے
ایک گروہ معقول و مہذب کردیا اور قبل تشریع جہاد کہ آپکی شان پیمبری
کے اظہار کے برسون کے بعد ناگزیر واقع ہوئی صرف آپ کے اخلاق
عظیمہ اور کمال دانش اور ناموس اعظم کی دستاویز نبوت کی بدیہی محاسن
اور خوبیون پر غور کر کے سارے عرب کے ہزارون بیدین عمدہ صفات
اور افعال نیک سے آراستہ اور غیر خدا پرستی کے الجھاؤ سے چھوٹ کے
ایک منعم حقیقی خداوند جل وعلا کی ذات پاک کیطرف یک قلم متوجہ ہوگئے
اور جس سرزمین کے اطراف مین یا وحشتناک آواز ناقوس کی پھیلی
ہوئی تھی یا عزی اور ہبل کی پوجہ اور ردرشن مین اور تہامہ کے
متبرک مقامات صفا اور مروہ کے میدانون میں لات منات کی پرستش
کی مکروہ صدائین بلند آوازہ تھین ان عالیشان سراپا برکت مقامات
کے منارون پر اور اونچے گنبدون پر جل وعلا خدا کا بول بالا اور
اللہ اکبر کی دلفروز صدائین آسمان کے جوف میں گونجنے لگین اور

مزید بران تاریخ اور اسمار الرجال کے دفترون سے تحقیق فرمائین کہ
حضور کی فیض ہم نشینی اور دلفروز تعلیمون سے آپ کے حضور سے
فیضیاب لوگ الٰہیات سیاست مدن معاملات تمدنی معاش ومعاد کے
علوم میں رشک ارسطو استاد فلاطون مشہور ہوگئے کہ ان کے علمی کمالات
پر اور معارک رزم مین ان کے قانون سیاست کے برتاؤ کے مضامین مین
اہل اسلام کی مبسوط کتابین گواہ عادل سارے جہان مین پھیلی ہوئی ہین

آفتاب آمد دلیل آفتاب ‌ ‌ ‌ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

گر دلیلے بایدت رو زمتاب ‌ ‌ ‌ در شبِ رو پوش گشتہ آفتاب

سوای مہربا نوجہان کے دانشمند و قبلۂ عالم کے خواص اور تلامذہ کے
عمدہ حالات سے معلم اول استاد العلوم کا پایۂ دانش پائیگاہ نبوت
قیاس کر لو۔ قیاس کن زگلستان مین بہار مرا ۔ اور تم بھی انھین خواص
میں منسلک ہوجاؤ اور صاحب النبوۃ کی شخصی حالات اور لوازم النبوۃ
سے سچی پیمبری پر استدلال عقلای عالم مین قدیم زمانے سے شایع اور
مشہور ہے چنانچہ ارباب انصاف ملاحظہ فرمائین کہ ہرقل قیصر روم
جو اس دورۂ نبوت میں ایک وسیع سلطنت روم اور شام ہیں فرمانروا
تھا جب سرور انبیا کا منشور عزت دعوت اسلام اور توحید کے بارہ مین
اس کی نظر سے گذرا اس نے آپ کے ایک مخالف کی تقریری بیان سے
کس دانشمندانہ طریق سے آپ کے حالات اور نبوت کے لوازم تحقیق
کیے اور آپ کے عمدہ حالات کے دلائل سے آپ کی سچی رسالت پر نتیجہ

پاکیزہ استخراج کر لیا چنانچہ ابو محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکی وثاقت اور عدالت اعلیٰ درجے کی اسماء الرجال محدثین کے دفترون مین مضبوط اور مشہور ہے بسند متصل تخریج کرتے ہین کہ جب بذریعہ حاکم بصرہ آپ کا نامہ شاہنشاہ روم کی ملاحظہ سے گذرا اُس نے ابو سفیان عرب آپ کے قوم کی ذی وجاہت مردسے جو برسم تجارت احاطہ حدود شام مین وارد تھی اور اس زمانے تک آپ کے مخالف اور پیمبری کی شانون سے منحرف تھے اس طرز سے آپ کے حالات تحقیق فرمائیے جس مین پہلا سوال یہ تھا کہ آیا یہ صاحب النبوۃ خاندانی اور آبائی حیثیت سے عالی ددمان شریف النسب ہین کہ نہین ابو سفیان نے بیان کیا کہ آپ نہایت عالی خاندان اپنی قوم مین شریف ہین دوسرا سوال یہ تھا کہ آیا آپ کے آبائی نسل مین کوئی ذی اقتدار صاحب سلطنت گذرا ہے کہ نہین اُس نے جوابدیا کہ نہین تیسرے آیا باہمی معاملات مین کبھی دروغ اور خلاف واقع بات واقع قبل ظہور شان پیمبری تقریراً انسے واقع ہوئی کہ نہین اس نے بیان کیا کہ زنہار نہین چوتھے انکے دین آسمانی سے اسلام کی بعد کوئی عرب منحرف ہوتا ہے کہ نہین اس نے بیان کیا کہ نہین پانچوین اس نے استفسار کیا کہ بعد معاہدہ اور تقریری یا تحریری قول وقرار کے خلاف عہد کرتے ہین کہ نہین اس نے جوابدیا کہ زنہار نہین چھٹے وہ کن کن امور کا دین آسمانی سے متعلق تشریعاً حکم فرماتے ہین بیان کیا نماز اور زکوٰۃ صدقہ خیرات صلۂ رحم راستی عفت پارسائی کا اب دانشمند ارباب انصاف پارسی ہون

استدلال قیصر روم بر نبوت از فاضلہ و حالات سرور کائنات آنحضرت

یا انصاری یا ہنود ہوں یا محض فلسفی غور فرمائین کہ اس عاقل شہنشاہ نے پہلے سوال سے یہ مقصود پیدا کیا کہ چونکہ نبوت کیواسطے شرافت نسبی اور وجاہت آبائی ضرور ہے کہ انکی وقعت ظاہری بندگان خدا کی گردن کیلیئے بحسب دستور عالم عقول واذہان میں راسخ ہو اور حضرات انبیا ہمیشہ عالی خاندان ہوا کرتے ہین نظر بران یہ صاحب النبوۃ ضرور ہے کہ شریف النسب عالی خاندان ہوں دوسرے سوال سے یہ مقصود کہ اگر آپ کے گذشتہ نسلون مین کوئی ذی اقتدار صاحب سلطنت فرمانروا گذرا ہو تو یہ خیال بیجا نہ تھا کہ وہ اس اظہار نبوۃ میں شان پیمبری کے پیرایئے میں آبائی سلطنت قائم کیا چاہتے ہین اور تیسرے سوال سے کیا معقول نتیجہ پیدا کیا کہ ہرگاہ تمدنی امور مین ظہور آوازہ نبوت سے پیشتر اُن سے دروغ امر خلاف واقع بات ظاہر نہین ہوی تو اظہار دعوی رسالت مین خدا وند عالم پر بطریق اولی اون سے اپنی طرف سے بندش نہین ہوسکتی چھٹے چونکہ انبیا کا خلاف معاہدہ عمل درآمد شمہ و شعار نہین تو یہ انکا لازمی شعار اُنکی صداقت کا ثبوت کامل ہے غرض ان جزئی اوصاف سے ایک کلی نتیجہ نبوت کے لوازم اور دلائل ظاہری سے یہ پیدا ہوا کہ اگر یہ حالات واقعی ہین تو ضرور وہ پیمبر خدا ہین اور کاروبار سلطنت سے مجھے اگر موقع فرصت ملتا تو مین ضرور حاضر ہوکے آپ کے پیرو ہوتا اور آپ کی پیمبری حکومت نزدیک ہے کہ میری سلطنت محروسہ روم و شام تک پہنچ جائے گی۔ اور اسکی سوا خدام علوم پر مخفی نہین کہ بقول حکما

فرنگ علمی تحقیق مین یونان کی فلاسفہ کا طرز استدلال ایک دائرہ خاص مین
محدود تھا کہ قضایا معلومہ کی ترکیب سے امر غیر معلوم دریافت کرتی تھی اور
حوادث اور آثار طبع کی اشیار کی بذریعہ برہان لمی اونکی ازہان علل جامعہ
کی طرف منتقل ہوتی ہین غرض ماہیات اور خواص اشیار کی دریافت مین یونان
کی فلاسفہ اسی روش پر پیرو رہی اب احاطۂ یونان یورپ کی فلاسفہ جسب
طرز استدلال پر علمی تحقیق مین ناز کرتی ہین اور جسیر معلومات طبعی اور
ریاضی منحصر جانتی ہین وہ ذریعہ معلومات تجربہ اور مشاہدہ ہے سو اگر
ہم قدمار فلاسفہ یونان اور دور اسلام کی عربی نژاد اہل اسلام کے
حکمار کا علمی تحقیق مین اس طرز استدلال سی محض نا اشنا ہونا چند منٹ
کے لیے تسلیم کرلیں اور یہ ذریعہ معلومات انہین حکمار یورپ کا طبعزاد
اور انھین کی اذہان مین منحصر سمجھلین تو اسی تجربہ حسی اور مشاہدہ حواس
سے خواص جناب رسالتماب علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نبوۃ دلفروز آفتاب
نیمروز کی طرح اظہر ہے کیونکہ متواتر اخبار تاریخی ہر طبقہ مین دور اسلام کی سچائے
مشاہدہ مجربہ ہین کہ قبلہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم احاطہ عرب کے ایک معزز
خاندان بنی ہاشم مین پیدا ہوی اور چالیس برس کی عمر تک اپنی ہی قوم
اور خاندان مین حضرت کے بود باش رہی۔ نہ اپنی سر آغاز عمر مین ماباپ
کے تعلیم اور رحمت کا مزہ پایا نہ آپکی قوم اور اعیان خاندان مین کوئی
دانشمند ذی علم علوم آسمانی آیا کہ آپ اونکی صحبت اور تعلیم سی اخلاق
فاضلہ مین مرتب اور علوم آسمانی یا علوم حکمتہ سے آشنا ہوتی۔

ذکر بعثت ... آنحضرت تجربہ و مشاہدہ اہل عرب ...

غرض حسی تعلیم کی اعتبار سی سب جانتے ہین کہ آپ امی محض تھی مہذا
آپ کی صداقت اور راستی اور متانت وضع اور کمال دیانت محض خدا
داد احاطہ حجاز مین آپکی قوم اور خاندان ہین بلند آوازہ تھی ۔ خاص کر آپکی
کمال صداقت درست کرداری راست گفتاری سے جو خلاصہ مفہوم حکمتہ ہے
آپ کی خاص قوم کے اذہان ہین ایسی مرتکز تھی کہ جب اپنی اپنی خاص قوم کو
پہلی دعوت توحید اور اسلام کے دی ہے اور آپنی کوہ صفا پر مجمع کفار
مین اسی ارشاد فرمایا کہ اگر مین تم سے بیان کرون کہ اس پہاڑ کی پس
پشت ہماری غارتگری کے قصد سے ایک فوج گران کمین مین ہے آیا
تم اوس کی تصدیق کروگے ساری قوم نے باتفاق بیان کیا کہ ما اتہمیک
بالذنب وما خبرنا فیک الا صدقا اور نیز تاریخ واقعات زمان جاہلیت قبل
ظہور دورہ نبوۃ صاف مخبر ہین کہ آپ کی کمال صداقت اور دیانت کی
بنا پر آپ کی قوم موافق اور مخالف اہل حجاز آپ کو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم امین کی لقب سے تعبیر کرتے تھے اور مزید آپ مین حیاء اور غیرت
کا کہ جسی امر معیوب کے اضافہ سے جوہر نفس منفعل ہوتا ہے اخلاق
فاضلہ مین یہہ عالم تھا کہ قبل ظہور رسالت پیمبری ایک مکردہ واقعہ ہین
آپکی خدام پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی ۔ غرض آپ کی صداقت اور
دیانت حیاء وغیرت بندگان خدا کی ساتھ مہر و مرحمت حاجت روائی کا
برتاؤ آپ کی قوم اور اجزاء خاندان سکان حجاز آپکی آغاز عمر سے اپنی انکھون
سے مشاہدہ کر رہی تھی ۔ پھر دانشمندی اور کمال جوہر مدرک آپکی

ذات پاک مین ایسا کہ اوسی دورہ جاہلیۃ مین مابہ النزاع اہم معاملات میں ذی
وجاہت امرا حجاز اوس کا فیصلہ آپکی رای رزین پر منحصر کرتی تھی چنانچہ دہی
تاریخ زمان جاہلیہ مخبر ہی کہ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کی نصب
کرنی کے بارہ مین آپکی قوم کی اعیان حجاز نی آپہی کی فیصلہ پر منحصر کیا تھا
جس میں آپنے بآسانی کمال دانشمندی سے وہ معاملہ خونریز فیصل کردیا۔
غرض انوار صداقت و دیانت و متانت وضع و کمال عقل قبل طلوع آفتاب
رسالت آپکی ذات پاک میں نمایان تھی چنانچہ وہ سفیران اہل اسلام جو مجاریہ
اسلامی کی آغاز مین سلاطین روم اور ایران کی حضور میں دعوت اسلام
کے لیئے بھیجی گئی تھی اور اونہوں نے اون سلاطین مخالف اسلام کے
سامنے جو تقریر دعوت اسلام بیان کی اور ابو سفیان مخالف اسلام نے
ہرقل قیصر روم کے سامنے ہنگام وصول فرمان سرور انبیا جو تقریر ادا
کی اوس تقریر مین جناب رسالتمآب کے یہہ عمدہ صفات فاضلہ زمان
جاہلیۃ کی اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے ظاہر کردی ہین خلاصہ
تحریر یہہ کہ مشاہدہ اور تجربہ حالات واقعیۃ سے یہہ امر
آشکارا طور پر ظاہر ہوگیا تھا کہ قبل ظہور نشان پیمبری
آپ افراد نوع انسانی مین احاطہ عرب مین صفات فاضلہ مین جوہر فرد
ہین اور مزید بران چونکہ احاطہ حجاز مین کیا بلکہ اوس جزیرہ عرب میں بنی
اسمعیل کی سوا آسمانی کتاب والی یہود اور نصاری مختلف شہروں مین
مخصوص سرزمین مدینہ ویثرب مین قدیم سی سکونت پذیر تھی۔ اونکی

بیانات سے توراۃ و انجیل مقدس کی مضامین بشارت خیر آہنی پیمبری
سے اس تقریر سے اطراف عرب مین بلند آوازہ تھی کہ قیدار یعنی اسمعیل کے
گھرانے مین قریب کوہستان مکہ فاران کی درمیان مین ایک نبی عربی
ظاہر ہوگا۔ اور دوسری فریق عیسائی انجیل مقدس سے خبر دیرہی
تھی کہ عیسیٰ مسیح کے بعد ایک مارقلیط یعنی اسمانی وکیل اور سفیر دنیا
مین ضرور آئیگا کہ سارا جہان اوسکی پیچھے ہدایت سے کامیاب ہوگا
اور خدا کی باغیون پر الزام حجۃ تمام فرمائیگا جیسا توراۃ
مین حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کیا گیا کہ یاموسیٰ الی
مرسل مقیمؐ لبنی اسمٰعیل نبیاً من بنی اور حضرت عیسیٰ مسیح نے فرمایا
۱۵ باب مین یوحنا کے انی قول لکم حقا اقول لکم خفاء تقیاً ان
دہابی نیکم خیر لکم یاتکم فارقلیط۔ غرض اوسکا مصداق اون اوصاف
کے اعتبار سے جو انجیل یوحنا مین اوس پیشین گوئی کی تقریر مین صاف
مذکور ہے آپ کے سوا کوئی دوسرا نتھا یہہ علمی آسمانی اخبار خارجی
آپ کی ذاتی اوصاف نبوۃ کے ساتھ دلائل اور قرائن خارجی تھی جو
احاطہ عرب مین آپ کی اثبات پیمبری کے لیئے ہر طرف ہنگامہ آرا تھی
اور پھر مزید بران اس مشاہدہ و تجربہ عمدہ صفات نبوۃ کی ساتھ اور
آپکی امی محض اور آپکی قوم اور اعیان خاندان جن مین آپ کی تو تمام
عمر بود و باش رہی علوم آسمانی اور علوم حکمیہ سی جہالۃ محض کے ساتھ
ایک دستاویز نبوۃ قران کریم آپکی مبارک ہاتھ مین جو مجموعہ علم الہی و اصول

حکمت ہی جس کی لطافت اور جزالت بیان پر منصف عقلاء عالم کی
عقول متحیر ہو رہی ہین اور جسمین پہلے حکم اور اصل اولی خداوند عالم کی
توحید ہی اور اوس کے آگے سر نیاز خم کرنے کی قطعی تاکید اوس کا
صفات کمال سے حقیقی ہون یا اضافی موصوف ہونا نقایص اور
عیوب سے اوسکی سراسر تنزیہ اوس کی خاص کرناز سراپا نیاز اور
اوسی کی اسمانی احکام کی تعمیل اوس کے بندون پر جب تک اوس
جل وعلی کی احکام سے بغاوت نہ کرین مہر ومرحمت کا برتاو کس
اہتمام کے ساتھ مذکور ہے اور اوس کے سوا ملکی اور مدنی سیاست
منزل کی کلی احکام غرض یہہ سب مضامین برہانی الثبوت عقلاً
واجب التسلیم سے وہ دستاویز نبوۃ سراپا معمور ہی سو یہہ قرائن
اور دلائل تجربہ اور مشاہدہ کی بدولت کیا قران کریم دستاویز رسالۃ
کی الہامی ہونی سے باواز بلند مخبر نہین اور مزید بران ذاتی صفات
نبوۃ دلفروز اور خدام کی حالات زندگی جو خواص اہل عرب کے
پیش نظر تھی اس امر کو صاف ظاہر کر رہی ہین کہ آپ کی دستاویز
نبوۃ قران پاک الہامی کتابون میں کسقدر بلند پایہ اور قبلہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کمالات نبوۃ مین فرد فرید جوہر بے نظیر ہین شعر

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات

سوائے ذریعہ معلومات تجربیہ اور مشاہدہ کی بدولت آپکی حالات سراپا

برکات کی قبل اسکی کہ خداوند عالم کی طرف سے قہری حکومت کی آثار ظاہر ہون
اور باغیون پر قہری تیغ سیاست کھینچی کا حکم نافذ ہو آپکی قوم اور اجزار
خاندان اور غیر قوم مخالف مذہب احاطہ حجاز او بیرون حجاز کی عقلا
اور خواص آپکی رسالت دلفروز کی ایمان سے کامیاب ہو گئی اور
وہ اہل حجاز اور مدینہ کی منتخب اہل عرب جن کا جوہر فطرہ خارجی عوارض
سے خراب نہ ہوا تھا آپ مین صرف انوار نبوۃ آشکار دیکھکر بلا اندیشہ
ضرر او رد باد کی یکجا اور فراہم ہو گی آپ کی قدمون پر جان و مال فدا
کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اودہر بعض سلاطین عیسائی اور یہود حدود متصلہ
عرب کے خصوص مدینہ کی جیسے والی حبش اور عبد اللہ ابن سلام اور
اونکی گروہ کی لوگ بغیر اندیشہ ضرر قبل تشریع سیاست عامہ جہاد مقدس
استان نبوۃ کے سامنے سر نیاز خم کرنے لگی یہان تک کہ بعد انقراض
دورہ نبوۃ قدسیہ ارباب سیر اور دانشوران تحقیقی تاریخ پہ مخفی نہین کہ
اونہین آثار نبوۃ قدسیہ مین یعنی انوار محاسن اور لطائف اسلام دیکھکر
چنگیز خان تبیرہ ہلاکو با این ہمہ تمرد و جباری تین لاکھ سوارون کے ساتھ
ایک ہی دن دفعتہ دائرہ اسلام مین در آیا اور فاتح ممالک اسلامیہ باہمہ
شوکت شاہنشاہی خود مفتوحین کی مذہبی طریق کا شکار ہو گیا۔

خود بخود میکشد نگار مرا نیست در جذب اختیار مرا

اب ارباب انصاف عقلاء عالم ملاحظہ فرمائین کہ آیا یہہ تسخیر شان نبوۃ او

روح القدس کی ذریعہ سے تائید آسمانی کی نمایان آثار تھی جو وسط عرب
مین کس شان سے جلوہ فرما ہوئی اور دریایان کاراسپین سے جزایر شرقیہ
چین تک پھیل گئی اور اس کے ساتھ یہہ بھی ملاحظہ فرمائین کہ اوس تسخیر
شان نبوت کے ساتھ جو پیش ازین دورہ نبوۃ قدسیہ مین واقع ہوئی
اس دورہ اخیر مین بھی اظہار حق کی ایزدی شان مخالفونکی زبان پر تمدن
عرب کے بیان مین ہنگامہ آرا ہی کہ ایک فلسفہ تاریخی کا اہل تحقیق
فرانسیسی رقمطراز ہے کہ ایسی لوگون کے یعنی حضرت کے کامونکی
اگلی لوگون نے قدر نہ کی اب اس دورہ کی منصفت عقلاء یورپ
انصاف کرنے پر آمادہ ہوگئے ہین چنانچہ موسیو تھیامی سینٹ ہلیر جو
اس زمانے کی مورخین کا سرگروہ ہی اسی تاریخ مین حضرت سردر
انبیا کی بارہ مین زیب تحریر کرتا ہے کہ آپ اپنی زمانہ اہل عرب مین
سب سے زیادہ تیز فہم سب سے زائد باخدا سب سے زائد خداترس سب سے
زائد رحم دل تھے جس مذہب کے آپنے اشاعت کی وہ اون اقوام کے
لئے جنہون نے اوس کو قبول کیا ایک نعمہ عظمی بن گئی اور اسطرح
انگلستان کا جلیل القدر مورخ محقق رقمطراز ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ
والتسلیم کا مذہب شکوک شبہات سے پاک ہے مسلمانونکی عقاید ہم
لوگونکی قوی عقل سے بالاتر ہین وہ اصل جس کی بنا وحی اور عقل
پر ہے وہ محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم سے مستحکم ہوئی۔ آمدم بہ تقریر
سابق یعنی بعد ظہور آثار ربانیہ رسالت بذریعہ تجربہ ومشاہدہ جس بقیہ

ڈاکٹر لیبون [illegible] یورپ مشہور عالم [illegible] آنحضرت معتقد بودہ

گروہ متفرقہ عرب نے باایں ہمہ مشاہدہ او سپرکار بند ہونیکے اور اطاعت ایزدی سے انحراف کیا تو یوا دید واقعات تاریخی تین وجہ سے واقع ہوا۔ ایک تو شخص حجاہدہ و حسب علوشان نبوی بعض فریق عرب کو اس عملدرآمد سے مانع ہوئی گو نبوہ صادقہ کا بالیقین اونکی قلوب میں جلوہ فرما تھا جیسا قرآن عظیم اس فریق کی حال سے مخبری جحدو بہا و استیقنہا انفسہم ظلما و علوا الغی یہودا و ر نصارای عرب کی بحیثیت اہل کتاب ہونے کے اعظمت شان ساری عرب میں مشتہر تھی اور رندر و نبار سحیفہ علم کتاب آسمانی اونکی حضور میں گذرتی تھی اور صدہا عرب کے قلوب اونکی طرف گردیدہ تھی وہ ساری اونکی عظمت شان ظہور انوار پیمبری سے اکی خاک مل گئی دوسری وجہ یہہ کہ ہر عاقل جانتا ہے کہ انسانی طبیعہ آزادی و حریۃ بالطبع پسند کرتی ہے اور قید و بند سے احکام کے گریز کرتی ہے اور احکام نبوت مقتضیات طبع سے نفس کو مقید کرتی ہین اسوجہ سے گرفتاران طبیعہ آزاد منش فریق عرب نے اس مشاہدہ اور تجربہ پر عمل درآمد سے انحراف کیا تیسری وجہ تاریخ تمدن عرب کے صحایف سے صاف ظاہر ہے کہ بعضی اہل عرب خصوص بنی اسمٰعیل میں واہی رسوم اور نہایت خراب عادتین وبا مسمی کی طرح پھیلی ہوی ہین اور غیر خدا پرستی کا واہی طریق خواہ جمادات کے پرستش ہو یا ستارونکی سلسلہ دار پشتون سے انکی صنفی اور آبائی خیالات طریق سے سینکڑون برس سے چلا آتا تھا۔

شعر فرو ماندم از کشف این ماجرا ۔ کہ حی جمادی پرستد چرا

اور آبائی طریق ترک کرنا گو سراسر خلاف عقل سہی بالطبع ہر قوم کو ناگوار
ہوتا ہے۔ اور شریعت غراء محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم طریق غیر
خدا پرستی اور واہی رسوم و عادات سے اوس فریق عرب کو کلیتہً زاجر
ومانع تھی نظر بران وہ فریق عرب سکان حجاز سہی یا آپ کی بعض خاندان کے
احرار سہی باایں ہمہ مشاہدہ آثار بینہ رسالت احکام نبوۃ کی ایمان سے محروم
رہے شعر

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است

واقعی حضرت شیخ ابو عبداللہ انصاری کا قول اسی واقعہ سے مجرب ہے آہ ازین
تفاوت راہ دو آہن پارہ از یک جا نگاہ یکے سم ستوران و یک آئینہ شاہ۔
اور ہر دانشمند الٰہیات حکمیہ کا انکار نہیں کرسکتا کہ اس دائرہ امکان مین
وجود اشیاء کے لیئے شرائط کا وجود اور موانع کا ارتفاع عقلاً ضرور ہے
پھر جب موانع مرتفع نہوں تو کسی شئے کا وجود خواہ ایمان و کفر ورسہی
کرسی وجود پر کسطرح نقش پذیر ہوسکتا ہے اور اس کے سوا ایک تقریر
دلپذیر منجملہ تقاریر اثبات نبوۃ قدسیہ نذر جوہر ذراکہ ہے یعنی ہرگاہ سارا
عالم غیر خدا پرستی کے وجہ سے جہالۃ اور ضلالۃ کی ظلمتوں سے معمور ہو رہا
تھا اور ہر فرد نوع انسان نفسانی امراض اور اعراض میں گرفتار حضرات
انبیاء علیہم کے علوم زمان فترہ مین مخالف اور محرف ہو کی نسیاً منسیاً ہو رہی
تھی۔ پس رحمت الٰہیہ قرون دراز کے بعد ساری عالم کی طرف یکبارہ متوجہ
ہوگئی۔ اور اپنی بندونکی ایمان سے مرجھائی ہوئی دلونکی تازگی کیلیے

دلیل پنجم اثبات رسالت قاطعہ

حضرات قدس کے بہارستان دلکشا سے یک بیک باد بہاری تفریح بخش چلنے لگی
یعنی اوس مبارک داعیۃ اللہ نے جو عام مہر و مرحمت کو مقتضی ہوئے بجزیرۂ
عرب کے غواص سرزمین حجاز اعیان حرم سے ایک جوہر فرد فرید ذکی النفس
ذکی الذہن کو اپنی نفاذ مراد کے لیے بمنزلہ جارحہ و اسطۂ فی النبوت بلکہ واسطہ
فی العروض قرار دیا اور اوس خداوند بے نیاز نے اپنی مقصود کے تکمیل
کے لیے ایک جوہر نفس نفیس کو حامیان حریم حرم سے منتخب کیا وہ کون
جناب احمد مجتبی محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والثنا کو جن کا مبارک وصف اولی
یہ ہے سے جنس اول ز محیط قدم سلسلہ جنبان وجود از عدم پس اوس
رسول اکرم مظہر اتم سر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار تعلیمات قدسیہ سے
نفس الامر مین سارا عالم مشرق سے مغرب تک مہذب اور منور ہو گیا اور
خاص اہل عرب اور اونکی ذریعے سے ساری باشندگان عجم کے خزائن اذہان
اسرار حکم بین مصالح تشریع حالات مبدء و معاد و واقعات برزخ مواقف
حشر کے غیبی جواہر علوم سے مالا مال فرمائے اور مبارک شرائع اور ایزدی
احکام سے خداوند کریم کے بندون کو جنہیں جوہر قابلیت اور اچھی استعداد تھی
مرتب اور مہذب اور اونکی سیاست منزلی اور مدنی مین جسقدر فساد اور کجی
واقع تھی اوس کی اصلاح اور تعدیل فرمادی اور اطراف عالم مین اسلام
ایزدی مقام کے جھنڈی اور آسمان فرسا نشان جسے خداوند کریم کے عظمت
شان اور نام پاک کا بول بالا ہوا ایک زمانہ دراز تک قایم کردیے۔ اوس
گرفتاران نفسانی اغراض کو اوس روحانی طبیب حاذق کے چارہ گری سے

صحت دائمی شفاء جاوید مرحمت ہوئے پس علقة نمائیه نبوة قدسیه سے
وجود بنظر ثبوت مطلول ہماری حضرت کے شان پیمبری سفارت ایزدی
کے صداقت کے لیئے برہان اعظم ہے اور آپ کی اوصاف فاضلہ پیمبری اور
تصرفات اعجازی جو متواتر اخبار سے یا متصل سندون سے حدیث کے
مبارک صحیفون مین جلوہ فرمائے تحریر ہین عقلائی عالم کی رائی زرین مین
مقوی مقدمات برہان ہین اور دوسری طرز سے بھی یہی تقریر ثبوت نبوة
جلوہ پیرائے تحریر ہے کہ یہہ امر ہر موافق اور مخالف پر مخفی نہین کہ
جاہلان حجاز اور سرزمین تہامہ کے غیبی لوگون مین جب بعثت اولی
حضور کے واقع ہوئی تو آپ آمی محض تھے نہ وہان کوئی دانشمند
آپ کا معلم اور نہ آپنے کھین سفر فرمایا مگر دو مرتبہ شام مین کہ اوس کا
زمانہ ایسا قلیل تھا کہ اوس تھوڑے زمانہ مین تعلیم اور مدراسۃ ایسے
وسیع غیبی علوم کے ممکن نہین پھر آپ کی دانست اور قطعی علم خداوند جل
شانہ کی کمالات ذاتیہ اور اسمار بینہ کا اور اوس کی مفصلاً شرعی
احکام سے اور آپکا غیبی علوم اور آپکا غیبی واقعات سے خبر دینا اور قواعد
عبادات اور معاملات اور معاش و معاد کے مصالح اور کاملین اور
انبیاء پیشینہ کے تفصیلی حالات کی معرفت کلی ہر غیر متعصب عاقل کے
عقل دوربین بغیر وحی آسمانی و تعلیم ایزدی محال جانتی ہے سچ
کہا ہے کسی شاعر نے ؎

فاق النبیین فی خلق و فی خلق ولم یدانوه فی علم ولا کرم
وکلهم من رسول الله ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم

اور اوس کے سوا تیسری طرز سے بھی تقریر آویزہ گوش اذکیا رہے کہ واقفان حالات سے اور انبیا و اہل عرب پر ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ آپنے ایسے عظیم الشان نبوت الٰہیہ کا اون قبایل عرب مین دعویٰ کیا جو آسمانی کتاب اور علوم دانشمندی سے محض نا آشنا تھی ملت ابراہیمی کے پیروی کا اونہین برائے نام دعوی تھا مگر بے سروپا کہ طواف بیت الحرم بھی کرتی تھی اور عزی اور ہبل اساف نائلہ کے پرستش ابو قبیس اور کوہ صفا کی مبد الون ہیں اونکا آبائی شمہ و شعار تھا اور دختر کشی اور خانہ جنگی بدکاری اور سودخواری گویا اونکی گھٹی میں پڑی ہوی تھی سو آپنے کتاب الٰہی اور علوم دانشمندی جو اونکی سیاست خلقی اور مدنی اور منزلی کو نافع تھی کامل طور پر تعلیم فرمائے اور اخلاق فاضلہ اور شرایع الٰہیہ سے اونکی جاہل نفوس آراستہ کر دیے اور فضائل علمی اور عملی سے اونکی دونو قوتون علمی اور عملی کی پوری طور پر تکمیل کر دے ۔ اور ایمانیات اور الٰہیات کے علوم اور شائستہ اعمال کے انوار سے ایک جہان کو آراستہ اور منور کر دیا اور ملکوت عالم کے عظیم الشان شاہنشاہ نے جیسا قرآن کریم میں خبر دی ہے آپکا مبارک دین اسلام سب منسوخ دینون پر دین یہود ہو یا نصاری طریق ہنود ہو یا آتش پرستون کا مذہبی طریق سب پر چیرہ دست اور غالب کر دیا ۔ پس ثبوت الٰہیہ ایزدی سفارت کے یہی معنی ہین جو آپکی مقدس ذات سے بالذات سرزمین عرب میں اور بواسطہ خلفاء والاشان ساری سرزمین عجم مین عالم آرا ہو گئے ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلی بایدت از وی رو متاب

در بسر رو پوش گشته آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب

اور اس کے سوا آپ کے حالات اظہار نبوت سے پہلے اور دعوت اسلام کے
زمانے مین اور بعد پورے اور تمام ہو جانے اس ہدایت عامہ کلیہ کے
اور آپ کی اخلاق عظیمہ اور آپ کے احکام سراپا حکمت ایسے متواتر
ہین کہ یورپ کے اعلےٰ درجے کے مورخ عام اس سے کہ گبن ہو یا ٹیلر
یا ڈیونفورٹ تاریخی دفترون مین مشرح زیب رقم کرتے ہین اور اسلامی
دفتر تاریخ اور سیرین تو ان مضامین سے معمور ہین اور آپ کا ثابت قدم
رہنا ایسے معرکون مین جہان اعلےٰ درجے کے بہادرون کا اور صاحب
عزیمت لوگون کا قدم لغزش کھا جاتا ہے حافظ حقیقی کی حفاظت کے
بھروسے پر اور بڑے بڑے شدائد پر آپ کا اپنے ایزدی عزیمت پر قائم
رہنا کہ سارے دشمنان عرب اور حدود متصلۂ عرب کے بیدینون کو کسی
مقام پر موقع نہ ملا کہ کوئی جرح و قدح کا معقول سخن آپ کے خدام پر پیش
کر سکے کہ یہ سارے امور اور عمدہ حالات سوای انبیا کے کسی دوسرے
مین فراہم ہونا ہر غیر متعصب دانشمند کی عقل تجویز کرنے کو منع جانتی ہے
دوسرے واقعات عالم کی تاریخی دفترون سے تحقیق ہے کہ جناب سرور انبیا
سے پیشتر سارے دنیا کی لوگ مذہب کی رو سے بگڑے ہوئے تھے آسایش
و آرایش کی رنگ مین ڈوبی ہوئی منعم جل و علی سے محض بیخبر تنعم نشستن کی
سامان مین منہمک راست کاری درست کرداری ان مین باقی نہ رہی تھی

دلیل ہفتم بطرز جدید مثبت رسالت بتقریر دیگر

اپنے غلطی پر مغرور اپنی خطا وار دانست پر ہٹ گام آراستھے اب کسی بڑے حکیم یا درویش کامل یا شہنشاہ عادل کے سمجھانے سے راہ پر آنا سوا امکان سے باہر تھا اور دوجوہ کے سوا اپنی شوکت اور وجاہت اور اپنی قوم کی دولت اور ثروت اپنی سلطنت کی زور قوت اپنے ضنعفی اور آبائی خیالات کے مباین اور عمل درآمد کے مخالف کسی نئی بات کے سننے اور ماننے کو یہہ امور بہت بڑے عائق تھے جب تک ایسے عظیم القدر والاشان کہ سفیر اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم روی زمین پر رونق افروز ہوں خدا کی کتاب و فرمان کے ساتھ اور ایسی بزور آسمانی مدد کے ہمرکاب کہ چند ہی سال مین اطراف عالم سے کسری و قیصر کی ملوکت اور سلطنت کی بسیط تو تین نیست و نابود کرکے ملک ملک دولت ایمان سے بھر گئے اور عرب سے دور دست ممالک بیجا رسوم اور مظالم کی ظلمتون سے پاک اور توحید اور اسلام سے منور ہوگئے اور دوسرے طرز سے اس تقریر کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک دانشمند صائب الرائے اپنی رائے مین اچھی طرح سے غور کرکے انصاف کرسکتا ہے کہ آخر اس دورۂ نبوت محمدی مین تین سلطنتین دینی عظیم الشان روی زمین پر فرمان روا تھین ایک نصاری کی سلطنت روم اور شام اور مصر اور حبش مین جن کا مذہب تثلیث تھا اور باپ اور بیٹا اور روح القدس تین خدا کو مانے ہوئے تھے حال آنکہ ہیبل کے یہ مضمون مخالف تھا مرقص حواری کے انجیل کے بارھوین باب ۲۹ ورس مین خبر دیتا تھا کہ سب حکمون مین اول یہ ہے کہ

وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خدا ہے کہ مسیح کی انجیل مین خبر دیتا تھا کہ
اچھا تو کوئی نہین مگر ایک جو خدا ہے اور ایران سے لیکر خراسان تک
کیانیون کی سلطنت کے سلسلے مین گبرونکی سلطنت عالم مین دھوم مچا
رہی تھی اور آتش پرستی اُنکا مذہبی عقیدہ اور عملی کارروائیون مین
آتشکدہ ساری سلطنت مین روشن اور یہی اُنکی پرستش گاہ تھی اور
اونھین سفلیات مین الجھے ہوئے تھے اور یہی اُنکا دین و آئین تھا حال
آنکہ اُن کے دساتیر مذہبی کتاب پیمبران عجم کی ان کے خیال کے موافق
آسمانی صحیفے اس عقیدے کے مخالف تھے کہ نامۂ موسومہ جمشیدی جس کا
ترجمہ دری مین ساسان پنجم کا مشہور ہے خبر دیتا تھا کہ سزائے پرستش
جز یزدان نیست و ہیچ گردندہ بے خواہش او گردیدن نتواند - اور مباحث
الٰہیات نامہ موسومہ ساسان پنجم مین خداوند جل وعلیٰ کی توحید کے بارہ مین
اس طرز سے رقم طراز ہی کہ دو تا کردور فرمائین نباشد کہ اگر دو تا کرد فرمائین
ہست باشد ہمہ توانا بوند بر ہمہ نادران چہ ناتوان خداوندی نشاید
اگر یکی آہنگ پر مونہ کند دیگرے رخواست یا رگونہ اگر کام ہر دو
شود گرد آمدن دو دشمن و اگر خواست ہیچ یک نشود بر خاستن دو دشمن
اگر خواست یکے قرار آمد دیگرے ناتوان باشد و ناتوان خداوندی را نشاید
تیسری سلطنت اس دور نبوت مین احاطۂ ہندوستان کی عظیم الشان
سلطنت تھی جہان مذہبی خیال نرگن اور اپاشنا عالم خیالین فرمانروائیان
کر رہا تھا کہ سارے جہان کی چیزین ارواح ہون یا اجسام جن سے فیض اور

فائدے بہت جاری ہون نیز کال جوت کے مظاہر ہو رہے ہیں اور انہیں کی
پرستش ہو رہی تھی اور وہی انکے خدا تھے اور یہی انکا طریق مذہبی عام طور
پر سارے ہندوستان کے محروسہ سلطنت مین پھیلا ہوا تھا جوگ بششٹ مین
صاف تصریح ہی کہ جو کوئی صورت یا مورت کو برہما یعنی مبدء کل کائنات کا
اوپاسنا کرے وہ برہما تک نہ پہنچیگا اور ہمیشہ مردود اور محروم رہیگا اور
تعینات کے قیدون سے باہر انکے بارہ مین ساری جوگ بششٹ مین ہوم
مچی ہوی ہے حال آنکہ ورزش طریق عبودیت خاص مرتبہ الوہیت
کا حق ہے اصلی ذات کے لحاظ سے مشاہد کونیہ کا حق نہیں جیسے منقسم نہونا واحد
کا حق ہے مراتب ظہور واحد کہ بے انتہا اعداد ہیں انکا حق نہین اور کلی ہونا
انسان مطلق کا حق ہے اوس کی ذات کے لحاظ سے ہر فرد انسان کا حق نہین
اور جاری ہونا استمراری روش پر دریا کا حق ہے موج وحباب جو بحر مواج
کے مظاہر ہین انکا حق نہیں دوسرے مظاہر کی الوہیت اسوقت مانی جاے
کہ مرتبۂ الوہیت انسے جلوہ گر ہو حال آنکہ الوہیت کے عظیم الشان مرتبے
کے لئے واجب الوجود ہونا مشروط ہے کہ بغیر واجب الوجود ہوئے
کوئی صفت انتہا درجۂ کمال کو قبول نہیں کرسکتی اور بدون اس درجۂ
کمال کے انتہا مرتبۂ تعظیم کا سزاوار ہونا متصور نہین اور معبود کو معبود
ہونا اور انتہا درجۂ تعظیم کا مستحق ہونا ضروری اور جتنے حادث اور ممکن
ہین موجودات کونیہ میں ان مین وجود کا واجب ہونا ممتنع۔ غرض یہ ہندو
مذہبی خیالات تینون سلطنتونکی طرح دنیا کے تینون برا عظم مین اپنا غلبہ

اور زور شور دکھا رہی تھی کہ جو تھی نری خدا پرستی کا مذہب محمدی علی صاحبہ
الصلوٰۃ والسلام جس مین تنزیہ اور توحید کا رنگ مضبوط جما ہوا ہے
ایسے زور آور سلطنتوں کے مقابل زور پکڑنا جس میں تنزیہ کی نقیض تشبیہ
کا خیال مذہبی نذر یہ ہو ہر دانشمند کی عقل دوربین میں بظاہر سخت
محال نہایت دشوار تھا تو ان سارے عوائق کے ساتھ اوس کا غلبہ کامل
طور پر اور نیز حضرت اسلام عرشی مقام کا بول بالا رہنا خداوند جل شانہ کی
طرف سے اوسکی تصدیق کی شہادت مضبوط ہے اور کس کی عقل دراک
تجویز کر سکتی ہے کہ وہ خداوند بندہ نواز ایک جوہر قابل مین ایسے کمالات
عطا فرماوے کہ جو اعلیٰ درجے کے علوم سیاست امت اور الٰہیات
اور اخلاق فاضلہ کا مظہر ہوا اور جو لا اِلٰہ الا اللہ کے تنزیہی مضمون
برہانی الثبوت قدیم اصل الاصول انجیل مقدس اور دساتیر کے قضیہ
مسلمہ کا عالم میں منادی دے رہا ہو اور پھر وہ نبوت الٰہیہ کے دعوی
میں سچا ہوا اور پھر تیئیس برس تک انکو مہلت دیجائے اور انکا دین وہ
آئین جس میں کونین کی بہتری اور بہبود عقلی نوع انسان کی اشکال
الطور پر ظاہر ہوا اور وہ ان تینون سلطنتون پر غالب آئے اور وہ
نیا دین باایں ہمہ کمزوری ایسے زور آور مذہبون پر جس مین طنطنہ
سلطنت اور شوکت شاہنشاہی تینون برا عظم کا شریک ہو ظفر یاب
ہوا اسی صاف ظاہر ہے کہ روح القدس نگاہوں سے اوجھل ظاہری
حواس سے پری شمشیر تائید ایزدی مخالفون پر کھینچی ہوی اسلام کی

ہمرکاب اور قبلہ عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اعلاءِ شان پیمبری میں سراپا
صادق اور ساری جہان خواص انبیا میں فرد فریدتھی۔ اور وہ بادیہ
نشینان عرب کہ گوسفند اور اونٹونکی چرائی جن کی گذران کاشتکاری اور
اور مشغلۂ مویشی اُن کا سرمایۂ زندگی قواعد جنگ سے سراسر نابلند ترک
جہانگیری سے محض نا آشنا سلاح جنگ ان کے پاس محض ناکافی اسپر علانیہ
مذہبی متعرض اور اسطرف آنراکہ زر دہند ازو زور در بازو۔ استنبول اور اُن
کے سیکڑون خزانے نقرہ وزر لعل وگہر سے گران بار ہو رہے تھے فریق مقابل
اسلام بہادران روم وایران جنگی شاہنشاہی نقارے کی ہیتبناک
آواز عالم میں گونج رہی تھی جن کے نیزہ اور تلوارونکی چمک دمک بجلی کیطرح
میدان جنگ میں گوندنے سے شیرونکی نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں لاکھوں
پیادہ وسوار ایسے بہادروں کے سامنے ایسے بے سرومایہ کمزرہ صحابہ شرف
دین آسمانی کے زور بر سپر اسلامی پشت پناہ لیے ہوے ان معارک
اعلاءِ شان اسلام مین شمشیر بکف سینہ سپر ہون اور رہبر اللہ اکبر کی
آسمانی تائید کے سہارے محمدی نشان کا پھر ہرا ایوان کسری اور قصر
قیصر سے بالا رہے ایسا غریب واقعہ دیکھکر طرفین کی حالت میزان عقل
میں تولکر ہر ہوشمند کی زبان پر بیساختہ جاری ہوگا کہ وہ خداوند عرش
عظیم ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون الدینہ الغدیتہ وان جندنا لھم الغالبون دونو جملہ
مندرجۂ متن دستاویز نبوت یعنی قران پاک کے تصدیق کے پیرایے مین

آسمان سے اپنے عظیم الشان سفیر کی مبارک سفارت کی آپ تصدیق کر رہا ہے
دوسرے اس جوہر فرد جوہر قابل علیہ الصلوۃ بقدر حسنہ وجمالہ کے بعد
وفات وہ ایزدی تعلیمات اور ان کے آثار سراپا برکات جو عالم میں باقی
اور برقرار رہے اس سے لاکھوں انسان کامل خدا کی بارگاہ کے روشناس
اور اس کے جواہر معرفت سے فیضیاب اور ان کے سینے انوار ایزدی
سے معمور ہوے اور ہیولای عالم میں ان کے تصرفات اور کرامات فنا
فی الرسول کی بدولت دفترون میں مضبوط اور سارے جہان میں مشہور
ہین ہر کوئی اپنے جوہر دراک میں انصاف کرسکتا ہے کہ یہ سارا عظیم
الشان کارخانہ مذہبی اور دور محمدی بن دریائے فیض کی جوشش زنی
بغیر مؤید من اللہ اور سچے پیغمبر کے قائم نہین رہ سکتی۔

شد نیاز طالبان از بنگری — شعلہا از گوہر پیغمبری
احمدا خود کیست اسپاہ زمین — ماہ بین بر چرخ بشگافہ این جبین
تا بداند سعد و نحس بے خبر — دور تست این دور نی دور قمر
چونکہ موسی رونق دور تو دید — کاندرو صبح تجلی می دمید
گفت یا رب این چہ دور رحمت ست — بگذر از رحمت کہ انجا رویت ست
غوطہ دہ موسی خود را در بحار — درمیان دورہ احمد برار

اور اس کے سوا اے مہربانو آخر یورپ والوں کے حکیمانہ دماغ اور دانش
فرنگ تو سارے جہان مین ضرب المثل ہے اور انگریزی تاریخ اور
جغرافیے کے دفترون مین اسلامی تاریخوں کے سوا جناب سرور کائنات کے

دلیل نہم استدلال حقیت رسالت باثبات و غیرہ ... [illegible]

مفصل حالات مضبوط ہین ویسے ہی عرب والونکا جاہل اور ضدی اور وحشی قوم ہونا جاہلیت کے زمانے مین باعتبار اپنی پیدایشی طبیعت کے تفصیل وار مذکور ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ عرب والے زمان فطرت مین ابراہیمی اور موسوی نبوت کے بعد اوس زمانے میں تشریعی قیود سے آزاد اور حر محض تھے اور آسمانی احکام کے قیود سے کلیتہً رہا کسی شریعت خاص کے پابند نہ تھے خون ریزی خانہ جنگی بدکاری شراب خواری سود خواری قمار بازی دختر کشی جو چاہتے سو کرتے اور بیباکانہ جو جی میں آتا کر گذرتے مزید برآن عزی وہبل اساف ونائلہ ان ساری مورتوں کے درشن ان کے طبعی حالات تھے اور پشتوں سے اسی حالت کے خوگر غرض ان کے طبیعات پر اور ایسی طبیعتوں پر کوئی آسمانی روک ٹوک نہ تھی کہ یکبارہ انھین کی قوم مین ظلمت جاہلیت کی پرانی سرزمین عرب مین ایک آفتاب عالمتاب چمکا لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم الآیہ ابیات

جلوہ کرد از خویشتن بر خویشتن — داد خلوت را فروغ انجمن
جلوۂ اول کہ ہم بر خویش کرد — مشعل از نور محمد پیش کرد
شد عیان زان نور در بزم ظہور — ہرچہ پنہان بود از نزدیک و دور
ہیچو آن ذرات کاندر تابِ مہر — از نقاب غیب بنمایند چہر
مہر بر ذرات پرتو افگن ست — عالم از تاب یک اختر روشن ست

وہ کون سفیر اعظم طبیب عالم امی فاضل جوہر قابل سید مکی انتہا کے

کہ سارے اذکیای دہر کی لاکھ جانین اونپر نثار خداوند عالم کی مراد نافذ کرنے کے لیے اور اس کی رحمت خاص اس کے بندون پر پوری کرنے کے لیے نفسانی امراض روان آزار سے کہ سارے اسی آزاد حالت پر چھوڑ دینے سے مبتلا ہو رہے تھے ابدی صحت اور شفائی جاوید عطاء فرمانے کے لئے ظاہر کیۓ گئے اور پھر ان طبیعتوں کی اصلاح مین عبادات ہون خواہ معاملات کیسے کیسے تشریعی قیود ان آزاد قومون پر یکبارہ بڑہائے گئے علی الخصوص جان عزیز اور مال عزیز کہ اس کی محبت کسقدر جزو نفس میں سمائی ہوی ہے خدا کی راہ میں صرف کرنے کی ایک سخت قید مزید بران ایسی قوم پر یکبارہ یا بتدریج ڈالے گئے سو یہ سب قیدیں کہ انکی سخت طبیعتوں کی نظر سے آہنی قیدیوں سے کچھ کم نہ تھیں ساری قوم نے قدیمی حریت چھوڑکر کس ذوق شوق سے گوارا کرلین اور اپنے گھر بار یار و دیار بیگانہ و آشنا عزیز و اقربا سے جو آسمانی احکام کے مخالف تھے صاف علیحدہ ہوگئے اور حضرت کے آثار جان فزا بیان دلفروز اور صورت دلربا کے ایسے والہ و شیفتہ کہ ان تشریعی قیود گوارا کرنے کے ساتھ جہاں حضور کا پسینہ گرے وہاں اپنی جان عزیز دینے اور سیلاب خون بہانے کو طیار جہاں آپکا سایہ گرے وہاں اپنی آنکھونکی پتلیوں پر اُٹھا لینے کو آمادہ آپکا بقیۂ آب وضو تبرکاً لینے پر آپس مین تلوار چل جانے کا اندیشہ ہوتا تھا آپ کا آب دہن تعظیماً سارے ملازمین اسلام زمین پر گرنے

ندیتے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور آپ سرچشمہ حیات روحانی سے کم نہ جانتے
تھے واقعات تاریخی سے صاف ظاہر ہے جیسے عروہ ابن مسعود جو
اس زمانے کے اہل عرب میں علانیہ ایک مخالف اسلام تھا وہ آپ
ان ملازمین اسلام کی شیفتگی اور کمال تعظیم حدبیہ کے معرکے میں اپنی
زبان مین اپنی قوم سے اسطرح بیان کرتا ہے اذا امروا فابتدروا
امرہ واذا توضا کادوا یقتتلون علی وضوئہ وما تنخم رسول اللہ
نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منہم واذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہ
وما یحدون النظر الیہ تعظیماً لہ ÷ یعنی جب سرور عالم کسی امر کا
حکم فرماتے تو ساری درد ولت کے ملازم محاسن اسلام کے والہ و شیفتہ
فوراً اوس کی تعمیل کرتے اور جب آنحضرت وضو کرتے تو آب وضو
لینے کے شوق میں آپس میں قریب تھا کہ لڑ مرتے اور جب آنحضرت
بات کرتے تو آپ کے حضور میں آوازین پست ہوجاتین اور آپکی
طرف کمال تعظیم سے نگاہ بھر کے نہ دیکھتے تھے۔ والفضل ما شہدت
بالاعداء اب فرمائیے کس کی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ عرب کی ان ازاد
قومون نے بغیر اس کے کہ آپکی سچی رسالت پر آپکی ایزدی بارگاہ مین
خاص الخاص ہونے پر آپ کی آسمانی علوم کے راز دار و دراز دان
ہونے پر کھلے کھلے برہان آشکارا دلائل بینات ظاہر شواہد بین
اپنی ہستی کیطرح آپ کی ذات باکمالات مین نہین دیکھی تھی اور یہ
سب سمجھ یونہی ہوگیا اور یہ ساری قوم کی قلب ماہیت آپ ہی

آپ ہوگئی اور یہ سارا انقلاب کہ سطح زمین سے لیکے ملکوت آسمان تک حالت بدل گئی آپ سے آپ ہوگیا زینہار زینہار کسی عاقل کی عقل دوربین کسی حکیم کی عقل دراک تجویز نہیں کرسکتی اے دانشمند و انصاف انصاف اور عقل کے دشمنون سے خطاب نہین سہ

ورنہ باشد زاہل این ذکر و قنوت　　پس جواب الاحمق السلطان سکوت

اور ان ساری دلیلون کو جو ہمارے حضرت کے ثبوت نبوت مین جدت بیان نوعیت طرز تقریر سے پھیر پھیر کے بعد امعرض تحریر مین آچکین علیحدہ رکھین اور اس امر بدیہی اولی پر نظر کو دوڑائین تو اپنے بدیہی وجود کی طرح انگریزی اور عربی تاریخ دانون پر یہ امر زنہار مخفی نہیں کہ آنحضرت سرور عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس گذرے کہ اس جزیرہ نما عرب کے ایک خاص شہر مین اعلیٰ درجے کے پایگاہ نبوت کے ساتھ ظاہر کیئے گئے اور آپکی جاذبہ ہدایت عامہ کلیہ سے جس مین روحانی مقناطیس کی خاصیت مضمر تھی لاکھ آدمی سے زائد عرب والون سے کہ اس مین بڑے بڑے علماء نصاری اور عرب اولاد اسمعیل علیہ السلام سبھی داخل تھے سارے تشبیہات کے الجھاؤ سے چھوٹ چھوٹ کے ایک مبداء کل کی تنزیہ کی طرف جس کو انسانی فطرت آپ مقتضی ہے یک قلم متوجہ ہوگئے اور ایک اللہ جل شانہ کی عبادت کے انوار سے منور اور ساری بری باتون جنکی برائی عقلاء پر آپ ظاہر ہے سب کے سب محترز ہوے اور عمدہ اخلاق اور ادا

نیک سے انکے نفوس آراستہ ہوگئے اور یہ امر کون نہین جانتا کہ اس سارے
جہان کے منعم اور مبداء وجود کی عبادت اور اوس کے شکر و سپاس کا
عمل درآمد اور گناہون سے اور برے کامون سے احتراز اور اپنے
بنی نوع کے بار مظالم سے سبکبار ہونا اور ان کے حقوق کا جس کو مدنی
الطبع نوع انسان کے تمدن انسانی مقتضی ہے ادا کرنا ہر قوم اور
ہر پابند مذہب ولا مذہب کے نزدیک عقلاً نہایت بہتر اور مستحسن
امر ہے اور اسی کو ہدایت کہتے ہین پس ہر گاہ یہ امر ہدایت عامہ کلیہ
آپ کے وجود باجود سے واقع ہوچکا اور جس امر کا ہمارے حضرت
علیہ الصلوۃ والتسلیم نے دعوی اور اظہار کیا وہ خارج مین ظاہر ہوگیا
توپھر نفس الامر میں کوئی ضرورت اثبات نبوت کی باقی نہ رہی کہ جوہر مشک
کی فرح بخش عطریت روح دماغی کو اس کے اثبات وجود کے لیئے آپ کافی
ہے اور آفتاب عالمتاب کے وجود کا ثبوت اس کے وجود انوار جہان
تاب سے آپ ظاہر ہو رہا ہے ولیس وراء العیان بیان رباعی

قد ابا النبوۃ قوم لاعقول لھم　　ولیس لھا اذ انکروھا من ضرر
فالشمس الضحی والشمس طالعۃ　　ان لا یری ضوءھا من لیس ذا بصر

تتمہ تقریر مین ایک وہ تقریر جو قدماء علمای کلام کی روش پر بطرز
تحریر ہے اور لطافت بیان اور جزالت مضمون سے خالی نہیں عرض
کرتا ہون کہ معجزہ ایک خارق عادت ہے کہ جو مطابق دعوی مقرون
بتحدی ہو یعنی کسی منکر رسالت کے مقابلے مین وہ امر ظاہر کیا جائے

اور ثبوت معجزہ یعنی خرق عادت کا نقلاً تو اس طرز سے ہے کہ تمام عالم کو کاملین سے خرق عادت واقع ہونے پر اتفاق ہے ہر مذہب والے خواہ یہود ہوں خواہ عیسائی یا ہنود اپنی کتابوں میں بزرگوں سے خوارق عادات برابر نقل کرتے ہیں جیسے انجیل میں معجزات عیسوی اور توراۃ میں تصرفات موسوی اور جوگ بششٹ میں اوتاروں کے تصرفات غرض خوارق عادات واقع ہونا واجب التسلیم ہے ورنہ اگر ایسے اتفاقی خبریں غلط ہوا کریں تو کوئی گذشتہ واقعات کی بات تصدیق نہو سکے اور نہ کوئی مذہب قابل تسلیم اور عقلاً اسکی ثبوت کی تقریر یہ ہے کہ جیسے سارے موجودات میں علم اور قدرت توانائی اور طاقت میں کمی بیشی صراحتہً واقع ہے اس مبدا عالم میں بطریق اولی ہونا ضرور ہے بلکہ جب سارے جہانکی چیزیں با این ہمہ اس کے کہ وجود عارضی میں مشترک ہیں اور ان اوصاف میں باہمی تفرقہ آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہے تو خداوند توانا میں بدرجہ اولی ہونا ضرور ہے سو جو بات خدا سے ہو سکے اور بندوں سے نہ ہو سکے وہی خرق عادت ہے اور ہم اسی کو اگر دعوی والے نبوت سے ظاہر ہو معجزہ کہتے ہیں بشرطیکہ کسی مخلوق کا اس میں واسطہ ہو اور صورت واسطہ یہ ہے کہ جیسے ذخیرۂ علم و تدبیر بادشاہوں کے وزرای نامدار ہوتے ہیں ویسی سامان قدرت تسخیر لشکر جرار مگر چونکہ نفاذ تدبیر کے لئے سامان تسخیر درکار ہے تو وزرا اور گورنروں کے ہمرکاب سپاہ و لشکر ہونا ضرور ہے تو خداوند عالم کے دین کی ترقی کے

خزانے انبیا ہیں انکی ہمرہی میں کسی قدر امداد قدرت ہونا ضرور ہے تاکہ
واقعات قدرت نما کے ظہور سے انبیا کے ہاتھوں پر سرکشوں کی آنکھیں کھل
جائیں اور انکی خصوصیت بارگاہ ایزدی میں ان کے بیانات کی تصدیق کے
لیے منکروں کے ذہن میں ثابت ہوجائے بعد اس تقریر کے دانشمندوں پر
یہ امر واضح ہو کہ امر مطلوب یعنی معجزہ تین امر سے ظاہر ہوتا ہے اور تین
مقدمے کی تقریر پر مبنی ہے پہلا امر قابل دریافت یہ ہے کہ خارق عادت
جسپر معجزہ موقوف ہے کسی ایک فن کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو چیز انسان
من حیث قابلیت انسانیہ اسپر قادر نہو سکے وہی خارق عادت ہے عام اس
سے کہ کوئی صنعت ہو یا حرفہ کوئی تقریر ہو یا تحریر سو اگر کسی فریق
منکر رسالت کے مقابلے میں ہو تو معجزہ ورنہ کرامت اور رہتے امر خارق
عادت کسی خاص فن اور کسی امر خاص کے ساتھ مخصوص نہ ہونا ان وجوہ سے
بیان کیا کہ اول تو کوئی دلیل تخصیص پر نہیں دوسرے ترجیح و تخصیص کسی
فعل خاص کی بلا مرجح کوئی چیز نہیں تیسرے حضرات انبیا علیہم السلام
کے مختلف معجزات کے دیکھنے سے کہ کہیں اعیان کی تقلیب تھی اور کہیں
بسائط پر تصرف کہیں صورت کی تغییر تھی کہیں جسم پر تصرف صاف یقین
ہوتا ہے کہ کسی فن کے ساتھ اور کسی امر خاص کے ساتھ یہ فعل مخصوص نہیں چوتھے
امر مطلوب یعنی رسالت کے ثبوت میں سارے مختلف خوارق عادات
مشترک ہیں پھر تخصیص محض بیکار اور دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ کسی
شخص کی دانست اس امر کی کہ یہ امر معجزہ ہے ثبوت رسالت پر بغیر دو

وجہ کے ممکن نہیں اول یہ کہ وہ شخص اس صنعت و حرفت سے واقف کامل ہو جس صنعت اور حرفت کے جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا جیسے عالم اور عامل سحر ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساحروں کا وہ معجزہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا ان ساحروں پر مخفی نرہ سکا یا طبیب ہونا بہ نسبت اس معجزہ جان بخشی کے جو حضرت عیسیٰ مسیح سے ظاہر ہوا اور اطبائی زمان حضرت عیسیٰ پر مخفی نہ رہ سکا یا عالم فن موسیقی ہونا بہ سبب اس معجزہ کے جو داؤد علیہ السلام سے مشہور ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جس فن کی جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا ان اہل فن کے اتفاق کا علم ہو گو وہ شخص اس فن کا جاننے والا نہو جیسے اگر کوئی شخص ساحر نہ ہو تو وہ معجزۂ تقلیب اعیان جو حضرت موسیٰ سے واقع ہوا کہ عصا تھا اژدہا ہوگیا ساحروں کے اقرار واثق سے اس کے معجزہ ہونے کا علم کہ یہ خارق عادت ہے ممکن نہیں کہ سحر کے جنس سے ہو غیر ساحر کو نیز حاصل ہوسکتا ہے سو اگر فصاحت اعلیٰ درجہ کی ہرگاہ معجزۂ ثبوت رسالت قرار دیا جائے تو اس کا معجزہ ہونا اور سحر نہونا ساحروں کو علم سحر کی وجہ سے معلوم اور ساحر کے سوا اوروں کو ساحروں کے اتفاق و اقرار سے کہ انکا اتفاق امر غیر واقع اور کاذب پر عادۃً ممتنع ہے پس ان دونوں وجہوں کے سوا فرق کرنا معجزے اور غیر معجزے مین کسی اور وجہ سے ممکن نہین اسواسطے کہ جو سحر نہین جانتا ہر معجزے کو جسمین تغیر فی الصور پایا جائے سحر کہہ سکتا ہے اور ایسے ہی غیر طبیب جسمین

تصرف فی الابدان پایا جائے فن طب کی کارروائی خیال کرسکتا ہے سو اگر آسمان
کو زمین پر اتار لائین یا زمین کو آسمان تک اٹھا لیجائین یہ احتمال جاہل
فن مذکور کے خیال سے اٹھ نہین سکتا ہان ہر گاہ کوئی شخص ساحر یا طبیب
ہو اس کو بے تکلف علم آسکتا ہے کہ یہ معجزہ ہے دستکاری سحر یا کارروائی
فن طب نہین ہے تو بھی اس کے معجزہ ہونے کا علم غیر کو آسکتا ہے کہ یہی
دوسرا طریق ہے اور پہلا طریق علم دوسرے سے کچھ قوی نہین ہے کیونکہ
پہلا طریق علم معجزہ ایک جماعت کثیر کے اتفاق سے پیدا ہوا کہ اس جماعت
کا اتفاق کذب یا خطا پر ممکن نہین اسلئے کہ جب ہمنے ساحرون اور طبیبونکے
اتفاق سے مجمل دریافت کیا کہ حضرت موسی یا عیسی مسیح علیہم السلام سے
جو معجزہ صادر ہوا طب اور سحر کے قاعدے سے نتھا تو ان دونون حضرات
کی نبوت کا ہمکو صاف طور پر یقین ہوگیا کیونکہ اگر یہ علم ساحرون اور
طبیبون کے اتفاق کا کہ یہ معجزہ ہے سحر اور طب کے قاعدے سے متعلق
نہیں ہے تو ہمارے خیال مین اس امر کا احتمال ہوسکتا تھا کہ عیاذاً باللہ
ممکن ہے کہ دشمنان حضرات ساحر یا طبیب تھے تو نبوت بھی محتمل ہوجاتی
پس اگر ساحر لوگ حضرت موسی کے زمانے کے ایمان نہ لاتے تو حجت الہی
فرعون پر ختم نہ ہوتی اور انکار نبوت موسوی سے فرعون سزاوار عذاب
ابدی نہ ہوتا کہ اس کی نگاہ مین معجزہ موسوی کا سحر ہونا محتمل تھا لیکن
جب ساحر لوگ پہلے خود ہی ایمان لائے تو حجت الٰہی تمام ہوگئی اور
فرعون عذاب ابدی کا مستحق ہوا اور تیسرا مقدمہ دریافت طلب یہ ہے

کہ عادت الہی انبیا کے ہاتھ پر معجزے کے اظہار مین صرف پہلے طریق علم پر
اکتفا کرنے پر منحصر نہیں ورنہ سارے انبیا کو ضروری ہوتا کہ وہی معجزہ
ظاہر کرتے جو علوم مخزونۂ قوم اور حرفۂ معلوم کی جنس سے ہوتا کیونکہ اگر
عادت الہی یونہی جاری ہوتی تو حضرت موسی کی نبوت سوائی ساحروں
کے دوسرے پر ظاہر نہو سکتی اور ایسے ہی نبوت عیسوی اطبا کے سوا
اوروں پر حال آنکہ ایسا نہین ہے کیونکہ یہ بات دریافت ہو چکی ہے کہ
واجب تعالی معجزات انبیا کے اظہار مین صرف اسی امر پر اکتفا فرماتا ہے
کہ غیروں کو اس کا علم ہو جائے خواہ بواسطہ ہو یا بلا واسطہ کہ نفس
افادہ علم مین دونوں طریق میں کوئی فرق نہین اسلیئے کہ بعثت انبیا
سے مقصود یہ ہے کہ معجزے کا فاعل نبی واقعی تسلیم کیا جائے نہ پیمبر
غیر واقعی اور جس امر کو اس پیمبر مؤید من اللہ نے ظاہر کیا ہے اس کا
معجزہ ہونا مان لیا جائے نہ از جنس صنعت و حرفت ہونا اور شک
نہین ہے کہ اکثر معجزے کا علم دوسری قسم سے ہے یعنی معجزہ دیکھنے والونکی
ایک بہت بڑی جماعت کا متواتر بیان کہ جو عقلاً مفید یقین ہے اور
اس تقریر سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ معجزہ ہر پیغمبر کا اسی فن
کی جنس سے ہوگا جو اس زمانے مین متعارف اور شائع ہے اسی
نظر سے معجزۂ موسی اسی جنس سے واقع ہوا جس مین احتمال سحر ممکن
تھا کہ اس زمانے مین یہ فن اور اس کا علم اور اسپر عملدرآمد بہت پھیلا
ہوا تھا کیونکہ معجزے اور سحر مین امتیاز ساحروں پر علم سحر جاننے سے

آپ ظاہر ہوسکتا ہے اور غیروں پر ساحرونکی تصدیق سے پس حجت الٰہی
اسی صورت میں ختم ہو جاتی علم سحر کے عالم اور فن سحر کے جاہل پر بھی
بخلاف اس کے کہ اگر یہ فن سحر اس زمانے مین شایع ہوتا تو کوئی دیکھنے
والا معجزے کا یقین نہین کرسکتا کہ یہ معجزہ ہے فن سحر نہین ہے کہ جس
سے رسالت ثابت ہو اور ایسے ہی معجزات عیسوی کی نسبت یہی کہسکتے
ہین اور اگر اس کے برعکس ہوتا کہ معجزات عیسوی حضرت موسیٰ کے لیے
اور موسوی معجزات حضرت عیسیٰ کے لیے واقع ہوتے تو انکی نبوت
کے ثبوت مین کچھ مفید نہ ہوتا کہ اسپر اطمینان اور یقین ہوسکتا تو
ایسی حالت مین حجت الٰہی بھی ختم نہ ہوتی حالانکہ ایسا نہین واقع
ہوا جب یہ مقدمات دریافت ہو چکے تو ہم کہتے ہین کہ ایک نیک
اور بندۂ پاک روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب سے ظاہر
ہوے اور پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اپنا معجزہ اس کلام کو لائے کہ اسکی
نظیر لانے سے باعتبار کمال بلاغت اور حسن مضامین کے سارے
بندگان خدا عاجز آگئے سو جب ہم ثابت کرائے کہ معجزہ کسی فن کے
ساتھ مخصوص نہین سو اس کلام پاک کو معجزہ قرار دینا ثبوت رسالت
کے واسطے کوی امر مانع نہین اور ایسے ہی جب ہم مقدمات سابقہ
کی تقریر مین بیان کرائے کہ معجزے کا علم اس فن کے جاننے والے کو
ہوسکتا ہے جس فن کے جنس سے وہ معجزہ واقع ہوا یا اہل فن کے
اتفاق سے اور اس کے مقابل لانے مین عجز ان سب کے اقرار سے

اور یہ بھی ہم پیش ازین بیان کر آئے کہ اس معجزے کے اظہار اعجاز
میں صرف اہل فن کے علم ہی پر منحصر نہین بلکہ انکا اتفاق اور اقرار
اس معجزے کے اعجاز کے لیئے منقول صحیح غیر اہل فن کے لیے بھی کافی ہے
پس نبوت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کو ہم
ایک بزرگ اور زبدہ پاک سرزمین عرب کے تعبیر کرائے ہین ساری
عرب اور عجم اور ترک اور دیلم پر ثابت ہوگئی کیونکہ عرب والون کے
زبان عرب اور فنون فصاحت اور کمال بلاغت کی معرفت اور
جاننے سے کہ جس کتاب مقدس اور کلام پاک کو آنحضرت نے ظاہر
فرمایا اگر ان سے مقابلہ ممکن ہوتا تو عرب کے لوگ با این ہمہ اس کے
کہ ان مین فصیح اور بلیغ اور خطیب اور شاعر ایک جماعت کثیر موجود
تھی اور اس فن مین انکی شہرت کہ زبان آوری اور حسن نظم مین غیر عرب
کو عجم کہا کرتے تھے یعنی گونگے ہین با این ہمہ اس عداوت اور تعصب
کے اس کتاب کے مقابلے مین لا سکتے سو نہ لا سکے اور سوای عرب کے
اور دیگر ثبوت رسالت اہل عرب کے اقرار سے اور اونکے بڑے بڑے
فصیح اور بلیغوں کے مان لینے سے با این ہمہ انکی وسعت مملکت و کثرت
گروہ اس کتاب مقدس کا مقابلہ نکر سکے اور تیرہ سو برس سے زائد
اسلامی علماء منکرون کو اس کتاب مقدس کی تحدی اور مقابلے کے
واسطے منادی کر رہے ہین اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور منکر
لوگ یہ کہہ نہین سکتے کہ اس مقدس کتاب کے اعجاز کا اس فن خاص

مین آنحضرت نے دعوی کیا جسے ہم لوگ ناواقف ہین کیونکہ اس کلام
پاک کا اعجاز دریافت کرنا زبان عرب کی فصاحت اور بلاغت کے نقوش
کے جاننے پر موقوف ہے اور ہم لوگ اہل عجم ہین سو ہمارے لیے اس
کلام پاک کا اعجاز ثابت نہین ہو سکتا سو پہلے اوس کا جواب بطور نقض
کے یہ ہے کہ جیسا تم لوگ زبان عرب اور اوسکی باریکیون کو بلاغت
سے متعلق نہین جانتے ایسے ہی غیر طبیب جو قواعد اور معالجات فن
طب نہین جانتا کہہ سکتا ہے کہ شاید حضرت عیسی نے منکرون کے مقابلے
مین مبروص اور کور مادرزاد کو جو چنگا کیا یا مردے کو زندہ کیا وہ
بھی کسی خاص عملی قاعدہ فن طب سے واقع ہوا ہوگا معجزہ نہ ہوگا
اور ان کے مقابلے مین اور طبیبون کا ایسا نادر معالجہ ظاہر نہ کر سکنا اس
احتمال کو رفع نہین کر سکتا ممکن ہے کہ حضرت عیسی مسیح علی نبینا وعلیہ
السلام اور طبیبون سے زائد اس فن خاص کے عالم ہون اور اعلی درجے
کے اس فن خاص مین کمال رکھتے ہون اور اس فن کے جاننے
والے انکا مقابلہ نکر سکتے ہون اور ایسے ہی موسی علی نبینا وعلیہ السلام
کی شان مین اور انکے معجزات کے بارے مین بھی یہ خیال کر سکتے ہین
کہ وہ بھی اعیان کی تقلیب مین اور اپنے تصرفات مین بسائط عنصریہ
پر علم سحر کی اعلی درجے کی واقفیت سے معاذ اللہ معاذ اللہ یہ نادر
آثار اور غرائب افعال ظاہر کر سکتے ہون حال آنکہ واجب تعالی
شانہ یہ ساری ظاہری آثار اور اعجازی تصرفات موسوی کو ایک برہان

قوی قرار دی تھی موسوی معجزات کی تصدیق کے لیے اور دوسرے بطور حل مقصود کے جواب یہ ہے کہ ایسے اعمال سے اثبات نبوت کا قرار واقعی ہوتا ہے اور علم اس امر کا کہ یہ فعل واجب تعالیٰ اور تقدس کیطرف سے ہے اکتساب اور سیکھنے سکھلانے سے نہیں ہے اسطرح آسکتا ہے کہ جیسا فصاحت اور بلاغت کے فنون کے جاننے سے بعد دریافت اصل لغت اور زبان عرب کے اس کتاب پاک کا معجز ہونا اعلےٰ درجۂ بلاغت اور خوبی مضامین مین جاننے والے کو حاصل ہو سکتاہے ویسے ہی صرف بڑے فصیحون اور بلیغون اور اس نظم زبان عرب کے شاعرون کے اقرار اور اعتراف سے بھی یہ علم قطعی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام مقدس ایسا معجز ہے کہ فصاحت اور بلاغت کی قاعدہ دانی سے ترکیب نہین پاسکتا جیسا ہمارا علم سارے انبیا کے معجزات کا بے تفاوت اسی طریق سے ہے بلکہ یہ معجزہ ہماری کتاب مقدس کا اور معجزات انبیا علیہم السلام سے قوی اور زور آور ہے کہ گویا ہم اس جلسۂ ظہور اعجاز اور مجلس معجزہ مین مشاہد اور حاضر تھے کیونکہ اس معجزۂ کتاب مقدس کو زوال نہین بلکہ ہمیشہ کے لیے جیسا سر آغاز اسلام میں تھا یہ اعجاز باقی ہے برخلاف معجزات اور انبیا علیہم السلام کے کہ صرف اُنکی حکایت اور نقل صحیح بذریعہ ہماری کتاب مقدس کے باقی ہے کہ موسی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے ثبوت رسالت مین یہ فعل قدرت نما جس سے سرکشون کی گردنین جھک جائین اور ان کے ثبوت نبوت کو وہی شاہد ہے

قرار پائے نہ بطور حکایت کے ظاہر ہوا اور حکایت مشاہدے اور حضور کے
برابر نہیں ہو سکتی بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اور انبیا علیہم السلام کے معجزات
با این ہمہ ضعیف ہونے کے اس معجزہ کے مقابل مین جیسا کہ صریح سابق
سے دریافت ہوا جسقدر زمانہ زائد گذرتا گیا ان مین اور بھی ضعف
آتا گیا کیونکہ بعد زمانی سے حکایت کسی واقعے کی ہو ضعیف اور
کمزور ہوتی جاتی ہے اور معجزہ اس قرآن مجید اور کلام پاک کا اس کے
برعکس ہے اسلیے کہ زمانے کی وسعت اور درازی کے وجہ سے فصاحت
اور بلاغت کے جاننے والون کی کثرت ہوتی جاتی ہے اور وہ سارے
علما با این ہمہ اپنی عاجزی کے اس کلام پاک کے مقابل اور نظیر لانے
سے معترف رہنے دوسری اصل معجزہ جیسا سر آغاز اسلام مین تھا ہنوز
موجود ہے نظر بران اس معجزے پر جزم و یقین بہ نسبت اور معجزات کے
قوی اور ارجح ہے اور اس تقریر سے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ
والتسلیم کے خاتم الانبیا ہونے کا راز مخفی بخلاف اور انبیا علیہم السلام
کے ظاہر ہو گیا کیونکہ اونکی زمان بعثت کی بُعد زمانے سے جو ان کے
معجزات کے ضعیف ہونے کی علت واقعی ہے اس انتہا کو پہنچی کہ
ان کے معجزات کا علم یقینی حاصل نہیں ہو سکتا سو واجب تعالی پر
ضرور ہوا کہ کسی دوسرے پیغمبر اولوالعزم اور کسی دوسرے معجزے
کو ظاہر کرتا تا کہ آدمیوں کو اللہ جل شانہ پر کوئی حجت اس کے بعد باقی
نرہے بخلاف ہمارے حضرت کے اس معجزے کے کہ دنیا کے انقراض

تک جیسا سر آغاز اسلام اور ہمارے آنحضرت کے زمان بعثت مین تھا ویسے
ہی باقی ہے اور باقی رہیگا اسیلیے اور کسی پیمبر کی ضرورت نہین اور نہ اور
کسی معجزے کی ہمیشہ کے واسطے اور جو کوئی اس کلام پاک کے اعجاز سے
انکار کرے اس کا انکار ویسا ہی ہے جیسے اور معجزات کا انکار بعد
واشگاف اور آشکارا دیکھ لینے کے واقع ہوا بلکہ اس سے بڑھکر اور اسی
مقام سے یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا معجزہ از جنس کلام ہونا ضروری ہے کہ اس کا باقی رہنا ضروری ہے اور
اس کی نوع کا بقا اسی فرد مین منحصر ہے کہ نوع کلام کے سوا اور معجزات
معرض زوال مین ہین اور یہ بھی خاتم الانبیا ہونے کا سر مخفی ہے کہ ہمارے
حضرت کا معجزہ اور انبیا علیہم السلام کی معجزات کی جنس سے نہین ہے
اور نہ اوروں کے لیے اسطرح کا معجزہ لائق ہے ورنہ وہی خاتم الانبیا
ہوتے سوای دانشمند یہان سے اپنے اذہان اصل مطلب کی طرف
منتقل کرو کہ حجت الٰہی تم پر تمام ہو چکی اور اللہ جل شانہ سیدھی راہ
جس کسی کو چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے اور انتہائی جواب تمہارا ہماری
اس تقریر پر اسیقدر ہوگا کہ ہم کو اہل عرب کے فصحا کا اتفاق
اس کتاب مقدس کے مقابل قاصر اور عاجز ہونے کا علم نہین سوا اسکا
جواب پہلے بطور نقض کے یہ ہے کہ جو کوئی سحر اور فن طب سے واقف نہین
ہے وہ بھی ساحروں اور طبیبون کا اتفاق حضرت موسیٰ اور جناب عیسیٰ
مسیح کے معجزات کے مقابلے مین ان لوگون کے قاصر ہونے کو نہین جانتا

دوسری اس امر یعنی رسالت کے ثبوت کے واسطے ان لوگون کا اتفاق کہ
عقل انکا اکٹھا ہونا امر غیر واقعی پر تجویز نہین کر سکتی کافی ہے جیسا ہی
امر ثبوت رسالت مین اگلے انبیا کے لیے کافی خیال کیا جاتا ہے اور نیز
تھوڑی تفتیش تحقیق سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے سو تم لوگ آپ اسکی
تحقیق اور جہاں بیان کر لو تم کو خود اس امر کا قطعی علم آجائیگا اور اس
امر کی واقعیت تو تم سے خود ہی ماخوذ ہے کہ عرب والونکی طبیعتوں کا
جھگڑالو اور ضدی ہونا آفتاب کی طرح ظاہر ہے اور اسلامی عالمونکا
بلند آواز سے پکارنا اس مقدس کتاب کے معارضے مین اس سے
بڑھکر ظاہر اور با این ہمہ وہ سب عرب والے اس کلام پاک اور اس
معجزے کے مان لینے مین متفق ہوگئے پھر کون شبھے کی بات تم مین
باقی رہی اللہ جل شانہ سے ڈرو شاید تم رستگار ہو اور نیز یہ معجزہ
کتاب مقدس ہمارے آنحضرت کا عقلیات سے ہے اور اس کا ادراک
عقلا کے لئے خاص ہے کہ جو خداوند عالم کے مخصوص بندے ہین نجلاف
معجزات اور انبیاء کے کہ حسیات سے ہین اور ظاہر ہے کہ ظاہری کرشموں کے
دیکھنے والے مقیدان حواس ہی ہین اور عقلا کے نزدیک وہ لوگ
عوام مین شمار کیے جاتے ہین خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگلے انبیا کے معجزات
کو کوئی اس معجزۂ خاص پر جانب ترجیح اور قوت نہین ہے ہان
عوام محسوسات کے زائد مالوف ہین بہ نسبت فہم معقولات کے
لیکن شک نہین ہے کہ خواص لوگ جو دانشمندون مین شمار کئے جاتے ہیں

اثبات قوۃ اعجاز قرآن بہ نسبت معجزات انبیاء سابقہ

انکے نزدیک معجزات معقولہ میں محسوسات سے زائد دو ر بین اور پر زور ہے سو
اگلے انبیا علیہم السلام کے معجزات عوام کی نگاہ میں بیشتر قوی ہین اور یہ
معجزہ خاص خواص کی نگاہ عقل دور بین میں پس خواص و عوام دونوکی
نگاہون کی ترجیح اور قوت ایک دوسرے پر عقلا پر آپ مخفی نہین ہوسکتی
اور ہرگاہ ہمارے کلام پاک کی اعجاز کی قوت بہ نسبت اور معجزات انبیا کے
مختلف وجہون سے ظاہر ہوگئی سو اگر بعضے ناانصافون نے اور معجزات
انبیا کے مانند معجزہ لانے کی درخواست مین اسپر اکتفا نکی بس وہی لوگ
ہین جو امر خیر بالذات کو اس سے فروتر چیز سے مبادلہ چاہتے ہین پس
انبیا لوگ اگر اس سے اعراض کرین تو یہ امر ان کے لائق ہے پس
جب ہمارے حضرت نے اون لوگونکی ہٹ دھرمی سے انسے اعراض
کی اور اون کے ظہور درخواست کو واجب تعالی کی مشیت پر موقوف
کیا تو کوئی حرج نہین کیونکہ ان ضدی لوگونکی وہی مثل ہوئی کہ کوئی
چراغ کی روشنی طلب کرے دن کو عین دوپہر شعشان آفتاب میں -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور ظاہر ہے کہ منکر لوگون کی غرض سوائے تحکم اور بیباکی کے اللہ
جل شانہ پر اور کچھ نہین بلکہ اگر واجب تعالی ان کے مطلوب کے موافق
ظاہر بھی کردیے تو بھی اون کو یقین اور سوجھ نہ ہوگی بلکہ وہ لوگ
اپنی استعداد کے خراب ہو جانے سے تیسرے مرتبے اور چوتھے مرتبے
یونہی دلیلین طلب کیا کرین گے جس مین کوئی فائدہ نہین عقلا کے

نزدیک نہ کہ ایسے عظیم منطق کے اور تیسرے ہم کہتے ہین کہ دوسرے اور تیسرے
مقدمے سے جو عنوان تحریر مین بیان کرائے ہین بر سبیل تنزل قطع نظر
کر کے اور صرف پہلے ہی مقدمی پر اکتفا کر کے کہ اس مین شک نہین کہ
معجزہ کسی فن خاص کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ عام اس سے کہ از جنس
صوت اور کلام ہو یا از قسم تقلیب اعیان و تصرف فی الابدان ہر گاہ
تحدی اور معارضہ کے ساتھ ہوا اور دوسرا منکر رسالت اس کا معارضہ
نہ کر سکے وہی معجزہ ہے اور اس مین بھی شک نہین کہ ہمارے جناب
سرور کائنات ہنگام اظہار نبوت ایک ایسا بے نظیر کلام پاک لائے
کہ اس کی کوئی نظیر نہ لا سکا سو اگر تم لوگ یہ کہو کہ جب عرب والونکے
سوا جو عجم کے رہنے والے ہین چونکہ اس فن بلاغت عرب سے واقف
نہین تو اس کلام پاک کے اعجاز پر کسطرح مطلع ہو سکتے ہین سو انپر یہ کتاب
حجت نہین ہو سکتی نظر بر آن آنحضرت کی بعثت بھی انپر نہین ثابت
ہو سکتی لیکن اس کا جواب اثبات رسالت کے ذمہ دار ونکی طرف سے
یہ ہے کہ آنحضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ایک ایسی
کتاب مقدس لائے کہ عرب والے اس کا معارضہ نہ کر سکے اور اسکی
نظیر پیش کرنے مین اپنے عجز و قصور کے معترف ہوئے تو آنحضرت کی
اظہار رسالت میں خاص عرب والوں پر واقعیت تو ثابت ہو گئی
اور جب آپکی رسالت خاص عرب پر ثابت ہو گئی تو سارے عالم پر
ثابت ہو گئی کیونکہ وہ کتاب مقدس خود بیان کرتی ہے وما ارسلناک

الا کافۃ للناس یعنی ہمنے تمہیں سارے آدمیوں پر عام اس سے کہ عرب
ہوں یا عجم رسول کر کے مبعوث کیا ہے تو سارے جہان کے لوگوں پر یہود
ہوں یا نصاری بت پرست ہوں یا آتش پرست آپکی پیروی اور فرمان
بری واجب ٹھیری کیونکہ بعد ثبوت نبوت کے عرب ہی والوں پر ہی
آپ کے کلام پاک میں اظہار غیر واقعی کا تو احتمال ہو نہیں سکتا۔

ماہر دو عالم قیمت خود گفتۂ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اور نیز یہ امر مخفی نہیں کہ اگر ان دونوں مقدموں سے جو ضمن تمہید
اور سر آغاز تحریر مین اثبات نبوت کے متعلق ہم بیان کرائے ہین
قطع نظر کیا جائے تو اس طریق کے سوا ثبوت نبوت کسی نبی کا
عام طور پر ممکن نہین ہاں اگر نص متواتر سے ثابت ہو سو نص
متواتر جو عام طور پر نبوت سے خبر دیے وہ مشکل ہے پس ثبوت نبوت
بھی مشکل ہوگا اور نیز اسلام کے مخالفین یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ
عرب والوں کا عام طور پر اتفاق اس کتاب مقدس کے معارضے
میں قاصر ہونے کا معلوم نہین۔ اور خاص اہل اسلام کا اتفاق اس
امر پر ہم لوگون کے مقابلے مین کچھ مفید نہین اسلیے کہ ہم انکو اس
اظہار مین سچا ہونا نہین جانتے کیونکہ ہم اس کے جواب مین بطور اگلے
نقض کے کھینچینگے کہ عیسوی اور موسوی نبوت کے ثبوت مین عام طور
پر اتفاق ساحرون اور طبیبون کا ان کے معارضے مین قاصر ہونے کا
اس زمانے کے مخالفین نبوت عیسوی اور موسوی کو بھی معلوم نہین

اور اتفاق ان حضرات کی نبوت کے یقین کرنیوالوں کا بھی کچھ مفید نہیں
توان حضرات کی نبوت کا ثبوت بھی مشکل ہو جائیگا اور دوسرے
تحقیقی جواب یہہ ہے کہ اس امر کے یقین کرنے کے لیئے اتفاق ایک
بڑی جماعت کا جس کا اکٹھا ہونا امر غیر واقعی پر عقل نہین تجویز کرسکتی
کافی ہے چاہے وہ اہل اسلام ہی ہوں اسلیئے کہ اصل مقصود معارضے
سے قاصر ہونے کا علم ہے سو جب ہم یقین کر چکے امر غیر واقعی پر
اکٹھا نہو سکنا ایک بڑی جماعت کا تو اصل مطلب کا یقین بھی حاصل
ہو گیا انتھی باقی آپ کے معجزات آپ کے آثار کمالات تصرفات کے
ضمن مین اسلامی علمار نے اسی ضابطہ عقلی سے جس سے اگلے واقعات
ہوں یا علوم ہر پابند مذہب اور ہر فلسفی طریق والے کو دریافت
ہوتے ہین اور اس کے سوا کوئی دریافت کا طریق نہین قریب چار
ہزار کے کتابوں اور دفتروں میں ضبط کئے گئے ہین اور دیکھنے والونکے
بیان سے تحقیق رجال سے بطور زبان بندی اظہار کے جیسا کسی
امر کی واقعیت کے اثبات میں گواہونکا اظہار کسی فریق عدالت کے
ثبوت دعوی میں عدالتوں میں قلمبند ہوتا ہے قلمبند ہوے ہین
ہر چند وہ معجزات خواہ قمر کا انشقاق ہو یا سنگ ریزونکی تسبیح یا
بزغالۂ بریاں کا متکلم ہونا یا مردے کا زندہ ہونا یا معجزات موسوی
میں عصا کا اژدہا ہو جانا کچھ عقلاً بھی محال نہین اور جیسا وہ لوگ
جو خداوند عالم کی جاذبہ عنایت سے نیچر کی دلدل سے نکل آئے ہین

اور کسیقدر ان میں آشفتگی باقی ہے کہ وہ خداوند آلائشیوں سے پاک کرنیوالا اس
سے بھی انہیں پاک کردیگا بیان کرتے ہین کہ ایسے معجزات سے دلیل لانا قانون
قدرت اور فطرت کے خلاف ہے حال آنکہ یہ امر زینہار قانون فطرت کے خلاف
نہیں کیونکہ قطع نظر اس کے کہ وہ خداوند توانا اور قادر کیا یہ نہین کرسکتا کہ
سنگریزہ میں حیات اور قدرت اور کسی جسم خاص میں یہ دونوں صفتیں اور
گویائی کی قدرت پیدا کردے آخر اس کارخانہ قدرت اور کارگاہ فطرت ہی مین
دیکھو اور غور کرو کہ باز روح سے جو ایک نباتی ثمر ہوتا ہے اور تخم ذرعت کنارے
بچھو پیدا ہوا کرتے ہیں اور گائی کے گوشت سے زنبور اور ڈھیلوں سے چوہے
اور عفونات سے مکھیاں اور نطفے سے انسان سو وہ پروردگار توانا اور قادر
ہے اس امر پر کہ کسی مقدس نفس نبی کے اعجاز کے لیے جس مین خیر بالذات عالم
کے واسطے مضمر ہے کسی سنگریزہ یا کسی جسم خاص میں حیات اور قدرت دفعۃً
پیدا کردے اور جس نے سانپ کا پیدا ہونا عورت کے بالوں سے دیکھا ہوگا
یا فلسفے کی کتابوں مین عجائب عالم کی سیر کی ہوگی وہ عصا کے اژدہا ہو جانے
یا بزغالۂ مسموم کے متکلم ہونے سے تعجب نکریگا اور خلاف قانون فطرت نکھیگا
کیونکہ لکڑی کو تو پیش ازین نفس نباتی سے تعلق بھی تھا اور بالونکو تو کچھ
بھی نہین اور نیز اجسام ایک دوسرے کے متماثل ہوا کرتے ہین جو ایک
جسم مین ممکن ہے دوسرے جسم میں بھی کچھ ممتنع نہین کہ حکم المثلین واحد ہر چند
جسم انسانی اعتدال مزاج کی وجہ سے ان صفات کی قابلیت زائد رکھتا ہے
اور ظاہر ہے کہ اعتدال حرارت اور رطوبت وغیرہ چاروں طبیعتوں کے

وجود پر موقوف ہے لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اور جسمون میں حرارت اور رطوبت
وغیرہ کی قابلیت نہین ہے ممکن ہے کہ اس قابلیت کے ساتھ ہر جسم میں کسی مقدس
کی دعا اور ہمت کی تاثیر سے وہ امر قدرت نما ظاہر ہو جس سے سرکشونکی گردنین
جھک جائیں اور وہ فعل اعجاز نما انسانی قدرت سے بالاتر جان کے جس نفس مقدس
کی تاثیر سے وہ فعل خداوندی ظاہر کیا گیا ہے اس کی خصوصیت اور وجاہت
خداوند بالادست کی بارگاہ میں مخاطبین احکام خداوندی کے اذہان مین
راسخ اور مضبوط ہو جائے باقی فوری تاثیر یا تدریجی تو اس عالم وجود میں
خود ہم لوگ دیکھا کرتے ہین کہ آفتاب سے تو پانی دیر کو گرم ہوتا ہے اور
آگ سے تو فوراً ہی گرم ہو جاتا ہے۔ سو خداوند عالم کی قدرت جو انسانی
قدرت سے لاکھ درجہ بڑھکر ہے انبیا علیہم السلام کے مقصود نافذ کرنے کے
لیئے ظاہر ہو تو کوئی استحالہ کی بات نہین ہان اگر معجزات انبیا علیہم السلام
کے مخالفت قانون قدرت ہے اس قاعدے کی بنا پر ہے کہ اسباب اور
مسببات مین تلازم عقلی ہے اور یہ اقتران لازمی ہے کہ معقولیان خام کے محاورے
میں اسی کا نام قانون قدرت ہے سو یہ قاعدہ کوئی برہانی الثبوت نہین اور
نہ قابل تسلیم کیونکہ اس نظام محسوس کارگاہ آفرینش میں ہمارے مشاہدے
میں کسی چیز کا اور اثر کا ظاہر ہونا کسی دوسری چیز کی معیت مین کچھ اس امر پر
قطعاً دلالت نہین کرتا کہ اس اثر کا وجود نفس الامر میں اسی دوسری سے ہے
چیز سے ہے بلکہ مشاہدہ صرف اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اثر دو چیزونکی
ملاقات سے جن کا نام سبب عادی اور مسبب عادی ہے خارج میں ظاہر

ہوا اس امر پر زنہار دلالت نہین کرتا کہ وہ اثر اسی سبب عادی سے نفس الامر مین پیدا ہوا ہے اور نہ اس امر پر کہ اس کے سوا کوئی علت موجود اس اثر کے لیے واقع اور نفس الامر مین نہین ہے کیونکہ اس امر مین معقولیون اور حضرات اسلامیون کے کوئی اختلاف نہیں کہ روح کا انسلاک اور مدرکہ اور محرکہ قوتون کا سریان حیوانات کے نطفے مین نہ طبیعت کے فعل سے ہے اور نہ باپ بیٹے کا وجود ہے بلکہ ارواح علویہ جو حوادث پر مقرر ہین انکے ذریعے سے یا بلا واسطہ خاص مبدا فیاض ہی کے فیض ابداع آثار آفرینش سے ہے حالانکہ ہر شخص جانتا ہی کہ یہ سارے آثار و معانی خواہ روح کا انسلاک ہو خواہ طبعی قوتون کا سریان حیوانات کے نطفے مین ہنگام انصباب نطفہ رحم مادر مین پیدا ہونا شروع ہوتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اقتران عادی آثار کے ظہور مین ایک چیز کا دوسری چیز سے اوس کے واقعی موجد ہونے پر دلالت نہین کرتا ہے اور نیز جب لاتناہی اشیاء برہان التطبیق کی رو سے فلسفیون کی دانست مین بھی کوئی چیز نہین تو ظاہر ہے کہ اسباب اور مسببات کا سلسلہ سارے نظام محسوس مین اسی مبدا کل کیطرف منتہی ہوگا پس اجزای سلسلۂ واسطہ فی الثبوت کے طور پر وسائط اور معدات ہونے کے اور کوئی کام نہین دیسکتے کہ وہ اسباب آپ ہی اپنے وجود مین اس مبدا فیاض کی نیازمند اور اسکی فیض وجود در دولت کی دریوزہ گر ہین دیکھو عارف رومی کی تقریر دلپذیر اگر دل سخن پذیر ہو اس مقام پر اس مضمون سمجھانے کو کسقدر کافی ہے مثنوی۔

سنگ بر آہن زنی آتش جہد   ہم بامر حق قدم بیرون نہد

سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک	تو بہ بالاتر نگر ای مرد نیک
کہ این سبب را آن سبب آورد پیش	بے سبب کی شد سبب ہرگز ز خویش
آن سببہا کانبیا را رہبر اند	آن سببہا زین سببہا برتر اند
آن سبب را محرم آمد عقلہا	وآن سبب را گشت محرم انبیا
این سبب را آن سبب عامل کند	باز گاہے بے بر و عاطل کند
این سبب چہ بود بتازی گو رسن	اندرین چہ این رسن آمد بفن
گردش چرخہ رسن را علت است	چرخہ گردان را ندیدن زلت است
این سببہای مجازی در جہان	ہان وہان زین چرخ سرگردان مدان

ذکر اثبات معجزات بہ نظر دیگر

اور نیز دوسری روش سے معجزات کے امکانکی معقولی تقریر پھر عرض کرتا ہون کہ ہر گاہ و مبداء کل جو سارے نظام محسوس اور معقول کی نہایت ہی فاعل بالاختیار ہے نہ بایجاب ایسلیے کہ اگر بالطبع اور بایجاب ہوتا تو اول یہ ہے کہ افعال نظام محسوس مین قابل مدح نہو سکتا جیسے جوہر نار کہ احراق مین اسے فاعل بالطبع کہتے ہین نہ باختیار اور ظاہر ہے کہ ادنی اس فعل مین کوئی قابل مدح نہین جانتا حال آنکہ وہ کون فلسفی ہے یا غیر فلسفی اس مبداء کل کی حسن ترتیب اور اعلی درجے کی خوبیون کا اس نظام محسوس مین مداح اور رطب اللسان نہین دوسرے اگر فاعل بالاختیار نہوتا تو مبداء کل موثر موجب کی بقائی جاوید کی نظر سے سارے معلولات اور آثار کو بھی دوام ہوتا حال آنکہ تغیرات عالم اور انقلاب محسوس عدمی اور وجودی ہر زمانے مین بدیہی اور مشاہد ہین اور ایسی

نگاہوں کے سامنے واقع ہوا کرتے ہیں کہ موقع انکار نہیں ہو سکتا سو جب فاعل
بالاختیار اور انتہائی سلسلۂ نظام محسوس نفس الامر میں اس کے سوا دوسرا نہیں
اور سارے اجزائے نظام محسوس سلسلۂ اسباب میں رنگ ریز کی طرح کپڑے کے
رنگین کرنے میں صرف واسطہ فی الثبوت ہیں پھر اگر اس نظام محسوس قانون
قدرت میں خیر بالذات ظاہر کرنے کے لیے کچھ الٹ پھیر اور انقلاب محسوس بھی
اس مبدا کل کی تصرفات سے واقع ہو تو عقلاً کوئی امر مزاحم نہیں ہو سکتا
اور اس کے سوا یہی تقریر اثبات معجزات کی دوسرے طور سے قانون عقل
کی روش سے لائق سننے اور سمجھنے اور غور کرنے کے ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ
اشیاء کا وجود عارضی ہے کیونکہ آمد و رفت وجود اور ماہیات ممیزہ کا نفس وجود سے ایک
علیحدہ چیز ہونا سارے اشیاء عالم میں اس مقدمے پر شاہد ہی ہیں اور وجود عارضی بداہتہً
بغیر کسی موجود بالذات کے ممتنع ہے سو موجود بالذات حضرت مبدا کل
جل و علا اور اشیائے عالم وجود اور کمالات وجود میں اس سے
فیضیاب اور صفات وجود جیسے حیات اور قدرت حس و حرکت تکلم اور
گویائی ان صفتوں کو وجود سے ویسی ہی نسبت ہے جیسے صادر کو مصدر سے
ہوا کرتی ہے کیونکہ یہ صفات اگر وجود سے صادر نہیں ہوئے تو ثبوت
صفات کے لیے وجود موصوف کی کیا ضرورت تھی بس وہی موجود بالذات
جس کو عرب کی اصطلاح میں حق جل شانہ کہتے ہیں اور فلسفے کی اصطلاح میں
واجب بالذات جو مبدائے وجود ہے وہی بطریق اولیٰ مبدا صفات بھی ہے
پس حیات و قدرت حس و حرکت صفات وجود کسی چیز میں فوراً پیدا کر دینا

حضرت ... معجزات ... بطریق ...

خصوص ایسے مقام پر کہ کسی جوہر پاک بندہ خاص کی خصوصیت اپنی بارگاہ میں
ان کے اظہار صداقت اور وجاہت کے لیئے درکار ہو اور جس سے گرفتاران
عالم حس کے خیالات اور افعال کی اصلاح اس کرشمۂ قدرت نما کے مشاہدہ
پر موقوف ہو تو نہ اس میں کوئی استحالے کی بات ہے اور نہ عقلاً دانشمندوں کو
موقع انکار مع ہذا میری خاتمۂ تقریر کا خلاصہ مطلب یہ بھی ہے کہ یہ سب معجزات
صحیح اور عقلاً جائز لیکن مخالف نافہم کے لیئے شعر

معجزہ از بہر قہر دشمن ست بوی جنیت بی دلبر دانست

اللہ اللہ بوی جنیت افاضۂ فیض مبداء فیاض جل وعلا پر موقوف ہے
لیکن عاقل اور دانشمندوں کے واسطے جیسے بارگاہ احمدی کے اصحاب
فیض یاب کہ اکثر بڑے شاعر اور بلیغ اور فصیح اور خطیب تھے اور لطافت
کلام اور رموز اور باریکیوں کے بڑے عارف اور ماہر آخر اس قران پاک
کے اعجاز کو دیکھکر دنگ ہو گئے کہ ہر آیت اس کلام پاک کی انکی نگاہ میں
ایک قوی برہان تھی اور ہر سورت سے اس کلام اعجاز نظام کی عصای
موسوی کی تاثیر ظاہر ہوتی تھی اور ہر واقعے کی حکایت دل کے روشن
کرنے میں ید بیضا سے کم نہ تھی با این ہمہ شعر

جمال انتہاد قران نقاب انگاہ بکشاید کہ دارالملک ایمان را بیابد خالی از غوغا

اب بعد ختم تقریر اسبات نبوت وہ شبہے اور اعتراضات جو مخالفین نبوت
کے اذہان میں شیطانی خطرات کی طرح گذرتے ہیں ان کے جواب دانشمندی
کی روش پر عرض کرتا ہوں بعضے مخالف اسلام اپنی تحریروں میں ہرزہ

سرا ہین کہ اگر قرآن پاک کا اعلیٰ درجۂ بلاغت اور حسن منتظم مین مرتب ہونا تسلیم کر لیا جائے کہ اسکی نظیر اکثر افراد نوع انسان کے امکان سے باہر ہو تو ممکن ہے کہ آنحضرت کے خدام کو یہ صناعت بلاغت کلام کا اعلیٰ درجہ انہیں باکتساب حاصل ہو کہ اِس ودرہٗ نبوت کے مخالف لوگ اس کے مقابلے سے قاصر ہون اور یہ امر اکثر فنون مین اور بیشتر صناعتون مین واقع ہوا کرتا ہے کہ کبھی ایک شخص ان میں کسی صناعت خاص میں ایسا بے نظیر نکل آتا ہے کہ اس قلمرو میں اس صناعت خاص میں جوہر فرد کی طرح منفرد ہوتا ہے اور اس فن خاص کے دانشمندون میں رئیس فی الصناعۃ قرار پاتا ہے کہ اسکی وجاہت اور عظمت اس کے معاصر لوگ مٹا نہین سکتے سو یہ احتمال حضرت کی جوہر ذات مین خیال کرنے کو کوئی امر مانع نہین سو اس شبہے کا جواب زمین بوس بارگاہ نبوت کی طرف سے اس تقریر سے ادا ہوتا ہے کہ اگرچہ صناعت بلاغت اور حسن کلام کی بنیاد متکلم کے جوہر فطرت اصل استعداد پر مبنی ہے لیکن بلاغت اور فصاحت میں کمال اور اعلےٰ درجے کی ترقی کے لیے اس فن خاص کا شغل و مشغلہ اور اس کام مین لگے رہنا ہر عاقل کے نزدیک نہایت ضرور ہے جسطرح شعر و سخن کے ذوق میں اشعار موزون کرنا اور خطبون اور تقریرونکی اعانت اور رسالون اور خطبون کے درس و مدارست اور فصیح اور زبان آورون سے گفتگو اور فصاحت اور بلاغت والون پر روزمرہ بول چال میں تقریر و تحریر میں بیشدستی کہ ان کامون سے ملکۂ بلاغہ مین ترقی ہوا کرتی ہے اور

ایسا شخص موافق ابتدائی استعداد کے جو اس کی جوہر فطرت سر آغاز آفرینش
میں مضمر ہے زبان آوروں اور بلیغوں کے زمرے میں شامل ہوا کرتا ہے اور
ایسا شخص تحسین کلام اور بلاغت میں ہرگاہ ایسا بلند پایہ اور ترقی میں ممتاز ہوں
ضرور ہے کہ کوئی اس کے نوعیہ افراد میں اس کا فی الجملہ نظیر بھی ہو اور کوئی
اس کے صنف اور قوم میں اس کا مانند بھی ہو اگرچہ بعض درجات اس فن
خاص میں اس سے کمتر ہی ہی اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم اگرچہ اصل فطرت میں اس فن خاص میں صاحب استعداد بھی ہوں
لیکن ہم آنحضرت کو ابتدائی پیدائش سے چالیس برس کی عمر تک جو سن
تحصیل اور شغلۂ فنون ہے زنہار ہم نہیں پاتے کہ آپ نے اس صناعت
بلاغت کا کبھی ایسا مشغلہ فرمایا ہو کہ جس سے اس اعلیٰ درجہ حسن کلام پر
فائز ہوئے ہوں اور نہ کبھی اس چالیس برس کی عمر میں آپ نے شعر سخن
سے قولاً یا روایتہً کسی سے مدد لی ہو اور اس فن خاص کے خطبے یا بلاغت
کے تقریر وں کی طرف کبھی آپ نے توجہ فرمائی ہو اور ہم کسی مقام سے
دریافت نہیں کر سکتے کہ کبھی آپ نے فصیحوں کے محاورے اور بلیغوں کی
بول چال کی طرف ذرا شوق کیا ہو حالانکہ آنحضرت ساری عمر ہماری
بیچ میں رونق افروز رہے کہ آپ کا حال اخبار و سیر کے جاننے والوں
اور آپ کے معاصر لوگوں پر مخفی نہیں رہ سکتا اور کیونکر چھپ سکتا ہے
حالانکہ جو کوئی اس خاص فن میں آپ کو مدد دیتا آفتاب نیمروز کی
طرح ضرور مشتہر ہو جاتا کہ ہمارے بہت بڑے فخر کا ذریعہ تھا سو جب آپ کی

عمر شریف چالیس برس کی ہوئی اور آپنے پیمبری کا دعوی کیا اور قرآن مجید کے
ساتھ مخالفوں سے تحدی اور معارضے کی درخواست کی تو صرف قرآن ہی
میں اس درجے کی بلاغت پائی کہ مخالف لوگ با این ہمہ کمال زباندانی اور
حسن بیان کے اس کے معارضے سے عاجز آگئے اور انہوں نے اس مخالفت
میں اپنی ہر طرح کی سبکی اور توہین گوارا کی اور نیز ہر منصف کی عقل سلیم پر
یہ بات مخفی نہین کہ قرآن پاک اس روش مین بلاغت و فصاحت کی ایسا بےنظیر
ہے کہ نہ اشعار اور رجز کی روش پر ہے اور نہ خطبے اور تقریرون کے طرز پر اور
نہ کہین سے کوئی مثال تحریری یا تقریری اس طرز کی پائی جاتی ہے اور نہ سارے
عرب والوں کے بیچ مین یہ اسلوب اور یہ خاص روش جو نظم قرانی مین برتی
گئی ہے معہود تھی آیا آپ ہی اس طرز خاص کے پہلے مخترع اور ایجاد کرنیوالے
تھے کہ اس اعلے درجے کو اس طرز خاص مین پہنچے کہ بے نظیر ہو گئے سو یہ
دستور ہر چیز کے اختراع کرنیوالے کا زنہار نہین ہے بلکہ پہلے ہر چیز کے
اختراع کرنے والے کا دستور یہ ہے کہ اس سے ایجاد اور اختراع ہر چیز
کا تدریجی ہوتا ہے جیسے سچ کہ اس کے اطوار آفرینش میں آہستہ آہستہ
ترقی ہوتی جاتی ہے لیکن ایسا کسی چیز کا اختراع کرنیوالا کہ انتہا درجے کو
اس اختراع خاص میں ترقی کی ہو کہ اس سے بڑھکر نہ ہو سکے اور اس کے
بعد کوئی اعلے درجہ نہو سو یہ امر کسی افراد نوع بشر کی مخترع لوگون مین
دستور نہین بلکہ کہہ سکتے ہین کہ بحسب استقرا البشر کے افراد مین غیر ممکن ہے
سو آنحضرت کا اس فن خاص میں اپنی گذشتہ عمر مین چالیس برس میں کبھی

شغل و مشغلہ نکرنا اور قرآن پاک کا اس طرز خاص میں بے نظیر ہونا کہ جس کے معارضے سے بڑے بڑے عرب کے زبان دان زبان آور قاصر رہے اس وہمی احتمال کو آپ باطل ٹھہراتا ہے اور ان شبہات کو بے اصل اور مہمل اور اگر مخالف لوگ کہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نبوت کے اظہار دعوے سے پیشتر آپنے روم کے شہرون میں تجارت کے لیے دو مرتبہ سفر فرمایا ہے اور ہمین خبر ملی ہے کہ بعضے دانشمندوں اور نصاری کے عالموں سے آپ سے ملاقات ہوئی ہے جیسے در حقیقہ اور واقع میں بحیرا نامے نصاری کا ایک عالم جو شام کے راستہ میں آنحضرت کو عرب کے تاجرون کے ساتھ ملاحظے کے واسطے آیا کہ اسے آسمانی کتابون کے ذریعے سے معلوم تھا کہ آپ ہی وہی فار قلیط ہیں چنانچہ سولھویں باب میں یوحنا کی مرقوم ہے کہ حضرت عیسی مسیح نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد سارے جہان کے سردار ایک نبی امین کے جن کا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا جنکی عیسی مسیح علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ نے بئیبل مین خبر دی تھی اور آپ پچھلے زمانے کے عالی شان پیغمبر ہون گے جیسا آپ کے حالات مین تاریخون میں مذکور ہے سو غرض مخالف کا خیال کہ شاید آنحضرت نے خدا کی پناہ یہ قرآن پاک بحیرا سے نقل و تالیف کیا ہو اور یہ شریعت مطہرہ آپ نے انھیں سے تعلیم پائی ہو سو جب اپنے شہر مین واپس گئے تو آپنے رسالت کا دعوی کیا اور آپنے دعوی کی تائید میں اس قرآن کریم کو پیش کیا اور اس شریعت غرا کو چونکہ آپ کے شہر مین کوئی دانشمند صاحب معرفت نتھا جو قرآن کریم کا مقابلہ کر سکتا لہذا وہان کے لوگون کو

خیال ہوا کہ جو شریعت مطہرہ آنحضرت لائے ہیں وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے آدمی کا دخل نہیں اس کا شافی جواب اجمالی یہہ ہے کہ یہہ واہی اور فرسودہ پارینہ ہے دورہ نبوت میں ایک غلام رومی نصرانی جو اسلام کے دولت سے سرفراز ہوا تھا آپکی حضور میں کمال محبت سے حاضر ہوتا اور حالات انبیا اور ایمانیات کی تحقیق کرتا اوسپر یہہ افترا ہوا کہ وہ آپ کو یہہ قران پاک تعلیم کرتا ہے سو جواب اجمالی اوس کا معلم اول جل اعلی کیطرف سے قران کریم میں آپ ارشاد ہوا ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین کہ ہم تحقیق جانتے ہیں کہ بے ایمان لوگ افترا کرتے ہیں کہ ایک بشر آپ کو یہہ قران پاک تعلیم کرتا ہے حال آنکہ جسکی طرف انکا واہی خیال ہے وہ ایک مرد عجمی ہے اور یہہ قران ایسا فصیح عربی مبین روشن اور اسلوب کا علوم کی جامعیت کی ساتھہ ممکن نہیں کہ ایک عجمی تعلیم کر سکے اور جواب تفصیلی یہہ ہے کہ اس قران کریم کے مانند جو ایسے صفات فاصلہ پر مشتمل ہے جس کی تصریح ہمارے اللہ لال میں گذر گئی اور بڑے بڑے عالم اور دانشمند علوم سیاست کے جاننے والے اس کی نظیر نہ لا سکے اور اس شریعت غرا کے مانند جو سچے عقائد اور عمدہ حالات اور عمدہ اخلاق اور ایسے عبادات پر جنکی حکمتیں اور اسرار مخفیہ ہم اہل اسلام کے دانشمندوں کے اسرار قرآنی کے دفتروں میں مشرح مذکور ہیں اور احکام جو نوع انسان کے خانگی اور ملکی بندوبست اور دنیا کی زندگی میں اور معاد کی اصلاح کو حاوی ہیں اگر کسی غیر سے سیکھنے

اور ایسی عمدہ تالیف تعلیم کے ذریعے سے ہم غیر واقعی طور پر فرض بھی کریں تو
ضرور ہے کہ اس تعلیم اور تالیف کے لیے ایک زمانۂ دراز درکار ہے سالہا سال کا
اگرچہ معلم اور استاد کیسا ہی بڑا دانشمند اور حکیم ہو اور تعلیم لینے والا انتہا کا
ذہین و ذکی حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مکہ شریف اپنے وطن اصلی
سے ساری عمر میں جس میں آپ نے ہمارے بیچ میں بسر کی قریش کے تاجروں کے
ساتھ جو روم کے شہروں میں آتے جاتے تھے چند ہی روز غیبت واقع ہوئی
وہ چند روز وہی جو آمد رفت مکہ و روم اور کاروبار تجارت کے لیے ضروری تھے
اور یہ زمانہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتا کہ ایک بات بھی آپ کسی غیر سے تعلیم پا سکتے
اور ہر کوئی تعلیم کی صعوبت اور اس کے لیے کافی زمانہ کی ضرورت جانتا ہی
علاوہ اس کے لکھے پڑھے آدمی کے لیے ایسا علم وسیع شریعت کا کسقدر
دشوار ہے اور کتنا زمانۂ دراز اسکی تعلیم کو چاہیے نہ کہ آنحضرت کہ آپ
ابتدا ہی سے پڑھے لکھے نہ تھے سو ساری شریعت کی تعلیم با این ہمہ آپکے
امی ہونے کے اور اپنے وطن اصلی سے اسقدر کمی زمان غیبت کے ساتھ
عقل سلیم کیونکر تجویز کر سکتی ہے اور نیز ارباب انصاف غور فرمائیں کہ
کسی فرد نوع انسان کا نوشت و خواند کسی صناعتہ کا نہ جاننا اوس کا اظہار
عدم العلم صناعتہ کا کافی ہے نفس الامر میں جو لوگ مدعی ہوں کہ فلاں اس
صناعتہ کو جانتا تھا ادس کا ثبوت اور اوس کی اثبات کا مدعی ذمہ دار ہے
اور جیسا کہ عرصہ دراز سے ہم سنتے آتے ہیں آپ کا امی ہونا اور بے پڑھا
لکھا ہونا جس کا آپ اپنے نفس نفیس کے بارے میں اظہار فرماتے تھے

اور جس کا قرآن پاک میں جو عام و خاص کے سامنے پڑھتے تھے بلفظ نبی امی مذکور
ہے اور نیز اثبات حجت میں اپنی شریعت مطہرہ کے کہ بشر کی تعلیم سے نہیں
ہے خداوند کریم کا ارشاد باعلان اظہار فرماتے تھے وماکنت تتلوا من
قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون کہ تم ای
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پیشتر کوئی کتاب پڑھے نہ تھے اور نہ لکھ سکتے تھے
ورنہ اہل باطل تمہاری نبوت میں شبہات پیدا کرتے غرض یہ آیت ہمارے
نزدیک بے شبہہ ثابت ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و التسلیم ہمارے
بیچ میں پیدا ہوئے حال آنکہ کسی مقام سے دریافت نہین ہوتا کہ آپ نے
صناعت کتابت اور پڑھنے لکھنے کی طرف کبھی توجہ فرمائی ہو اور نہ کسی نے
آپ کو دیکھا اور نہ یہ نقل کیا گیا کہ آپ نے کبھی ایک سطر بھی لکھی ہو اور
اگر آپ اپنی اس قوم کے بیچ میں کہ جن مین اس فن خاص کے جاننے
والے بہت تھوڑے لوگ تھے لکھنا پڑھنا جانتے تو ہمپر آپ کا حال
مخفی نہ رہ سکتا حال آنکہ کوئی باعث اخفا نہ تھا اور اگرچہ اس کے اخفا کا
قصد ہوتا اور نفس الامر مین کیونکر قصد اخفا ہو سکتا تھا حال آنکہ اس کے
اظہار کا باعث ظاہر تھا کہ ایسی بے پڑھی لکھی جماعت میں اس صناعت
کی دانست اوصاف کمال میں ہے اور عقل کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس صناعت کی سیکھنے سے پیشتر آپنے مضبوط ارادہ
کیا کہ آپ اسے سیکھین گے اور آپ اس کو چھپاتے بعد اس کے اس قرآن
اور اس شریعت کے سیکھنے مین آپ روم کے دانشمندوں سے اس

صناعت کے ذریعے سے مدد لیتے بعد اس کے دعوی رسالت فرماتے سو کیسے یہ
ارادہ تمام ہو سکتا تھا پھر آپ کے لکھنے پڑھنے کا اخفا پھر آپ کا سیکھنا اس
قرآن اور شریعت کا پھر اس کا اخفا پھر دعوی رسالت سو ایسی بات سوائے
جھگڑالو اور وہمی آدمی کے کوئی دوسرا کہہ نہیں سکتا علاوہ اس کے ایسے
معلم کے وجود کو جو ان سارے معارف اور علوم کا عالم اور اس کے اطراف کا جسپر
قران اور شریعت مطہرہ مشتمل ہے روم کے شہروں میں اور نہ کسی اور شہر مین
عقل تجویز کر سکتی ہے اور ہم کو بعد در خور دا اور میل جول کے روم والوں اور
نصاری سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ جس شریعت کے علم کو آنحضرت پروردگار
عالم کے حضور سے لائے ہین انکی ساری عالموں کے بیچ میں اس کا پتا نہیں
نہ کہ ان کے بعضے دانشمندون میں بلکہ ان سے مخالطت کے بعد اور انکے
خبردار ہونے پر اس جامع شریعت کے ہم آپ دیکھتے ہین کہ اس جامع
شریعت کے حسن انتظام سے آپ ہی متعجب ہوتے ہین اور جسقدر احکام
اور قوانین انکی سلطنت کے شہرون کی سیاست اور بندوبست کے لیے مناسب
ہیں اس جامع شریعت سے اقتباس کیا کرتے ہین سو یہ شریعت کیونکر
انکے علماء کے پاس ہوتی اور وہ اس کو اپنے بیچ مین شایع اور مشتہر
نکرتے اور اس کو چھپا رکھتے کہ ظاہر نہ ہو اور اس کو آنحضرت اظہار فرماتے
اور پھر وہ لوگ اس جامع شریعت سے اقتباس کرتے علاوہ اس کے کہ
جن احکام اور عقائد کو آنحضرت خداوند بندہ نواز کی حضور سے لائے ہین
اکثر نصاری کے عقائد اور اعمال اور اخلاق کے مخالف ہین اور آنحضرت نے

ان کے عقائد اور اعمال کی مذمت میں احادیث مروی ہین سو عقل سلیم کیونکر
تجویز کر سکتی ہے کہ با این ہمہ اس مذمت کے اور اکثر مقام مین عقائد مین
مخالفت کی آنحضرت نے ان عقائد اور اعمال کو نصاری کے عالمون سے
اخذ کیلہے اور تعلیم پائی ہے اور کون چیز ایسی نامعقول امر کی باعث
ہوئی سو ایسے نامعقول واہی احتمالون سے خدا کی پناہ اور اگر ان
سارے موانع سے جو آنحضرت کے جامع شریعت کے سیکھنے مین قوی مانع
ہین قطع نظر کیا جائے تو ایسے واہی احتمال کے واسطے ایک مانع قوی
تر موجود ہے کہ آپ اس شریعت مطہرہ اور قرآن پاک کو ایک بارہ نہین
لائے بلکہ آغاز دعوی رسالت سے جب تک آپ کا دین محمدی کامل اور
پورا ہوگیا متفرق اور جدا جدا اور بتدریج لائے ہین حوادث اور
واقعات کے مطابق جو آپ کے اور مخالفون کے بیچ مین پیدا ہوا کرتے
تھے یا ان کے موافق لوگون کی حالت موجودہ کے اقتضا سے کہ کبھی کسی
دعوی پر استدلال تھا اور کبھی کسی شبہے کا رفع اور کبھی کسی سوال کا
جواب تھا اور علی ہذا القیاس تدریجی احکام واجب التعمیل سے متعلق یک یا
آیت یا دو آیتین ایک سورت یا دو سورتین نازل ہوتی تھین اور
آپ مصالح اور واقعات اور نوازل کے موافق اور استفسار اور سوال
کے مطابق آپ کلام الہی ابلاغ فرماتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ ہر حادثے کے
مناسب جو آپ کے دعوای رسالت کے زمانے مین واقع ہوئے شریعت
مطہرہ اور قرآن کریم کے اجزا نازل ہوا کرتے تھے اور یہ کیفیت ہم کو

قطعی طور پر معلوم ہے اور یہ خبرین آپ کے حالات نبوت اور آپ کی سیر کے
دفتروں سے اسی ضابطہ عقلی کے رو سے جس سے واقعات آئندہ کی علمائے توثیق
ہوا کرتی ہے ہم پر تواتر کے طور پر ظاہر ہو چکے سو ایسی حالت میں تمھارا سخن
اس امر مین ہے کہ روم اور نصاری کے عالموں کو کس نے آئندہ کے واقعات
سے جو تدریج واقع ہوئے اور جن امور کا ان کے مخالف اور موافق لوگوں کے
بیچ میں اتفاق ہوا تعلیم کئے کہ انھون نے ہر واقعے کے عنوان پر قرآن اور
ایسی شریعت آپ کو تعلیم کی اور ہر سوال کا جواب کہ آئندہ یہ سوال پیدا
ہوگا اور ہر شبہے کا رفع اور ہر واقعے کا حکم آئندہ زمانہ مین تقینی اور قطعی
طور پر کہ جیسے مضبوط فکرین اور خیالات قانع ہون آپ کو جتا دیا ہوا اور ہم تو
دیکھتے ہین کہ بعضے حوادث ایسے واقع ہوا کرتے ہین کہ قیامت تک انکے
واقع ہونے کا کسی کے دل میں خطرہ بھی نہیں گذرتا اور جو کوئی ان سارے
واقعات سے جو آپ کے دعوی رسالت کے زمانے مین واقع ہوئے خبردار
ہے آپ جانتا ہے کہ بعضے نصاری کے عالموں کا ذہنی احاطہ زمان نبوت
کے سارے واقعات پر اور ان واقعات کے اطراف اور لوازم کی یادداشت
اور آپ کا استحضار قطعی محال ہے کہ سوائے جھگڑالو دشمن نامعقول
مخالف کے کوئی اس کا قائل نہین ہو سکتا اور اگر تم لوگ ہزرہ سرا ہو کہ
آنحضرت علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بعضے اتباع میں ایک شخص سلمان فارسی
یا ان کے سوا دوسرے تھے جو معارف اور سلطنتوں کے انتظامات مین
اپنے گروہ مین مشہور تھے کہ خدا کی پناہ آپنے سارے واقعات کے احکام

اور جواب سوالات اور کلیۃ مسایل کی اور شبہات کی رفع کا طریق ان سے
آپ نے تعلیم پایا ہو تو کون امر مانع کہ ہر چیز کو اپنے وقت پر انہین سے
اخذ کیا ہو سو جب کبھی کوئی امر وارد او ر نازل ہوا تو معاذ اللہ آپ کے
خدام نے انہین کی طرف رجوع کی ہو اور اونھین سے پوچھا ہو اور اونہون
نے ہر حال کے مناسب تعلیم کیا ہو خدا کی پناہ ایسے شیطانی خطرات اور
واہی خیالات سے ہم اس کے جواب میں کھینگے کہ ایسا وہم بیہودہ اور
واہی خیال اپنے مقام پر نہایت سخیف ہے پہلے تو یہ امر ظاہر ہے کہ
تعلیم اور سیکھنا علوم کا ایک جلسہ میں نہیں ہو سکتا اور نہ چند جلسون مین
اور چھپ کے نہین ہو سکتا بلکہ تعلیم جب ہی پوری ہوتی ہے کہ زمان دراز
تک سکھلانے والے اور متعلم کے بیچ مین تکرار اور مذاکرہ ہوتا رہے اور
اگر ایسا ہوتا تو لوگون مین ضرور مشہور ہو جاتا کہ آپ فلان شخص سے
علوم شریعت تعلیم پاتے ہین حال آنکہ ایسا واقع نہین ہوا دوسرے اگر
یہ شخص آنحضرت جمع العلوم کا سارے علوم سیاست اور اخلاق اور الہیات
کا جو قران کریم اور شریعت مطہرہ مین مذکور ہے معلم ہوتا تو بہت بڑا
فاضل محقق ہوتا کہ انکی طرف انگلیان اٹھتی حال آنکہ یہ شخص حضرت
سلمان فارسی علوم شریعت میں ایسے اعلی درجے کے عالم نہ تھے اور نہ
شریعت کے مشاہیر دانشمندون میں کہ ان کے مفصل حالات اور انکے
دلالت تفصیلی اسمار الرجال کے دفترون مین نہایت تحقیق کے ساتھ
ہمکو معلوم ہے بلکہ آپ کے اتباع میں اور لوگ آپ کے فیض صحبت سے

علمی احاطہ احکام شریف مین بدرجہا اس سے زائد تھے کہ یہ سلمان فارسی آپ ان سے
احکام شریعت اکتساب کیا کرتے تھے اور امور دین مین جس چیز کی ضرورت ہوتی
ان سے فیضیاب ہوا کرتے تھے اور جیسے متعلم معلم کے سامنے بہ نیاز پیش آتا ہے
ویسے ان صحابہ علمائے شریعت سے جو آنحضرت سے فیض یاب تھے بہ نیاز پیش
آتے تھے اور نیز ہر سلیم العقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اسقدر اپنا اخفائی حال
کر سکے تیسرے اگر وہ اس مرتبے اور علم کے ہوتے تو آنحضرت اپنے اتباع مین
ان کے مرتبے اور مقام میں تقدم سے مجبور ہوتے اور اگر آپ انکو مقدم نہ فرماتے
تو وہ زنہار صبر نہ کرتے اور ہم تو انکو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت کے اتباع مین
یہ سلمان فارسی کم تر رتبہ مین شمار کیے جاتے ہین اور اسمین وہ رضامند رہے
چو تھے ہم خود انہیں سلمان فارسی کے قوم اور وطن والون سے انکے بعد
ملے تو ہم نے ان لوگون کے پاس سارے علوم اور احکام اس جامع شریعت
کے کچھ بھی نہ پائے اور ذری بھی ان علوم کا ان میں کہین سے کوئی اثر
اور کوئی نمونہ نہ پایا بلکہ وہ لوگ آپ ہی اس جامع شریعت سے جو قوانین
ان کے شہرون کے سیاست کے مناسب تھے اخذ کیا کرتے تھے سو یہ شخص
یہ سارے علوم شریعت کہان سے لایا حالانکہ انکی قوم ان علوم سے
عاری تھی غرض جس کا ذہن تعصب کی کدورت سے پاک صاف ہوا اور
اسکی عقل سلیم ہو انصاف کی روش پر ان بے سروپا احتمالون کو باطل
ٹھہراتا ہے اور ان سارے خطرات کو مہمل اللھم احفظنا من وساوس
الشیاطین وخطرات انتھم خاتمۂ تقریر غفر اللّٰہ لنا بوجاھۃ رسولہ المصطفیٰ

وحبیبہ بدر الدجی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ وآخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔ اشعار قدسیہ النجاہیہ

تظلمت ہل من ناصر او مساعد	الوذ بہ من خوف سوء العواقب
فلست اری الا الحبیب محمدا	رسول الہ الخلق جم المناقب
ملاذ عباد اللہ ملجاء رجوعہم	اذ جاء یوم شیبت فیہ الذوائب
اذا ما اتو نوحا و موسی و اٰدما	و قد ہالہم انصار تلک المنوائب
منہاک رسول اللہ یجو لربہ	شفیعا و فتاحا لباب المواہب

قدیم فلسفیونکی منصفانہ آراء حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور مبادی نبوت کے بارہ میں علامہ ابن رشید فلسفی رقم طراز ہیں کہ قدماء فلاسفہ کے نزدیک زنہار کسی قسم کا تعرض کارخانہ نبوت الہی میں مناسب نہین کہ خوارق انبیاء علیہم السلام شرع الہی کی مبادی ہین اوس میں تشکیک اور خوض کرنے والا سزا کی قابل ہے جیسے اور شرایع عامہ الہیہ کا خوض کرنے والا ان مسائل اور کلی قضایا مین کہ آیا واجب الوجود جل وعلی موجود ہے کہ نہیں اور آیا سعادت عام ایسی کہ دنیوی ہو یا اخروی موجود ہے کہ نہیں اور آیا فضائل خلقی ہون یا کسبی قابل وجود ہین کہ نہیں حال آنکہ انکی بدیہی یا نظری وجود مین کوئی شبہہ نہین اور انکے وجود کی کیفیت ایک امر الہی ہی کہ انسانی عقول اوس کی کماہی ادراک سے عاجز ہین اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مبادی اعمال جنسے نوع انسان پائیگاہ فضیلت پہ عروج کرتا ہے اوس کی حصول علم کی کوئی راہ نہین الا بعد حصول فضیلت سو ضرور ہے کہ جو نوع انسان کے گرانمایگی اور فضیلت کے

ذرایع ہیں قبل حصول فضیلت اون مین تعرض اور چون و چرا کا موقع نہیں اور
ہر گاہ عملی صنایع کی تکمیل نہین ہوتی بغیر اون اوضاع اور اصول موضوعہ کی جو
معلم مدرسہ طلبہ کو اولی تعلیم میں تسلیم کرا لیتا ہے جیسے مبادی تصدیقیہ اصول موضوعہ
ہندسہ اقلیدس اور دیگر صناعات فلسفیہ میں سو عملی واجب التسلیم امور الہیہ
میں بطریق اولی اسی طرز پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اور معجزات نبوتہ میں سب سے
ظاہر قرآن پاک خداوند جل و اعلی کا کلام پاک ہے کہ اوس کا بدیہی خارق ہونا
بطریق سماع نہیں بلکہ حسب وجدانی اور عقلی اعتبار کی ذریعہ سے اوس کا معجز
ہونا ہر انسان عاقل پر ظاہر بلکہ اظہر ہی اور نیز اور معجزات نبوت سے
یہہ معجزہ خدا کی کتاب کا راجح اور فائق ہے اور عوام کے لیئے تو معجزات متواترہ
منقولہ موضوع ہیں اور خاص لوگون کے لیئے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی
واسطے دوسرا طریق ہے کہ دلائل مذکورہ الصدر تصویر پیمبری میں انہیں مضامین
سے معمور ہین جس کا خلاصہ و ماحصل اجمالی طرز پر اسی زائد نہین کہ وہ اعمال
فاضلہ جو حامل نبوت کے اوس گرامایہ صفت سے پیدا ہون جسے نبی نبی ہوتا ہے
وہ یہہ کہ غیبی علوم اور واقعات کی تعلیم اور اون شرایع کا وضع کرنا جو راستی
درست کرداری حقیقہ حقہ نفس الامریہ کے موافق ہون اور اون اعمال
فاضلہ کی تعلیم جن مین شخصی اور نوعی مدنی اور منزلی دنیوی اور اخروی
سعادت ہو غرض قدیم فلسفی اس کی قائل اور ملتزم تھے کہ ایسی وہی شرایع
ضروری اور مدنی ہین کہ جب انسان مرتبہ النسانیۃ پر فائز ہوتا ہے اور
سعادت خاص کو پہنچتا ہے اور اون قدما کی یہی رائے تھی کہ انسان کے حیات

اور زندگی ٹھیک نہیں بغیر عملی فضائل کی اور دنیا اور آخرہ کے عیش نہیں۔
بغیر نظری فضایل کی اور یہ دونو امر پورے نہیں ہوتی جب تک خلقی فضائل
حاصل نہوں اور خلقی فضایل بغیر خداوند جل وعلی معرفت تامہ اور اوس کی
تعظیم کے شرعی عبادتوں پر مذہب آسمانی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اسلیئے
جب شریعت اسلام اسکندریہ میں جو معدن علوم فلسفیہ تھا جلوہ فگن
ہوئے اور آفتاب اسلام سرزمین مصر میں چمکا اسکندریہ کے فلاسفر فوراً
دایرہ اسلام میں درآئی اور اس گرانمایہ دولت سے کامیاب ہوگی جسطرح
ہماری شریعت غرا سے پہلی عیسوی شریعت جب روما اور روم کے
شہروں میں ظاہر ہوئی یونان وروم کے فلسفی فوراً عیسائی ہوگئی اور
عیسوی شریعت کی احکام میں سر تسلیم والحمدللہ رب العالمین شعر لقد
صرت مقناطینا لقو بنا فلیہ بنک ایاہا لیک تسئل فلسفہ الہیات وحی ایزدی اور
نبوت کی شانوں کا آشکارا طور پر معترف ہے اور سوای دہریوں اور خام
معقولیوں کی کوئی قدیم فلسفی رسالت ایزدی کا منکر نہیں بلکہ تحقیق حقائق
نبوت فلسفہ الہیات اور سیاست مدن کا جزو اعظم ہے چنانچہ افلاطون
الہی کی ایک تحریر بسیط شریعت الہی اور نبوت کی تحقیق میں جو نوامیس
کے نام سے بلند آوازہ ہے کمال جودت اور لطافت سے رقمطراز ہوئی ہے
اور ارسطو بہی خاص کتاب میں اسی مضمون دلفروز میں اپنی اوستاد کا
ہمزبان ہے غرض اثبات امکان میں وحی ایزدی اور سفارت الہی کے
یہہ تقریر مصور تصویر پیمبری کے قلم سے نذر جوہر دراک ہے کہ ہرگاہ

فلسفہ الہیات میں ثابت اور مبرہن ہے اور علم وجدانی بھی اس امر کی تصدیق
کر رہا ہے کہ نوع انسان کے بطون دماغ میں ایک قوۃ متخیلہ ہے اور
ایک حس مشترک پہلی قوت کا فعل معانی اور صورتونکی ترکیب ہے
اور دوسری قوت میں ساری محسوس چیزونکی صورتین حس ظاہری سے
غیبت کے بعد اسی قوت میں فراہم اور مجتمع ہوتی ہین اور یہہ بھی ظاہر
ہے مشائی اور اشراقی دونوکے اتفاق سے کہ نفوس ناطقہ انسانیۃ
قضائے ملکوت کی جسے فلسفہ میں عالم عقول ونفوس کرکے تعبیر کرتا ہے
وہین کی گران بہا جواہر میں ہین اور یہہ جواہر نفوس اصالۃً خاکدان سفلی کے
اعراض واجزا سے نہین سو عقل سلیم کی روش پر زنہار بعید نہین ایسی
جوہر نفس قوی کا وجود افراد نوع انسان میں کہ وہ جوہر نفس بزور
مبادی عالیہ عقول مجردہ سے جنھین شرعاً ملایکہ کہتی ہین جنسیۃ ذاتی
اور جوہری مناسبت کی وجہ سے ایک خاص حالت اور توجہ خاص میں
متصل ہو اور سواحل بدنی اوس جوہر نفس کے بزور اور قوی ہونے
کی وجہ سے اپنی مبدء اصلی کے طرف توجہ اور اتصال سے عائق ہون
اور چونکہ عالم بالا ساری معارف اور غیبی علوم کا معدن اور مجمع خاص
ہے اور یہان کے علوم اور معارف باعتبار ظلی وجود کی اور وہان کے
اصالۃ کے انسانی عقول واذہان مین باعتبار اثبات کی وہین کی مختلف
شائق ہین کہ الاثبات فرع الثبوت ہو عقلاً کوئی امر مانع نہین کہ
اوس آئینہ جوہر نفس قوی مین مبادی عالیہ سے اوس اتصال روحانی

مبادی عالیہ سے بلا واسطہ عقل و حواس انوار علوم منعکس ہون اور قوت
متخیلہ مذکورہ بالا اون معانی کو مناسب صورتونکی ساتھہ نقل کرے
بعد اوس کے متخیلہ سے وہ معانی حس مشترک ہین جلوہ فگن ہون اور
وہ معانی مناسب صورتونکی پردہ مین محسوس اور مشاہد ہون کہ جوہر نفس
قوی ہونی کی وجہ سے حس مشترک کو ظاہری حواس کی تعلقات سے خلاص
کر سکتا ہے اور حس مشترک میئنہ ہر طرح کے صفائی اور جسے خیالی صورتونسے
جوہر نفس کی قوت دار ہونے سے ممکن ہے کچھ ممتنع نہین رسوا نہین معانی
اور غیبی علوم کو وحی الہی اور جوہر نفس دراک کو پیغمبر اور نبی کہتے ہین
اور خواب کی حالت ہر فرد انسان مین اس غیبی علوم اور بدیہی امکان
نبوت کے ماخذ ہین گواہ عادل ہے اور بلا واسطہ عقل و حواس کے حالت
خواب مین اون کا محض بیکار ہونا بالعلم وجدانی ظاہر ہے غیبی علوم کے
امکان اور اسکا مبدء فیاض کے طرف سے یہہ حالت خواب انسان
میں ایک نمونہ دلنشین ہے ۔ اور ہر فرد نوع انسان حالت خواب مین
عالم جسمانی محسوس کے تعلقات سے من وجہ فارغ ہونے کی وجہ سے
غیبی واقعات گذشتہ اور پیش آیندہ حالات کی ادراک کو وہ ہر صورت
مین باصراحتہ تجربہ کیا کرتا ہے سیکڑون واقعات خواب تاریخی
علوم میں ہر قوم کی جو فوراً یا بتدریج واقع ہوئی جنسوط اور مشتہر مین
چنانچہ کاکرن انگریز تاتار اور چین کے یورشوں کے واقعات مین
اپنی تاریخ میں توپخانہ کے کپتان کا خواب اور تعبیہ واقع ہونا ایک معقول

اور دلربا تقریرین بیان کر رہا ہے۔ اور واقع میں سوا اسکے اوس شخص کے
جس کی دماغ کا مزاج خراب گیا ہے یا اوسکی تندرستی اور قوت خیالیۃ میں قصور
واقع ہے۔ جو آپکے واقعی اور اکاب کا جو بیداری میں بیشتر واقع ہوا کرتی
ہیں انکار نہین کرسکتا لیکن خواب اسی وجہ خاص سے کہ سوا شغل بدن سے فارغ
ہونے کی وجہ سے مبدا اصلی سے کیقدر متصل ہوتا ہے۔ اکثر واقعی ہوتی ہین
اور بیشتر تین وجہ سے غیر واقعی ایک یہہ کہ جو ہر نفس عام طور پر حواس کے
ذریعہ سے جن جزیی صورتوں کو بیداری میں ادراک کیا کرتا ہے اور وہ صورتین
خزانہ خیال میں فراہم ہو رہتی ہین سو خواب میں وہی حس مشترک میں صورت
پذیر ہوتی ہین اور وہی نظر آتی ہین۔
یا بیداری مین جس فکر خیال میں انسان مشغول رہتا ہے سو خواب میں وہی
فکریں اور خیالی صورتین متمثل ہوا کرتی ہیں یا مزاج دماغ کا خراب گیا ہے جیسے
سرسامی یا شدید بخار کا مبتلا کہ اوس کا تخیلہ خراب ہوگیا ہے سو وادی بخارات سے
غرض یہہ تینو قسم کے خواب خواب پریشان سے زاید نہین اور وہی ایزدی جوہر
نفس کے قوی ہونے کی وجہ سے چونکہ شواغل جسمانی اتصال عالم بالا کو بیداری
میں مانع نہین وہ ہمیشہ واقعی ہوتی ہے۔
باقی تصرفات انبیا علیہم السلام عنصری ہین جنھیں خوارق اور معجزات کہتے ہین۔
امکان نبوت سے متعلق عقلاً اونکی تقریر یہہ ہے کہ ہر شخص تجربہ اور مشاہدہ
کرتا ہے کہ بیشتر نفسانی تصورات بعض آثار اور حوادث کے سبب واقع
ہوتی ہین بغیر اس کے کہ کوئی جسمانی سبب اوس واقعی تاثیر کے لیے ظاہر

ہو جیسی انسان کی بدن مین غصہ و غم صرف تصور کی وجہ سے موثر ہوا کرتا ہے
اور دونون حالتون مین جسم انسانی مین حرارت اور تسخین پیدا ہو جاتی ہے اور
جسطرح کوئی بلند مقام پر کسی کم عرض لکڑی پر چلتا ہے تو بلندی سے گر جانے کا تصور
بیشتر اوقات گر پڑنے کا سبب واقع ہوتا ہے اور اسی طرز پر کبھی صرف تصور
صحت موجب صحت ہوتا ہے اور تصور بیماری باعث مرض غرض جب نفسانی
تصورات کی واقعی تاثیر اپنے جسم میں انسان آپ مشاہدہ کرتا ہے حال آنکہ جوہر
نفس کو جسم انسانی مین علاقہ حلول نہین بلکہ حافظ ترکیب مدبر محض ہے تو کچھ
بعید نہیں اور عقلاً کوئی امر مانع نہیں کہ بعض جواہر نفوس انسانی نفوس قدسیہ
انبیاء علیہم السلام ایسی قوی ہوں کہ ہیولائی بدان کی طرح بسائط عنصری کی
مادہ خاص میں اون کا نفس قدسی بڑی طور پر موثر ہو اور ہیولائی بدان کی
طرز پر مواد عنصری اونکی روحانی تاثیر کا مطیع اور منقاد ہو جائے اور اونکی
نفوس قدسیہ پر زور کی تاثیر سے مواد عنصری اثر پذیر ہو اور اونکی تصرفات
قدرتی سے کہ مدبر عالم مبدء کل جل و علی کے ساتھ خصوصیت سے مخبر ہو عالم
کون فساد میں انفعالات غریب آشکارا طور پر واقع ہوں۔ عام اسی کہ وہ
روحانی تاثیرات زلزلہ کی قسم سے ہوں یا طوفان عام یا اخراء ارضی میں کسی
قطعہ ارض کے انخساف واقع ہو یا حیوان جماد ہو جائے یا جماد حیوان غرض
اس قسم کے خوارق اور قدرت نما تصرف جو حضرات انبیاء علیہم السلام سے متواتر
دفتر دن میں منقول ہین کچھ عقلاً ممتنع نہیں اور واقع میں صرف مواد عنصری
کیا جب حضرت انبیاء کی قدرت اظہار خصوصیت ایزدی میں اون کے ساتھ

خداوند جل و علا کی قدرت کا پرتو ہے تو افلاک اور کواکب میں اونکی قدرت نما
تاثیر کو کوئی ضابطہ فلسفی مانع نہیں جسطرح معجزہ شق القمر ہمارے سرور انبیا سے
متواتر تاریخی دفتروں میں عام طور پر ماثور ہے اور یہہ قانون فلسفی کہ جسم
کروی بسیط سے سوائی دوری حرکت کے طبعیۃ کے اقتضا سے مستقیم حرکت
صادر نہیں ہوسکتی اور قمری انشقاق میں اجزا کے حرکت بخط مستقیم ضروری ہے
اس تقریر کے یہہ فعل معارض نہیں کیونکہ اس حالت میں مؤثر خارجی اگر انشقاق
واقع ہو تو کون امر مانع ہے کہ اہل اسلام اس واقعہ میں انشقاق قسری کے قائل
ہیں انشقاق طبعی کے قائل نہیں اور اسکی سوا خرق و التیام اجرام افلاک
کے استحالہ کے دلیل بھی مجروح اور کمزور ہے کہ انشقاق اجرام فلک میں حرکت
آئینی ضروری ہے اور حرکت آئینی میں ایک جہتہ متروک دوسری مطلوب ہوا
کرتی ہے تو پھر فلک اعلیٰ محدد جہات ہو حالانکہ یہہ دلیل فلک اعلیٰ
محدد جہات کے لیے موضوع ہے اور فلکی اجرام میں چل نہیں سکتی کہ خرق
والتیام ممتنع ہو

باب ختم

مولوی سید محمد احسان الدین صاحب علوی کاکوروی کے خلاصہ جات قوانین
اور عام تالیفات و تراجم

منتخب القوانین اس کتاب مین جملہ کتب مشروط الامتحان وکالت درجہ سوم کا خلاصہ کیا گیا ہے اسکا حق تالیف آئین دکن نے خرید کرلیا ہے قیمت ۱۱ فی جلد مطبع مذکورہ سے طلب کیجا سکتی ہے۔

انتخاب قوانین اصولی - اس کتاب مین اصول قانون دادرسی سرجہ کا خلاصہ نہایت جامع طور پر کیا گیا ہے اسکا حق تالیف مطبع رونق بازار امرتسر نے خرید کیا ہے قیمت ۱۲ مطبع مذکورہ سے طلب کیجا سکتی ہے۔

منتخب الاحکام - اس کتاب مین جملہ محکمہ جات سرکار عالی کے احکام و گشتیات کا خلاصہ ہے حق تالیف معین دکن نے خرید کیا ہے بہ قیمت ۸ مطبع مذکور سے ملسکتی ہے۔

الاحسان - یہ ایک تصوف کی جامع کتاب ہے جسمین تصوف کی ابتدائے نشو و نما کی تفصیل و لفظ صوفی کی تحقیق اور اسلام سے تطبیق اور اسکی اصول پر بحث کیگئی ہے اس کتاب کے مضامین کو آجکل کی مذاق کی موافق بنانے کیلئے اکثر انگریزی کتابون سے بھی مدد لیگئی ہے۔ اور عقلاً ثابت کیا گیا ہے کہ احکام الٰہی سائنس کے بالکل مطابق ہین حق تالیف مالک مطبع الناظر گولہ گنج لکھنو نے خرید کیا ہے قیمت فی جلد ۸ ہے۔

مضامین سیاست مدنیہ - یہ ایک فارسی کتاب کا ترجمہ ہے جسمین اصول حکمرانی پر بحث کیگئی ہے اور آخر مین اون قاعدے کے مدارج ہے جسکی پابندی سے سکندر ہمیشہ مظفر و فتحیاب ہوتا تھا قیمت ۲ خود مترجم سے ملسکتی ہے۔

ارزنگ سٹرنگ - یہ ایک انگریزی کتاب کا نہایت سلیس اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے جسمین انگریزون کے مدبرانہ اصول حکمرانی پر بحث کیگئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ انکی بیدار مغز سلطنت روی زمین پر کوئی نہین ہے اس کا حق تالیف مالک مطبع اسٹیم پریس الہ آباد نے خرید کیا ہے قیمت ۸ فی جلد ہے۔

مشیر امتحان - اس مین امتحان جوڈیشل سرکار عالی اور وکالت درجہ اول و دوم سوم و سررشتہ داری کی پرچہ جات امتحان حسب الحکم ہائیکورٹ من ابتدائے سنہ ۱۳۰۲ف لغایت سنہ ۱۳۲۲ف اکیس سال کے معہ قواعد امتحان مذکورہ جمع کی گئی ہین قیمت ۲ خود مولف سے بہ پتہ رزیڈنسی بازار کنداسامی اسٹریٹ نمبر ۸ ۱۷ حیدرآباد دکن ملسکتی ہے۔